بسم اللہ الرحمن الرحیم

حقیقت الاعوان

فی

آل حبیب الرحمٰن

تصنیف

بابا ہاشم

سلیم پور ملکے سیالکوٹ

ناشر

ناصر محمود اعوان

ملک سخی اللہ اعوان نمبردار ساکن سلیم پور تحصیل و ضلع سیالکوٹ

حرفِ اوّل کو میں باشعارِ اُردو قومِ اعوان کے روبرُو بطورِ انتباہ حسبِ تحت پیش کرتا ہوں

حرفِ اوّل

اب اے قومِ اعوان بیدار ہو
قیدِ بے علمی سے ہشیار ہو

تھے سُلطان تیرے اباءِ الکرام
شجاعت میں وہ نامور تھے تمام

مُسلّم قدیمی تیرا نام تھا
سیادت امامت تیرا شان تھا

عامل تو احکامِ اسلام کی تھی
فاتح تو خیبر کے میدان کی تھی

اب اے قوم وہ جوش تیرا کہاں ہے
کبھو تو وہاں ہے یا کہ یہاں ہے

بے علمی تیری سے تیری شان میں
جو شانیں تھیں وہ کُل پڑیں خاک میں

سو افسوس اس قوم کے نام پہ ہے
کہاں وہ مراتب کہاں قوم یہ ہے

نہ علمِ دینی کو یہ جانتی ہے
نہ نسب اور قوم اپنی کو مانتی ہے

نہ تاریخ اپنی کو پہچانتی ہے
نہ قوم اپنی کی بات کو مانتی ہے

وجوہ یہ کُل اس کی بے علمی کی ہیں
یہ راہیں کُل اس تاریکی کی ہیں

سو اِس حالت اس کی پہ غم میں نے کر کر
اُٹھا کر ہیں بار اس کا یہ اپنے سر پہ

لکھی میں نے یہ سیرتِ قطب شاہ
تھا جو کہ مِن عقبِ بن حنفیاہ

یہ تالیف میری نوشت آخری ہے
قطب شاہ کی سیرت یہ حرف آخری ہے

یہ معروف سیرتِ اعوان پر ہے
نسب قوم تاریخ اعوان پر ہے

ہے قوم اعوان کی یہ امانت
میرے پاس برسوں کی تھی یہ امانت

اب اس امانت کو سر بسر بسو
کیا میں نے کُل قوم کے رُوبرُو

شمع طاقِ اعواں میں رکھ کر یہ میں نے
شب کی تاریکی میں روشن کی میں نے

درود اور سلام ہو نبیؐ پاک پہ
خدا کی ہو رحمت تیری خاک پہ

پڑھ اے قوم تیری ہے یہ کد نما
ہے بلکہ تیری ہستی کی یہ بنا

یہ [illegible] محنت میری ہے
محنت یہ [illegible] کی محنت تیری ہے

توجہ فرمائیے

اعوان حضرت کہ روایات قدیم پرانی صدیوں نے جنہوں ہیں مستحق کے تحسین داد مولفین و مصنفین ، محققین تمام وہ
کوزندہ رکھنے کے ہیں رہے شامل میں ہند جہاد ساتھ کے غزنوی محمود سلطان اور ہیں سے اولاد کی (امام حنیف) محمد حنفیہؒ المعروف محمد الاکبر
تالیف فرمائی جس ''تاریخ علوی'' میں 1896ء نے لدھیانوی علی حیدر مولوی کتاب پہلی سے سب کی تاریخ کی اعوانوں ۔اٹھایا قلم لیے
میں شامل رہے۔ جہاد ہند کے ساتھ غزنوی محمود سلطان اور ہیں سے اولاد کی وجہہ اللہ کرم علی حضرت بن حنفیہ محمد حضرت اعوان مطابق کے
کالاباغ کے کمیٹی میونسپل اعوان خان محمد شیر ملک ۔فرمائی تالیف میں 1911ء حیدری تاریخ نے لدھیانوی علی حیدر مولوی بعد کے اس
اعوان نے خان محمد شیر ملک ۔تھے بہنوئی کے آپ پاکستان مغربی گورنر سابق اعوان خان محمد امیر ملک کالاباغ آف نواب اور تھے پریذڈنٹ
1390ھ میں نے سیالکوٹ پورملکے سلیم باباہاشم ۔کی تالیف الاعوان تذکرۃ میں 1977ء اور کی تالیف ''الاعوان تاریخ'' میں 1956ء
تحقیق الاعوان تصنیف میں 1966ء نے مانسہرہ ہیڑاں ساکن اعوان گولڑہ خان خواص ۔فرمائی تالیف الرحمٰن حبیب آل فی الاعوان حقیقت
تحقیق الاعوان پاکستان قائم ادارہ سے نام کے کتاب کی ان میں 1975 پر خدمات کی اعوان گولڑہ خان خواص نے اعوان حسین محبت ۔کی
جامع کتاب ہوئے کرتے تبصرہ پر کتب تمام والی جانے لکھی قبل سے اس نے آپ میں 1999ء کیں تصانیف کتب درجنوں اور کیا
''تاریخ علوی اعوان'' تصنیف فرمائی۔ 2000ء میں صوبیدار رفیق علوی اعوان میانی چکوال جوگر جارو ڈ راولپنڈی میں سکونت پذیر تھے
نے بھی حقیقت الاعوان سوسوال سو جواب لکھی۔ ملک جہانداد اعوان ساکن نالیاں پلندری نے بھی 2000ء میں نسب الصالحٰن تالیف کی۔
ان تمام بزرگوں نے اعوان قبیلہ کی تاریخ لکھنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا انہوں نے قدیم روایات کے عین مطابق کتب
تصانیف کیں۔ جناب خواص خان گولڑہ اعوان نے تحقیق الاعوان کے صفحہ 156 پر شجرہ نمبر 31 کے تحت اعوانوں کا یہ شجرہ یوں لکھا: ''سعیدالدین
سالار مسعود غازیؒ بن شاہو غازیؒ بن عطاءاللہ غازیؒ بن طاہر غازیؒ بن طیب غازیؒ بن شاہ محمد غازیؒ بن شاہ غازیؒ بن آصف غازی بن عون
عرف قطب غازی بابا بن علی بن محمد الاکبرؒ بن حضرت علیؓ بنو علویہ (شجرہ از کتاب محبوب شاہ داتہ والا)۔ اور جناب محبت حسین اعوان نے بھی یہی شجرہ
تاریخ علوی اعوان ایڈیشن 1999ء اور ایڈیشن 2009ء کے صفحہ 360 پر شجرہ نمبر 28 کے طور پر درج کیا ہے۔ مولوی نورالدین سلیمانی پٹھان نے
زادالاعوان اور باب الاعوان میں اعوانوں کا شجرہ نسب حضرت محمد حنفیہؒ کے بجائے حضرت غازی عباس علمدارؒ سے جوڑ دیا اور جو اہم اعتراض انہوں
نے کیا کہ سر سلسلۃ العلویہ 341ھ کے مطابق علی بن محمد حنفیہ بن حضرت علیؓ لاولد تھے اور ان سے شجرہ نسب ملانے والے کذاب ہیں نیز
مولوی صاحب نے یہ بھی اعتراض کیا کہ عبدالمنان حضرت محمد حنفیہؒ کا بیٹا نہ تھا۔ نیز مولوی نورالدین صاحب نے اعوانوں کی جانب سے پیش
کیے گئے تمام شجرہائے نسب بھی غلط قرار دیئے اور تین فرضی کتب میزان قطبی عربی، میزان ہاشمی عربی اور خلاصۃ الانساب عربی کے حوالہ سے نیا
شجرہ نسب متعارف کروایا۔ یاد رہے کہ ان کتب کا کوئی وجود نہیں یہ آج تک کوئی بھی فرد پیش نہ کر سکا جس سے ان کے موقف کی
تائید ہو سکے۔ مولوی نورالدین سلیمانی کے اعتراضات کے جوابات قدیم عربی و فارسی کتب سے دستیاب ہو چکے ہیں۔

یہ کہ سر سلسلۃ العلویہ سے 100 سال سے زائد قدیم کتاب نسب قریش عربی (156۔234ھ) کے صفحہ 77 پر عون بن علی بن محمد حنفیہ
بن حضرت علیؓ کی اولاد لکھی ہے اور عون کے نام کی نسبت سے ''بنی عون'' بھی درج ہے۔ یہ کہ المعقبون عربی 277ھ، مقالات بالفرق 301ھ میں
بھی علی بن محمد الاکبر المعروف محمد حنفیہؒ کی اولاد درج ہے۔ سر سلسلۃ العلویہ کے بعد بھی لکھی جانے والی بے شمار کتب میں علی بن محمد حنفیہؒ کو صاحب
اولاد لکھا گیا ہے جن میں جمہرۃ الانساب العرب عربی 384ھ، تہذیب الانساب عربی 449ھ کے صفحہ 273و274، منتقلۃ الطالبیہ 471ھ کے
303، 332، 352و215، پر نہ صرف عون بن علی بن محمد حنفیہؒ کی اولاد درج ہے بلکہ ان کی اولاد کا ہند آنا بھی درج ہے۔ ان کے علاوہ المجدی
500ھ، الفخری 600ھ، المنتخب فی نسب قریش وخیار العرب عربی 656ھ، و بحر الانساب عربی 900ھ وغیرہ کے علاوہ عمدۃ الطالب فی نسب آل ابی
طالب عربی 848ھ کے صفحہ 147-145 پر علی بن محمد حنفیہؒ کی نہ صرف اولاد درج ہے بلکہ یہ بھی وضاحت کی گئی ہے کہ سر سلسلۃ العلویہ کے مولف
ابونصر بخاری نے جس علی کو درج یعنی لاولد لکھا تھا وہ علی اصغر تھے۔ ان کتب کے علاوہ منبع الانساب فارسی 830ہجری میں علی کا پورا نام ''علی
عبدالمنان'' درج ہے۔ اور منبع الانساب میں علی عبدالمنان کے فرزند عون عرف قطب غازی لکھے ہیں اور سالار مسعود غازی کو سلطان محمود غزنوی کا
بھانجا لکھا ہے اور مکمل شجرہ نسب یوں درج ہے ''سالار مسعود غازی بن عطاءاللہ غازی بن طاہر غازی بن طیب غازی بن شاہ محمد غازی بن شاہ غازی بن
آصف غازی بن عون عرف قطب غازی بن علی عبدالمنان غازی بن حضرت ابوالقاسم امام حنیفؒ بن حضرت علیؓ ''۔

منبع الانساب فارسی 830ھ تالیف سید معین الحق جھونسوی میں درج شجرہ نسب جناب خواص خان گولڑہ اعوان اور جناب محبت حسین
اعوان نے قدیم روایات کے مطابق کتب میں درج کیا تھا۔ اور اس شجرہ نسب کی تصدیق مندرجہ بالا انساب کی عربی اور فارسی کتب سے بھی
ہوتی ہے جس سے یہ تصدیق ہوا کہ اعوانوں کی حضرت محمد حنفیہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد سے ہونا اور سلطان محمود غزنوی کے ساتھ جہاد
والی روایات 100 فیصد درست ہیں۔ اور علی بن محمد حنفیہ کی نہ صرف اولاد تھی بلکہ انہی کا نام علی عبدالمنان تھا اسطرح مولوی نورالدین سلیمانی مرحوم
کے اعتراضات بھی ساقط ہو چکے۔

حقیقت الاعوان

فی

آل حبیب الرحمٰن

صحیح طور نہایت عمدہ و مفید در نسب و تاریخ محمد (معروف بہ ورد) وقطب الدین (معروف بہ قطب شاہ) من عقب محمد الاکبر (معروف بہ ابن الخفیہ)

بابا ہاشم

سلیم پور ملکے سیالکوٹ

ناشر

ناصر محمود اعوان

ملک سخی اللہ اعوان نمبردار ساکن سلیم پور تحصیل و ضلع سیالکوٹ

سیالکوٹ فون نمبر: 596176

یہ کتاب باجازت ملک سخی اللہ اعوان ۔ اپنے بھائی محمد سلیم اعوان کے نام موسوم کرتا ہوں جنکے دل میں اپنی قوم اور انسانیت کیلئے بہت کچھ کرنے کا جذبہ نہ صرف موجود تھا بلکہ عملی طور پر انکے کام اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہیں میری اس دعا کے ساتھ کہ ہمیں اللہ تعالی محمد سلیم اعوان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق فرمائے۔ آمین

محمد جہانگیر اعوان سیالکوٹ

دیباچہ

میں نے کتاب تحقیق الاعوان کا مطالعہ کرنے کے بعد محسوس کیا کہ مجھے بابا ہاشم کے متعلق بھی جاننے کی بہت کچھ ضرورت ہے۔ کیونکہ یہ کتاب جس محنت اور جذبے سے لکھی گئی۔ وہ کوئی ایسا شخص ہی تحریر کرسکتا تھا۔ جس کو اپنی قوم کیلئے کچھ کرنے کا عزم ہو۔ نہ صرف تحقیق الاعوان میں احادیث۔ بلکہ بہت سی مستند کتابوں کے حوالے دیئے گئے بلکہ بنفس نفیس بابا جی نے خود ان علاقوں میں جاکر تحقیق کی۔ اور پھر دوسری کتابوں سے بذریعہ دلیل موازنہ کیا اور ثابت کیا کہ اعوان قبیلہ کے اسلاف کہاں سے آئے۔

اور انکے کارناموں کو جابجا پیش کیا۔ تاکہ پوری قوم اپنے اسلاف کے کارناموں سے نہ صرف واقف ہو بلکہ وہی اوصاف اپنے اندر بھی پیدا کرے۔ بابا ہاشم تقریبا 125 سال قبل ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے اور اپنی ایک صدی سے زائد عمر سے زمانہ کے نشیب وفراز دیکھے۔ بنیادی تعلیم (جو کہ میرے خیال میں ہی بعد میں اس تحقیق الاعوان کی تحقیق کی باعث بنی) سید رسول شاہ اور علامہ اقبال کے استاد مولوی میرحسن صاحب سے حاصل کی۔ جسکی جھلک بابا ہاشم کی تحریر میں نظر آتی ہے۔ اپنے استاد مولوی میرحسن صاحب کی بیماری کی حالت میں انکی جگہ پر گاہے بگاہے مرے کالج میں عربی فارسی پڑھاتے رہے۔ اپنی قوم کی محبت کے جذبہ میں سرشار آپکو لگن تھی کہ اعوان قوم کی خدمت کیسی کیجائے تو ذہن میں خیال آیا کیوں نہ قوم کو انکے اسلاف کے بارے میں مکمل آگائی دلائی جائے تاکہ آئندہ نسلیں بھی اپنے اندر وہی اوصاف اور کردار پیدا کرسکیں جو کہ ہمارے آباؤاجداد کی نشانی ہے تو اس سلسلے میں اپنی تمام جائیداد آہستہ آہستہ بیچ کر کتابیں خرید کر۔ بذات خود سفر کرکے یہ کتاب مرتب کی۔ جو کہ واقعتا اعوان قوم کیلئے ایک خزینہ ہے اور میں اس کاوش پر بابا ہاشم کی طرف اور اعوان قوم کی طرف سے ہدیہ تہنیت پیش کرتا۔

محمد سلیم اعوان سیالکوٹ

حرفِ اوّل کو میں باشعارِ اُردو قوم اعوان کے روبرُو بطور انتباہ حسب تحت پیش کرتا ہوں

حرفِ اوّل

اب اے قومِ اعوان بیدار ہو
قیدِ بے علمی سے ہشیار ہو

تھے سُلطان تیرے اباءِ الکرام
شجاعت میں وہ نامور تھے تمام

مُسلم قدیمی تیرا نام تھا
سیادت امامت تیرا شان تھا

عامل تو احکامِ اسلام کی تھی
فاتح تو خیبر کے میدان کی تھی

اب اے قوم وہ جوش تیرا کہاں ہے
کہو تُو وہاں ہے یا کہ یہاں ہے

بے علمی ترِی سے تری شان میں
جو شانیں تھیں وہ کُل پڑیں خاک میں

سو افسوس اس قوم کے نام پہ ہے
کہاں وہ مراتب کہاں قوم یہ ہے

نہ علمِ دینی کو یہ جانتی ہے
نہ نسب اور قوم اپنی کو مانتی ہے

نہ تاریخ اپنی کو پہچانتی ہے
نہ قوم اپنی کی بات کو مانتی ہے

وجوہ یہ کُل اس کی بے علمی کی ہیں
یہ راہیں کُل اس تاریکی کی ہیں

سو اِس حالت اس کی پہ غم میں نے کر کر
اُٹھا کر میں بار اس کا یہ اپنے سر پر

لکھی میں نے یہ سیرتِ قطب شاہ
تھا جو کہ مِن عقبِ بن حنفیاہ

یہ تالیف میری نوشت آخری ہے
قطب شاہ کی سیرت یہ حرف آخری ہے

یہ معروف سیرتِ اعوان پر ہے
نسب قوم تاریخ اعوان پر ہے

ہے قومِ اعوان کی یہ امانت
میرے پاس برسوں کی تھی یہ امانت

اب اس امانت کو ہر سُو بسُو
کیا میں نے کُل قوم کے رُوبرُو

شمع طاقِ اعواں میں رکھ کر یہ میں نے
شب کی تاریکی میں روشن کی میں نے

درُود اور سلام ہو نبیؐ پاک پہ
خدا کی ہو رحمت تیری خاک پہ

پڑھ اے قوم تیری ہے یہ رہ نما
ہے بلکہ تیری ہستی کی یہ بنا

یہ سرمایۂ عمر محنت میری ہے
محنت یہ ہاشم کی خدمت تیری ہے

فہرستِ کُتب

جن سے صحیح طور پر معتبر روایات کو میں نے اپنی اس تالیف حقیقۃ الاعوان فی آلِ حبیب الرحمٰن نامی میں پیش کیا ہے۔

نام کتاب

۱۔ قرآن پاک مترجم بہ سہ ترجمہ از شاہ ولی اللہؒ وغیرہ مطبوعہ دہلی در مطبع محمدیہ ۔

۲۔ تحفۃ الاتقیاء مع ترجمہ اُردو از حافظ محمد عبدالواحد غازی پُوری مطبوعہ دہلی در مطبع مجتبائی ۔

۳۔ رحمۃ للعالمین جلد دوم از قاضی محمد سلیمان منصور پوری مطبوعہ لاہور در مطبع علمی پریس ۔

۴۔ عمدۃ المطالب فی آلِ ابی طالب از شیخ احمد بن علی بن الحسین مطبوعہ بمبئی ۔

۵۔ تاریخ ابن خلدون جلد اوّل و دوم و سوم و چہارم و بارہویں از علامہ ابنِ خلدون مطبوعہ الہ آباد۔ در مطبع دواخانہ یونانی ۔

۶۔ آئینۂ حقیقت نما جلد اوّل از مولانا اکبر شاہ خاں نجیب آبادی مطبوعہ کراچی در مطبع جاوید پریس۔

۷۔ جامع التواریخ فارسی از قاضی فقیر محمد فرید پوری مطبوعہ لکھنؤ در مطبع منشی نول کشور نامی ۔

۸۔ خیر الکلام فی ترجمۂ جلاء الافہام از ابن القیم محمد بن ابی بکر مطبوعہ بجنور در مطبع مدینہ پریس ۔

۹۔ تاریخ سید سالار مسعود غازی اُردو ترجمۂ مرآتِ مسعودی از علوی عبدالرحمٰن چشتی مطبوعہ لکھنؤ۔ در مطبع مجتبائی ۔

۱۰۔ زادالاعوان از مولانا مولوی نورالدین مطبوعہ لاہور۔ در مطبع پنجاب سٹیم پریس ۔

۱۱۔ باب الاعوان از مولانا مولوی نورالدین مطبوعہ لاہور۔ در مطبع لکھینا الیکٹرک پریس ۔

۱۲۔ تاریخ حیدری از ملک حیدر علی اعوان مطبوعہ لدھیانہ۔ در مطبع سیوک پریس ۔

۱۳۔ تاریخ آلِ امجاد فارسی از محمد عباس شروانی مطبوعہ دہلی در مطبع مجتبائی۔

۱۴۔ بحر الانساب از حاجی آقا میرزا محمد ملک الکتاب مطبوعہ بندر بمبئی ۔ در مطبع داؤدی ۔

۱۵۔ طبقاتِ ناصری از علامہ منہاج الدین بن سراج الدین مطبوعہ لاہور۔ در مطبع نوید پریس۔

۱۶۔ سوانح الحیات سُلطان باہوؒ از محمد حمید اختر مطبوعہ لاہور۔ در مطبع نقوش پریس۔

۱۷۔ زادالسعید فی الصلوٰۃ علی النبیِ الوحید از مولانا اشرف علی تھانوی مطبوعہ دہلی ۔ در مطبع جمال ورکس ۔

۱۸- سرور المحزون فی ترجمۂ نور العیون از شاہ ولی اللہ مطبوعہ دہلی در مطبع ورکس۔
۱۹- تحقیق الاعوان از ملک محمد خواص خان مطبوعہ پشاور در مطبع منظور عام پریس۔
۲۰- تاریخ الاعوان از ملک شیر محمد خان کالا باغ مطبوعہ لاہور در مطبع منزل اشاعت۔
۲۱- منتہی الامال فی تواریخ النبی والآل از شیخ عباس قمی جلد اوّل مطبوعہ طہران۔
۲۲- خلافتِ معاویہ و یزید از محمود احمد عباسی مطبوعہ لائوکھیت کراچی نمبر ۹ $\frac{1}{26}$ بی ایریا در مطبع مشہور پریس۔
۲۳- سرسلسلۃ الاعوان (یعنی کہ مکتوب) از ملک فضل داد (معروف بہ عارف) کاکوٹی مطبوعہ ایبٹ آباد در مطبع جدون پریس۔
۲۴- قلمی انساب الاعوانِ سیالکوٹ۔ نوشتۂ میر تھو ساکن مراکیوال۔
۲۵- منہایاۃ الارب فی غایاۃِ النسب از مولانا محمد شفیع حنفی مطبوعۂ دیوبند در مطبع دار الاشاعت۔
۲۶- نسب نامۂ رسولؐ مقبول از مولانا پیر غلام دست گیر نامی مطبوعۂ لاہور۔
۲۷- نسب نامۂ رسولؐ مقبول از خان بہادر ملک قطب الدین مطبوعہ لاہور۔
۲۸- انوار الاعوان جلدِ دوم از مولانا محمد نور عالم بشیر مطبوعۂ لاہور در مطبع کیور آرٹ ورکس۔
۲۹- بحر الجان ترجمۂ تذکرۃ السادات از ابو الفخر با سید محبوب شاہ مطبوعۂ لاہور در مطبع حمیدیہ سٹیم پریس۔
۳۰- نسب الاعوان از ملک حسام الدین اعوان مطبوعۂ لاہور در مطبع دیش سٹیم پریس۔

فہرست مطالب کتاب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ٥ سب خوبیاں ہیں واسطے اللہ کے جو کہ تمام جہانوں کا رب ہے۔ اَلۡحَمۡدُ لِمَنۡ ھُوَ اَقۡرَبُ اِلَیۡنَا مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِیۡدِ۔ سب خوبیاں ہیں واسطے اس واجب الوجود کے جو کہ بہت قریب ہے ہم کو وریدِ جان سے جیسا کہ فرمایا ہے اس نے قرآن کریم میں نَحۡنُ اَقۡرَبُ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِیۡدِ ہم ورید جان سے قریب تر ہیں آدمی کو۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیۡنَ۔ اور صلوٰۃ و سلام ہو اُس کے رسُولِ کریمؐ پر اور اس کی آل پاک پر۔ اب بعد حمد و صلوٰۃ اور سلام کے یہ فقیر بآداب مناسب قومِ اعوان کی خدمت میں اوّل ایک حدیث رسُولِ کریمؐ بروایت عائشہ ام المومنینؓ حسب تحت پیش کرتا ہے۔ عَنۡ عَائِشَۃَ اَنَّھَا قَالَتۡ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ غَدَاۃً وَعَلَیۡہِ مِرۡطٌ مُرَحَّلٌ مِنۡ شَعۡرٍ اَسۡوَدَ فَجَاءَ الۡحَسَنُ بۡنُ عَلِیٍّ فَاَدۡخَلَہٗ ثُمَّ جَاءَ الۡحُسَیۡنُ فَاَدۡخَلَہٗ ثُمَّ جَاءَتۡ فَاطِمَۃُ فَاَدۡخَلَھَا ثُمَّ جَاءَ عَلِیٌّ فَاَدۡخَلَہٗ ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡھِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَھۡلَ الۡبَیۡتِ وَیُطَھِّرَکُمۡ تَطۡھِیۡرًا۔ رَوَاہُ مُسۡلِمٌ۔ عائشہؓ سے روایت ہے کہ تحقیق رسُولِ خدا اوّل المسلمین و سیدِ الکونین۔ صبح کو تشریف فرما ہوئے اور آپ پر ایک کملی سیاہ بالوں سے منقش تھی۔ پس آیا حسنؑ بن علیؑ تو لے لیا اُس کو کملی میں۔ پھر آیا حسینؑ تو لے لیا اس کو۔ پھر آئی فاطمہؓ تو لے لیا اُس کو۔ پھر آیا علیؑ تو لے لیا اُس کو۔ پھر فرمایا کہ اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ دُور کرے تم سے ناپاکی اے اہلبیت اور پاک کرے تم کو پاک کرنا۔ اس کو امام مسلمؒ نے روایت کیا۔ پس اس روایت سے روشن ہوا کہ رسُول کریمؐ مسلمانوں کے اوّل مسلمان و سیدِ دو جہان کی آلِ عبا یہ شمار میں صرف پانچ تن ہیں اور وہ پانچوں ہی سادات ہیں۔ جیسا کہ اس کتاب میں اُن کے اپنے اپنے مقام میں مرقوم ہے۔ الحاصل میری تحقیق میں اُن پانچوں میں سے ایک تو علی امیر المومنین بن ابو طالب ہے جس کی پشت سے بوساطتِ محمدؐ الاکبر بن علی امیر المومنین نیچے آ کر یارھویں پشت پر عقیل بن حسین پیدا ہوا۔ اور اس کے دو لڑکے تھے۔ ۱۔ محمد (معروف بہ درد) ۲۔ قطب الدین (معروف بہ سہ نام۔ ۱۔ امیر قطب۔ ۲۔ قطب سالار۔ ۳۔ قطب شاہ) یہ دونوں ہجری کی پانچویں صدی کے آخیر پر غور میں پیدا ہوا اور قطب انساب و تواریخ میں مسطور ہے کہ اس کے اس کی چار

بیویوں سے گیارہ لڑکے پیدا ہوئے۔ جن کی پشتوں سے تمام اعوان پیدا ہوئے۔
پس اس بنائے تحقیق سے قوم اعوان کا اپنی شرافتِ اکبر کے اِن تین مراتب۔ ۱۔ قدامتِ اسلامیہ۔ ۲۔ آلِ عبائیہ۔ ۳۔ سیادت علویہ میں شریک ہونا روشن ہوا۔ سو اب انہیں وجوہ کی بنا پر میں مطابق اپنے ارادۂ دیرانہ کے قوم اعوان کے بارہ میں اصولی طور پر ایک مختصر اور جامع کتاب سیرۃ الاعوان نامی (جس میں کہ صحیح طور پر قوم اعوان کے نسب و قوم و تاریخ کا بیان ہو) کو بصحتِ اسناد و صرافتِ بیانی کی تخصیص پر زبانِ اُردو میں تحریر کرتا ہوں تاکہ قومِ اعوان پر اُس کی یہ اپنی حقیقت (کما حقہٗ) روشن ہو۔ حتےٰ کہ وہ اپنی اُن شیونِ شرافت (جو کہ اوپر تحریر ہو چکی ہیں) کی مناسبت کے رُو سے اِن اصولِ دین ۱۔ اسلام ۲۔ ایمان ۳۔ احسان تینوں میں سے ہر ایک کے اوامر و نواہی کی (کما حقہٗ) اطاعت کرے۔ نہ کہ وہ برعکس اس کے اپنے تکریم نسب پر تکبر کر کے عتابِ جہنم کی خطبِ نار کا نمونہ بنے۔
پس یہی اِس کتاب کی وجۂ تالیف ہے۔ پھر چونکہ موضوع اس کتاب کا حقیقت الاعوان کا آلِ رسول کے بیان میں شرح کرنا ہے۔ بایں وجہ اس کتاب کا نام میں نے حَقِیْقَۃُ الْاَعْوَانِ فِیْ اٰلِ حَبِیْبِ الرَّحْمٰن رکھا ہے اور یہی اس کتاب کے نام کی وجۂ تسمیہ ہے اور اس کو میں نے مطابق اپنے ارادہ کرنے کے ایک مقدمہ و تین قسمات میں چھ طبقات اور تیں عنوانات پر مرتب کیا ہے۔

○

مقدمۂ کتاب

یہ مقدمۂ کتاب ایک تمہید و تین مکتوبات پر مرتب ہے۔

تمہید اس میں اوّل میں ایک حدیث رسول ؐ کو بطورِ تمہید حسبِ تحت پیش کرتا ہوں۔ چنانچہ تحفۃ الاتقیاء کے باب نہم میں وہ حدیث یوں آتی ہے۔

عَنْ وَاثِلَۃَ بْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ اصْطَفٰی کِنَانَۃَ مِنْ وُّلْدِ اِسْمٰعِیْلَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَاصْطَفٰی قُرَیْشًا مِّنْ کِنَانَۃَ وَاصْطَفٰی مِنْ قُرَیْشٍ بَنِیْ ھَاشِمٍ وَاصْطَفَانِیْ مِنْ بَنِیْ ھَاشِمٍ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

واثلہ بن اسقع سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ میں نے سُنا رسولِ خدا کو فرماتے ہوئے کہ اللہ عزّو برتر نے چن لیا شرافت میں اولادِ اسمٰعیل میں سے کنانہ کو اور چن لیا اولادِ کنانہ میں سے قریش کو اور چن لیا قریش میں سے بنی ہاشم کو۔ اور بنی ہاشم میں سے میرے وجود پاک کو۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔ الحاصل اس روایت سے روشن ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے چونکہ مجدد اعلیٰ و شرافت اکبر میں اولادِ اسماعیل میں سے صرف بنی ہاشم کو ہی ذاتِ مخصوصات کا مرتبہ عطا کیا ہے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے نذر و زکوٰۃ و صدقہ ہر قسم (یعنی کہ صدقۂ فطر و عشر و کفارت) کا کھانا ان پر حرام کیا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے شرع میں قبیلۂ بنی ہاشم کو شریف قرار دیا ہے اور صدقۂ ہر قسم کو وسخ (یعنی کہ چرک) کہا ہے۔ اس لئے اہلِ شرف پر اس نے وسخ کا کھانا روا نہیں کیا۔ بلکہ اللہ نے اس کو آن اہلِ شرف کی طرح ہی اُن کی فروع (یعنی کہ ازواج و سرایا و موالی و موالات) پر حرام کیا ہے۔ سو یہی وہ خاص وجہ ہے کہ جن کی بناء پر اللہ تعالےٰ نے اُس شریف طبقۂ پاک بنی ہاشم میں سے سیدنا محمد خیر الانام کو ختمِ رسالت و نبوت سے دونوں مرتبہ عطا کر کے اپنا رسولِ اُمّی بنایا ہے اور اس رسولِ اُمّی نے خود ہی اپنی ذریت میں

تمام کے تمام بنی ہاشم اور ان کی ذریات کو اپنے وجودِ پاک کی طرف منسوب کر کے اس کو اصلی آلِ رسُولؐ کا مرتبہ عطا کیا ہے اور اُن تمام پر زکوٰۃ اور ہر قسم کے صدقہ کو حرام کیا ہے۔ چنانچہ زکوٰۃ کے بارہ میں تو یہ حدیث آئی ہے عَنْ بَحْرِ ابْنِ حَکِیْمٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فِیْ کُلِّ سَائِمَۃِ اِبِلٍ فِیْ اَرْبَعِیْنَ بِنْتُ لَبُوْنٍ لَا یُفَرَّقُ اِبِلٌ عَنْ حِسَابِھَا مَنْ اَعْطَاھَا مُؤْتَجِرًا فَلَہٗ اَجْرُھَا وَمَنْ مَنَعَھَا فَاِنَّا اٰخِذُوْھَا وَشَطْرَ مَالِہٖ عَزْمَۃٌ مِّنْ عَزَائِمِ رَبِّنَا لَا تَحِلُّ لِاٰلِ مُحَمَّدٍ مِّنْھَا شَیْئٌ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاؤٗدَ وَالنَّسَائِیُّ ۔ یعنی کہ بحر ابنِ حکیم سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتا ہے کہ فرمایا رسُولِ خُدا ہر چالیس چرائی کے اُونٹوں میں ایک بنت لبون (یعنی کہ دو برس کی بوتی جو کہ تیسرے برس میں پڑی ہوئی ہے۔ نہ جُدا کیا جاتے ۔ایک اُونٹ بھی ان کے حساب سے جو ثواب طلب کرنے کی اُمید سے ادا کرے۔ تو اس کا اس کو اجر ہے اور جو نہ ادا کرے تو پھر ہم کو وہ زکوٰۃ اور نصف مال اس کا لینا پڑتا ہے۔ یہ (زکوٰۃ) ہمارے رَبّ کے فرائض میں سے ایک فرض ہے، نہیں ہے حلال آلِ محمدؐ کے واسطے اس میں سے کوئی شے ۔ روایت کیا اس کو احمدؒ اور ابو داؤدؒ اور نسائیؒ نے، باقی رہا صدقہ ہر قسم ۔سو میں اُس کے بارہ میں ایک حدیث کو یہاں پیش کرتا ہوں ۔عَنْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِیْعَۃَ بْنِ الْحَارِثِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ الصَّدَقَۃَ لَا تَنْبَغِیْ لِاٰلِ مُحَمَّدٍ اِنَّمَا ھِیَ اَوْسَاخُ النَّاسِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ وَاِنَّھَا لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ وَلَا لِاٰلِ مُحَمَّدٍ رَوَاہُ مُسْلِمٌ ۔یعنی کہ عبد المطلب بن ربیعہ بن حارث سے روایت ہے کہ فرمایا رسُولِ خدا نے ۔کہ صدقہ ہر قسم آلِ محمدؐ کے واسطے لائق نہیں ۔ وہ تو عوام الناس کے مالوں کی چرک ہے ۔ اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ تحقیق وہ محمدؐ اور آلِ محمدؐ کے واسطے حلال نہیں ۔روایت کیا اس کو مُسلم نے ۔ الحاصل اُس اصلی آلِ رسُولؐ (یعنی کہ بنی ہاشم) کے مرتبہ میں ہی وہ افرادِ تمام شریک ہیں جو کہ بنی ہاشم کی غیر کفو پشتوں سے بنی ہاشم کی اخوات وبنات کے لڑکے اور لڑکیاں ہیں ۔جیساکہ صحیح البخاری کتاب المناقب میں اس حدیثِ پاک سے روشن ہے ۔عَنْ اَنَسٍ قَالَ دَعَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْاَنْصَارَ فَقَالَ ھَلْ فِیْکُمْ اَحَدٌ مِّنْ غَیْرِکُمْ قَالُوْا لَا اِلَّا ابْنُ اُخْتٍ لَّنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ابْنُ اُخْتِ الْقَوْمِ مِنْھُمْ ۔یعنی کہ انسؓ سے روایت ہے کہ

رسُولِ خُدا نے انصار کو طلب کیا ۔پھر کہا کہ کیا تم میں تمہارے سوا اور کوئی ہے ۔ انہوں نے کہا کہ نہیں سوا ہماری ہمشیرہ کے ایک پسر کے ۔پس کہا رسُولِ خدا نے قوم کی ہمشیرہ کا پسر تو انہیں میں سے ہے ۔سو اس روایت سے روشن ہُوا کہ آلِ رسُولؐ (یعنی کہ بنی ہاشم) کی اخوت وبنات کے وہ لڑکے اور لڑکیاں جو کہ بنی ہاشم کی غیر کفو پشتوں سے ہیں ۔بے شک ۔ وہ آلِ رسُولؐ میں شریک ہیں۔ لیکن میری تحقیق میں وہ آلِ رسُولؐ کے فروعی مرتبہ پر ہیں ۔یعنی کہ وہ بنی ہاشم کی فروع ہیں ۔ الحاصل ویسے تو بظاہر کتب بینی سے عوام کے ادراک میں یہ آتا ہے کہ آلِ رسُولؐ کے تحت میں متعدد اقسام تعینات شریک ہیں لیکن اصُولی طور پر فیصلہ کُن امر اس بارہ میں یہ ہے کہ وہ اقسام تعینات درحقیقت تین ہیں ۔جیساکہ احادیثِ رسُولؐ میں سے اُن دو روایتوں کے مقابلہ کرنے سے (جو کہ تحفتہ الاتقیاء کے باب چہارم میں سے حسب تحت مسطور ہیں) روشن ہوتا ہے ۔

روایت اوّل : عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی قَالَ لَقِیَنِیْ کَعْبُ بْنُ عُجْرَۃَ فَقَالَ اَلَا اُھْدِیْ لَکَ ھَدِیَّۃً اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلَیْنَا فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ عَلِمْنَا کَیْفَ نُسَلِّمُ عَلَیْکَ فَکَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْکَ فَقَالَ قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۔رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ ۔ اِلَّا ان دونوں روایتوں میں فرق صرف اتنا ہے کہ مُسلمؒ کی روایت میں قَدْ عَلِمْنَا کے مقام پر قَدْ عَرَفْنَا آیا ہے ۔عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے کہا کہ کعب بن عجزہ سے میری مُلاقات ہُوئی ۔پس کہا ۔اس نے کہ کیا میں تم کو ایک ہدیہ نہ دُوں ۔وہ یہ ہے کہ رسُولِ خُدا ایک دن ہمارے پاس تشریف فرما ہُوئے ۔ہم نے کہا یا رسُولَ اللہ آپ درُود کس طرح پڑھا کریں ۔پس فرمایا آپ نے یوں پڑھا کرو ۔یا اللہ تو نازل کر محمدؐ پر اور آلِ محمدؐ پر درُود جس طرح کہ تُو نازل کر چکا ہے آلِ ابراہیم پر درُود بیشک تو حمید برتر ہے ۔یا اللہ تو نازل کر محمدؐ پر اور آلِ محمدؐ پر برکت جس طرح کہ تُو نازل کر چکا ہے آلِ ابراہیم پر برکت بے شک تُو حمید برتر ہے ۔

دوسری روایت : یہ ہے ۔عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ قَالَ مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّکْتَالَ بِالْمِکْیَالِ الْاَوْفٰی اِذَا صَلّٰی عَلَیْنَا اَھْلَ الْبَیْتِ فَلْیَقُلْ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ وَاَزْوَاجِہٖ

اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّتِہٖ وَاَهْلِ بَیْتِہٖ كَمَا صَلَّیْتَ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤُدَ۔ ابوہریرہ نے رسُولِ خدا سے روایت کی ہے کہ فرمایا آپ نے جس کو پورے پیمانے سے ثواب لینے کی خواہش ہو تو ہم اہلِ بیت نبوت پر وہ درُود پڑھتے ہوئے یوں کہا کرے۔ یا اللہ تو درُود نازل کر محمدؐ پر جو کہ نبی ہے اور اس کی ازواج پر جو کہ مسلمانوں کی مائیں ہیں اور اس کی عطرت پر اور اُس کے اہلِ بیت (یعنی کہ کنبہ) پر جس طرح کہ تو نازل کر چکا ہے درُود ابراہیم پر بے شک تو حمید برتر ہے۔

الحاصل ان دونوں روائتوں کی آپس میں مطابقت کرنے سے صاف طور پر یہ روشن ہوتا ہے کہ روایت اول میں جو فقرہ آلِ محمدؐ کا آیا ہے۔ اس کے مقام پر چونکہ دوسری روایت میں اَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ وَاَهْلِ بَیْتِہٖ یہ تینوں اقسام تعینات آئے ہیں۔ اس لئے یہ متحقق ہوا کہ آلِ محمدؐ کی تفسیر (یعنی کہ معانی) سے وہ تینوں اقسام تعینات (یعنی کہ اول محمدؐ) کی جملہ ازواجِ مطہرات دوم اس کی اولادِ پاک۔ سوم اُس کا کنبہ مراد ہے۔ پس اصُولی طور پر یہی وہ اقسام تعینات ہیں جن کو رسُولِ خدا کے کنبہ سے میری مراد جملہ بنی ہاشم ہیں۔ جن میں سے خدا نے محمدؐ کو اپنا رسُولِ اُمّی بنا کر اُس کو سیادت کا مرتبہ عطا کیا ہے۔ جیسا کہ تحفتہ الاتقیاء کے باب ہشتم میں بروایت ابوہریرہ یوں مسطور ہے۔ عَنْ اَبُوْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ۔ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسُولِ خدا نے کہ قیامت کے دن میں بنی آدم کا سردار ہوں۔ روایت کیا اس کو امام مُسلمؒ نے پھر چونکہ جب اللہ نے اپنے رسُولِ اُمّی کو دُنیا اور آخرت میں سیّد بنایا ہے تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ تعین دوم کے افراد (یعنی کہ رسُولِ اُمّی کے لڑکے اور لڑکیاں سادات نہ ہوں۔

باقی رہے تعین اول کے افراد سو وہ تو رسولِ خدا کی ازواجِ مطہرات ہیں۔ جن کو کہ خُدا نے اُمّہات المومنین کا مرتبہ عطا کیا ہے۔ البتہ جو اُن میں سے رسُولِ خدا کی غیر کفو بیبیاں ہیں ان کا تو صرف تحتِ آل میں شریک ہونا مشابہت نسبت کی بنا پر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے رسُولِ اُمّی کے ساتھ جو اتصال کی نسبت اُن کو عطاء کی ہے وہ کسی کے مٹانے پر مٹ نہیں سکتی۔ وہ تو دُنیا اور آخرت (دونوں) میں آپ کی ہی بیبیاں ہیں اور دوسروں پر وہ آپ کی حیات اور بعد ممات کے حرام ہوئیں

پھر چونکہ یہی نسبت درحقیقت قائم مقام اُن کے نسب کے ہے۔ اس لئے زکوٰۃ اور صدقہ ہر قسم کا اُن پر حرام ہوا۔ کیونکہ وہ اوساخ الناس (یعنی کہ عوام الناس کے مالوں کی چرک) ہے اور جناب سیّدنا رسُولِ اُمّی کی شان اُس سے کہیں بڑھ کر اور برتر ہے۔ کہ وہ اور اس کی بیبیاں اُن اوساخ کو کھائیں اور اسی تعین کے مرتبہ میں رسُولِ خدا کے تمام موالی و موالات وغیر شریک ہیں لیکن شیعہ یہاں یہ سوال پیش کرتے ہیں کہ جن افرادِ پاک پر صدقہ ہر قسم حرام ہے۔ اُن کی طرح ہی وہ اُن کے موالی اور موالات پر حرام ہے جیسا کہ بُلُوْغُ الْمَرَام کِتَابُ الزَّكٰوةِ بَابُ قَسْمِ الصَّدَقَاتِ میں یوں مسطور ہے۔ عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بَعَثَ رَجُلًا عَلَی الصَّدَقَةِ مِنْ بَنِیْ مَخْزُوْمٍ فَقَالَ لِاَبِیْ رَافِعٍ اِصْحَبْنِیْ فَاِنَّكَ تُصِیْبُ مِنْهَا فَقَالَ لَا حَتّٰی اٰتِیَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَاَسْاَلَهٗ فَاَتَاهُ فَسَاَلَهٗ فَقَالَ مَوْلَی الْقَوْمِ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاِنَّا لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالثَّلَاثَةُ وَابْنُ خُزَیْمَةَ وَابْنُ حِبَّانَ۔ ابو رافعؓ سے روایت ہے کہ تحقیق رسُولِ خدا نے بنی مخزوم سے صدقہ وصول کرنے کی خاطر ایک آدمی کو (مقرر کر کے) روانہ کیا۔ پھر اُس نے ابو رافعؓ کو کہا کہ اس کام میں تو میرا ساتھی بن۔ پس بے شک تو میرا حِصّہ دار رہا۔ پس ابو رافعؓ نے کہا کہ میں ساتھی نہیں ہو سکتا۔ حتّٰی کہ میں رسُولِ خدا کے پاس جاؤں۔ اور آپ سے پُوچھوں۔ پھر وہ آپ کے پاس آیا۔ اور آپ سے پوچھا تو فرمایا۔ آپ نے قوم کا مولیٰ (یعنی کہ آزاد کیا ہوا غلام) تو اُن کی جانوں سے ہے۔ اور بے شک صدقہ نہیں ہے حلال واسطے ہمارے، روایت کیا اس کو احمد وغیرہ نے۔

الحاصل چونکہ اس روایت سے روشن ہوا کہ صدقہ جس طرح اصل (یعنی کہ بنی ہاشم) پر حرام ہے۔ اُسی طرح پر ہی اُن کی فروع (یعنی کہ اُن کے موالی اور موالات) پر حرام ہے، اس لئے وہ آلِ رسُولؐ میں شریک ہوئے۔ لیکن چونکہ یہ شراکت اُن کی صرف تبعتِ رسُولِ اُمّی کی نسبت پر ہے۔ نہ کہ اس کے سوا آپ کے ساتھ اُن کا کوئی اور رشتہ تھا۔ اس لئے یہ نسبت قائم مقام اُن کے نسب کے ہوئی۔ سو یہی وہ نسبت ہے کہ جس نے اُن کو اصل کی فروع بنا کر صدقہ ہر قسم اُن پر حرام کیا ہے۔ لیکن ازواجِ رسُولؐ کے موالی و موالات پر وہ حرام نہ تھا۔ جیسا کہ بریرہ مولاۃِ عائشہ کے بارہ میں اس روایت میں آیا ہے۔

عَنْ قَتَادَةَ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ اَهْدَتْ بَرِيْرَةُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَحْمًا تُصُدِّقَ بِهٖ عَلَيْهَا فَقَالَ هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ۔
قتادۃ سے روایت ہے کہ سُنا اس نے انس بن مالک سے کہا اُس نے کہ ہدیہ (یعنی کہ تحفہ) دیا بریرہؓ نے رسُولِ خدا کو اُس ماس سے جو کہ اُس پر صدقہ کیا ہُوا تھا۔ پس فرمایا آپ نے کہ واسطے اُس کے صدقہ ہے، اور واسطے ہمارے ہدیہ ہے۔ روایت کیا اس کو امام مُسلمؒ نے پس اس روایت سے روشن ہُوا۔ کہ رسُولِ خدا کی بیبیوں پر صدقہ حرام نہ تھا۔ سو جواب اس کا یہ ہے کہ صدقات کی اصل حرمت تو واسطے ذاتِ مخصوصہ (یعنی کہ بنی ہاشم) کے ہے۔ اور جو ازواج اُن کی اُن کے غیر کفو ہیں۔ اُن میں ذاتی طور پر تو اصل حرمت صدقات موجود نہ تھی (یعنی کہ وہ بنی ہاشم میں آنے، کے وہ مشرف بالشان ہیں۔ اور خاص کر کے اسی نسبت زوجیت نے ہی اُن کو فروع بنی ہاشم بنا کر صدقہ ہر قسم کو اُن پر حرام کیا۔ ابقایا رہے ان ازواج کے موالی و موالات سو وہ چونکہ اس بناءِ تحقیق کے رُو پر فروع کی فروع ہوئے۔ اس لئے اُن کے بارہ میں تحریم صدقات کا کوئی حکم نہیں آیا۔

الحاصل ان جملہ تحقیقات پر غور کرنے سے روشن ہُوا کہ اصُولی طور پہ تمام آلِ رسُولؐ کا دارو مدار ان تین تعینات (یعنی کہ (۱) اولادِ رسُولؐ (۲) ازواجِ رسُولؐ (۳) کُنبہِ رسُولؐ) پر آتا ہے

مکتُوبِ اوّل

اس میں آلِ رسُولؐ کے شرف پر میں اوّل قرآنِ کریم کو پیش کرتا ہُوں۔ قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى۔ فرمایا اللہ نے سُورہ شوریٰ کے رکوعِ سوم میں یا رسُولؐ اللہ کہو نہیں طلب کرتا میں تم سے اِس پر کچھ اُجرت۔ لیکن دوستی رکھو تم میری قرابت (یعنی فاطمہ) میں۔ سو یاد رکھو کہ اِس آیت میں قرابت سے مراد وہ جملہ آلِ رسُولؐ ہے جس کو اس سے پیشتر اللہ نے سُورۃ احزاب کے رکوعِ چہارم میں یُوں مخاطب کر کے فرمایا ہے، اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ

لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا۔ سوا اس کے نہیں کہ ارادہ کرتا ہے۔ اللہ کہ دُور کرے تم سے نجس اے اہلِ بیت اور پاک کرے تم کو پاک کرنا تحفتہ الناظرین (نام کتاب) کے باب الشفاعت کی فصلِ دوم میں مولانا سیّد غلام مُصطفےٰ نے بحوالہ تفسیرِ معالم التنزیل بیان کیا ہے۔ کہ اس میں رِجس کے معانی کی نسبت یُوں مرقوم ہے۔ اَرَادَ بِالرِّجْسِ الْاِثْمَ الَّذِیْ نَهَی اللّٰهُ النِّسَاءَ عَنْهُ قَالَهٗ مُقَاتِلُ وَقَالَ ابْنِ عَبَّاسٍ يَعْنِيْ عَمَلُ الشَّيْطَانِ وَمَالَيْسَ لِلّٰهِ فِيْهِ رِضًى وَقَالَ قَتَادَةُ يَعْنِي السُّوْءِ وَقَالَ مُجَاهِدُ الرِّجْسِ الشَّكُّ یعنی ارادہ کیا اللہ نے رجس سے اس خطا کا جس سے کہ عورتوں کو منع کیا ہُوا ہے۔ کہا اس کو مقاتل نے اور ابنِ عباس نے کہا ہے کہ رِجس سے مراد عملِ شیطان اور وہ چیز ہے جس میں اللہ کی خوشی نہ ہو۔ اور قتادہ نے کہا کہ رِجس سے مراد بُرائی ہے۔ اور مجاہد نے کہا کہ رجس کا معنیٰ شک ہے، اور خلاصتہ التفاسیر میں یُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا کی عمدہ تقریر یوں ہے۔ یُطہِّرُ صیغہٴ مبالغہ ہے، جو کہ جملہ اوصافِ طہارت کو حاوی ہے۔ پھر چونکہ طہارت دو مرتبہ پر مرتب ہے۔ مرتبہٴ اوّل میں تو خبثِ بدن کا پانی سے دُور کرنے کا نام ہے، اور مرتبہٴ دوم میں لطائف ستہ کی نجاست (یعنی کہ اُن کے اوصافِ ذمیمہ) کو ذکرِ خُدا کے بیان سے دُور کرنے اور اُن کے مقامات پر اوصافِ حمیدہ کے رُونما ہونے کا نام ہے۔ اس لئے مبالغہ کا اسی مرتبہٴ دوم پر ہی اشارہ پڑتا ہے۔ پس اس تفسیر کے اُوپر تطہیر ہی سے وہ مبالغہ پر مبالغہ متحقق ہُوا۔ کہ اس سے بڑھ کر اہلِ بیت کے سوا کسی اور کا اس مرتبہٴ برتر کو پانا ناممکن ہے۔ سو اللہ کا مطلب تو درحقیقت اس آیت کریمہ سے اپنے حسبِ منشاء اہلِ بیت کو نجسِ بدنی سے غُسل پانی کے ساتھ پاک کرنا اور نجسِ باطنی (یعنی کہ لطائف ستہ کے تمام اوصافِ ذمیمہ) کو اپنے ذکر کے ساتھ پاک کرنا اور اوصافِ حمیدہ کے ساتھ اُن کو سنوارتا ہے۔

اب اس تحقیق سے روشن ہُوا کہ اہلِ بیتِ رسُولؐ چونکہ طبعی طور پر شرفِ طہارت و سعادت کونین کے مالک ہیں۔ اس لئے وہ جناب رسُولِ خدا کی اُمّتِ خیر الامم کے راہنما ہوئے۔

○

مکتُوب دوم

اس میں سیدنا محمد رسولِ خدا پر صلوٰۃ (یعنی کہ درُود) اور سلام پڑھنے کا بیان ہے۔
سو اس بارہ میں جیسے قرآنِ کریم کی سُورۂ احزاب کے رکوعِ ہفتم میں اللہ نے یوں فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ٥
یعنی اللہ اور فرشتے اس کے درُود پڑھتے ہیں نبیؐ پر، اے ایماندارو درُود پڑھو اُس پر اور سلام پڑھو۔ سلام ہی حدیث میں رسولِ خدا اور اس کی آل پر صرف درُود پڑھنے کا حکم تو بار بار آیا ہے۔ لیکن اُن...... پر درُود اور سلام دونوں پڑھنے کے بارہ میں زاد السعید میں مولانا اشرف علی تھانوی نے صیغۂ صلوٰۃ کے عنوان میں ایک حدیث نمبر ۲۶ کو پیش کیا ہے جس کی عبارت یوں ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط اَللّٰھُمَّ تَرَحَّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط اَللّٰھُمَّ تَحَنَّنْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا تَحَنَّنْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا سَلَّمْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط
اس کو علیؓ سے مرفوعاً کتاب الصلوٰۃ سعایہ میں روایت کیا ہے، خیرو برکی نے۔ سو اس روایت سے روشن ہُوا کہ رسولِ اُمیؐ کی طرح ہی اُس کی آلِ اطہار پر درُود اور سلام پڑھنے کا حکم آیا ہے۔

مکتُوب سوم

اس میں اوّل سب سے قیامت کے دن رسولِ خدا کا اپنے اہلِ بیت کی شفاعت کرنے کا بیان

ہے۔ سو اس بارہ میں مولانا محمد شفیع حنفی نے اپنی کتاب (نہایات الارب فی غایات النسب نامی) میں ایک حدیث کو بحوالۂ کتاب (العلم الظاہر فی النسب الطاہر) مؤلفہ علامہ ابن عابدین شامی پیش کر کے کہا ہے کہ یہ حدیث وہ ہے جس کو علامہ شامی نے اپنی کتاب (ما فوق البیان) میں بحوالۂ کتاب الفردوس و دارقطنی و طبرانی بروایتِ عبد اللہؓ بن عمرؓ تحریر کیا ہے۔ سو وہ یہ حدیث ہے۔ اوّل من اشفع لہ یوم القیامۃ اہل بیتی ثم الاقرب فالاقرب ثم الانصار ثم من امن بی واتبعنی من اہل الیمن ثم سائر العرب ثم الاعاجم و من اشفع لہ اولا افضل۔ یعنی فرمایا رسولِ خدا نے کہ اوّل سب سے قیامت کے دن مَیں نے جس کی شفاعت کرنی ہے۔ وہ میرے اہلِ بیت ہیں۔ پھر جو اُن کے قریب۔ پھر جو اُن کے قریب ہیں۔ پھر انصار کی پھر جو اہلِ یمن میں سے میرے ساتھ ایمان لایا اور میرا متبع ہُوا۔ اس کے پھر باقی عرب کی پھر اہلِ عجم کی۔ اور جس کی اوّل شفاعت میں نے کرنی ہے۔ وہ بہتر ہے۔ اہلِ بیت سے مراد اس روایت میں بنی ہاشم ہیں۔ جیسا کہ علامۂ شامی کی اُسی کتاب میں اُس حدیث میں جس کو علیؓ سے امام احمدؒ نے مناقب میں روایت کیا ہے۔ یوں آیا ہے۔ قَالَ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا معشر بنی ھاشم والذی بعثنی بالحق نبیا لو اتخذت بحلقۃ الجنۃ ما بدأت الا بکم یعنی فرمایا رسولِ خدا نے کہ اے جماعتِ بنی ہاشم قسم ہے اُس کی جس نے میرے وجودِ پاک کو حقّی نبی بنا کر روانہ کیا ہے کہ جب میرے حلقۂ ذات کو درِ جنّت کے پکڑنے کا حکم ہُوا تو سب سے پیشتر ہو سکتا ہے کہ مَیں تمہیں ہی جنّت کو روانہ کروں۔

قسمت اوّل یہ تین طبقات پر مُرتّب ہے۔

طبقۂ اوّل اس میں آدمؑ کے دُنیا پر آنے سے لے کر رسولِ اُمیؐ کے دُنیا پر آنے تک نسبِ پاک کا بیان ہے اور یہ تین مکتُوبات پر مُرتّب ہے۔

مکتوبِ اوّل اس میں آدمؑ کے دُنیا پر آنے سے لے کر اسماعیلؑ کے دُنیا پر آنے تک کے نسبِ پاک نسبی اسماء الکرام پر صحیح روایات کے پیش کرنے اور اُن کے شمار کرنے کا بیان ہے۔ سو اس بارہ کے بارہ میں جو اسماء آدمؑ سے لے کر ابراہیمؑ تک کے نسب میں ہیں۔ وہ اُردو ترجمہ ابنِ خلدون جلد اوّل کے عنوانِ نوح و ابراہیمؑ میں بروایتِ توراۃ یوں مرقوم ہیں۔ ابراہیم بن تارخ بن ناحور بن شاروخ بن ارغو بن فالخ بن عامر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح بن لامک بن متوشلخ بن اخنوخ بن

ے پسر پیدا ہُوا۔ لیکن نسب نامۂ رسُولِ مقبول (نام کتاب) میں خان بہادر ملک قطب الدین نے تحر
کیا ہے کہ قینن کی اتنی عُمر تھی۔ جب کہ اُس کی پشت سے شالخ پیدا ہُوا۔ اور شالخ کی اتنی تھی۔ جبکہ اُس
کا لڑکا عابر پیدا ہُوا۔ جیسا کہ حسبِ تحت مسطور ہے۔

۱۔ جنابِ آدم سے اُس کے دُنیا پر آنے سے بعد ۱۳۰ برس کے شیث پیدا ہُوا۔
۲۔ شیث کے دُنیا پر آنے سے بعد ۱۰۵ برس کے انوش پیدا ہُوا۔
۳۔ انوش کے دُنیا پر آنے سے بعد ۹۰ برس کے قینان پیدا ہُوا۔
۴۔ قینان کے دُنیا پر آنے سے بعد ۷۰ برس کے مہلل ایل پیدا ہُوا۔
۵۔ مہلل ایل کے دُنیا پر آنے سے بعد ۶۵ برس کے یارد پیدا ہُوا۔
۶۔ یارد کے دُنیا پر آنے سے بعد ۱۶۲ برس کے اخنوخ پیدا ہُوا۔
۷۔ اخنوخ کے دُنیا پر آنے سے بعد ۶۵ برس کے متوشلخ پیدا ہُوا۔
۸۔ متوشلخ کے دُنیا پر آنے سے بعد ۱۸۷ برس کے لامک پیدا ہُوا۔
۹۔ لامک کے دُنیا پر آنے سے بعد ۵۰۲ برس کے نوح پیدا ہُوا۔
۱۰۔ نوح کے دُنیا پر آنے سے بعد ۵۰۲ برس کے سام پیدا ہُوا۔
۱۱۔ سام کے دُنیا پر آنے سے بعد ۱۰۰ برس کے ارفکشاد پیدا ہُوا۔
۱۲۔ ارفکشاد کے دُنیا پر آنے سے بعد ۱۳۵ برس کے قینن پیدا ہُوا۔
۱۳۔ قینن کے دُنیا پر آنے سے بعد ۱۳۹ برس کے شالخ پیدا ہُوا۔
۱۴۔ شالخ کے دُنیا پر آنے سے بعد ۳۵ برس کے عابر پیدا ہُوا۔
۱۵۔ عابر کے دُنیا پر آنے سے بعد ۳۴ برس کے فالج پیدا ہُوا۔
۱۶۔ فالج کے دُنیا پر آنے سے بعد ۳۰ برس کے رعو پیدا ہُوا۔
۱۷۔ رعو کے دُنیا پر آنے سے بعد ۳۲ برس کے سروج پیدا ہُوا۔
۱۸۔ سروج کے دُنیا پر آنے سے بعد ۳۰ برس کے ناحُور پیدا ہُوا۔
۱۹۔ ناحُور کے دُنیا پر آنے سے بعد ۲۹ برس کے تارہ پیدا ہُوا۔
۲۰۔ تارہ کے دُنیا پر آنے سے بعد ۷۰ برس کے ابراہیم پیدا ہُوا۔
۲۱۔ ابراہیمؑ کے دُنیا پر آنے سے بعد ۸۶ برس کے اسمٰعیلؑ پیدا ہُوا۔
اور اسماعیلؑ کے دُنیا پر آنے سے بعد ۱۳۷ برس کے سفرِ آخرت کو راہی ہُوا۔

پس اس حساب کے رُو سے تحقق ہُوا کہ آدمؑ کے دُنیا پر آنے سے لے کر اسمٰعیلؑ کے دُنیا پر
لے تک میں بُعدِ زمانہ کی مقدار ۲۶۴۳ برس شمار میں آتے ہیں اور پشتوں کی تعداد موجودہ ۲۰+ استرو کہ
ہیں ۲۱ کے۔ جن پر ۲۶۴۳ برس کو تقسیم کرنے سے اوسط ہر ایک پشت کی ۱۲۵ برس۔ ۱ ماہ
ر یوم آتی ہے۔ اور اس اوسط کا علمِ طبعی کے رُو سے اِس بارۂ نسب میں اختیار کرنا
مناسب امر امکانی ہے۔

مکتوب دوم

اس میں جنابِ اسمٰعیلؑ کے دُنیا پر آنے سے لے کر عدنان کے سفرِ آخرت کو راہی
ہونے تک کے نسبِ پاک کا بیان ہے۔

سو اس نسبِ پاک کے نسبی اسماء الکرام پر صحیح روایات کے پیش کرنے اور اُن کے شمار کرنے کا
ان ہے۔ سو اس پارہ کے بارہ میں قاضی محمد سلیمان نے اپنی کتاب رحمۃ اللعالمین جلد دوم کے باب
ول کی فصلِ اول میں بیان کیا ہے کہ امام طبریؒ نے اپنی تاریخ طبری جلد دوم (جو کہ مصر کے مطبع حسینیہ
یں طبع ہوئی) کے صفحہ ۱۹۳ میں کلبی کی روایت کو یوں تحریر کیا ہے۔ حَدَّثَنِي الْحَارِثُ قَالَ
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ وَكَانَ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ تَدْمُرَ يُكْنٰى
بَا يَعْقُوْبَ مِنْ مُسْلِمَةِ بَنِي اِسْرَائِيْلَ قَدْ قَرَاءَ مِنْ كُتُبِهِمْ عَلَّمَا عِلْمًا فَذَكَرَ اَنَّ بُرُوْخَا
بْنَ تَارِيَا كَاتِبَ اَرْمِيَا اَثْبَتَ نَسَبَ مَعَدِّ بْنِ عَدْنَانَ عِنْدَهُ وَوَضَعَهُ فِي كُتُبِهِ وَاَنَّهُ
مَعْرُوْفٌ عِنْدَ اَحْبَارِ اَهْلِ الْكِتَابِ مُثْبَتٌ فِي اَسْفَارِهِمْ وَهُوَ مُقَارِبٌ لِهٰذِهِ الْاَسْمَاءِ
مَا رُوِيَ عَنِ الْكَلْبِيِّ مُحَمَّدِ بْنِ السَّائِبِ اِذْ كُوْهُ مِنْ بَعْدِهٖ وَ بَعْضُ خِلَافِ مَا بَيْنَهُمْ مِنْ
قِبَلِ الْاَلْسِنَةِ لِاَنَّ هٰذِهِ الْاَسْمَاءِ مُتَرْجِمَةٌ مِنَ الْعِبْرَانِيَّةِ۔

حارث نے میرے پاس بیان کیا ہے۔ اُس نے کہا کہ ہمارے پاس محمد بن سعد نے بیان کیا۔ اُس
نے کہا کہ ہمارے پاس ہشام بن محمد کلبی نے بیان کیا۔ اُس نے کہا کہ شہر تدمر میں سے بنی اسرائیل کی
ایک جماعتِ مسلمان میں سے ابو یعقوب کنیتی نام کا ایک آدمی عالم تھا پڑھا ہوا اُن کی کتابوں کو پس
بیان کیا اس نے یہ کہ معد کا نسب نامہ بروخا بن تاریا کاتبِ ارمیا کا تحریر کیا ہوا اُس کے

(یعنی کہ میرے) پاس ہے اور وہ اس کی (یعنی کہ میری کتابوں میں تحریر کیا ہوا ہے، اور تحقیق وہ علما
اہلِ کتاب کے ہاں مشہور ہے۔ تحریر کیا ہوا ان کی کتابوں میں اور طبری نے کہا ہے، کہ وہ متقارب
اُن اسماء کے جن کو کلبی نے روایت کیا ہوا ہے۔ پھر اس نے بیان کیا، اُس کو بروایتِ بروخا ا
جو فرق ہے، ان دونوں روایتوں میں وہ صرف بوجہ زبانوں کی مغائرت کے ان میں کہیں کہیں پڑ
ہوا ہے۔ اس لئے کہ کلبی نے اُن اسماء کا ایرانی سے عربی میں ترجمہ کیا ہوا ہے۔ لیکن رحمۃ اللعالمین
جلدِ دوم کے بابِ اوّل کی فصلِ اوّل میں جس طرح اُس روایتِ کلبی میں یہ عدنان بن اُدد بن ہمیسع
بن سلامان چارنام باترتیب مسطور ہیں۔ اُسی طرح پر ہی اُس روایتِ کلبی میں (جس کو کہ عمدۃ الطالب
فی انساب آل ابی طالب میں) سید احمد کرمانی نے پیش کیا ہے۔ یہ عدنان بن اُدد بن ہمیسع بن سلا
چاروں نام باترتیب آئے ہیں۔ اور سو اُن دونوں روایتوں میں سے روایتِ اوّل میں تو اُدد بن ہمیسع
ہے۔ اور روایتِ دوم میں اُدد بن ہمیسع آیا ہے۔ لیکن روایتِ اُمِّ سلمہ میں (جو کہ آئندہ اسی مکتوب
دوم میں مسطور ہے) اُدد بن زید آیا ہے، اور اُمِّ سلمہ نے کہا ہے کہ زید وہی ہمیسع ہے اور روایت
دوم میں اس کا نام ہمیسع آیا ہے اور نسابینِ عرب کی روایت میں آیا ہے کہ ہمیسع سلامان کا نام
ہے اور اُسی کو ہی شاحب کہتے ہیں۔ پس اس بناءِ تحقیق سے روشن ہوا کہ اُدد کے باپ کے
تعداد میں یہ پانچ نام (۱) زید (۲) ہمیسع (۳) ہمیوع (۴) سلامان (۵) شاحب ہوئے۔ لیکن میں نے
اس نسب پاک میں ہمیسع کو تحریر کیا ہے۔ جیسا کہ معد کے نسب نامہ میں بروایتِ اُمِّ سلمہ
حسبِ تحت مسطور ہے۔

اسمٰعیل
|
عوص — منجر اور نبیت اور نابت اسی کے نام ہیں۔
|
ہمیسع
|
اُدد
|
عدنان
|
معد

پھر قاضی محمد سلیمان نے کہا ہے کہ میں نے اسی روایت کلبی کے مطابق ہی نسب معد کو ابن سعد

کی کتاب طبقات الکبیر میں پایا ہے۔ پھر اس نے کہا ہے کہ امام طبری نے خود ہی ایک نساب عرب سے
عربی میں ایک اور روایت کو اپنی تاریخ طبری میں روایت کیا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔ اس نے کہا (یعنی
کہ طبری نے) کہ میرے پاس ایک نساب نے یوں بیان کیا ہے کہ میں نے عربی نسابوں کی ایک جماعت
کو پایا ہے جو کہ اسمٰعیل کے دُنیا پر آنے سے لے کر معد تک کے نسب نامہ میں ۴۰ پشتوں کے نام روایت
کرتے ہوئے آئے ہیں۔ اور اپنی اس روایت پر اشعارِ عرب کو پیش کیا کرتے تھے اور سو امام طبری نے
ان تمام ناموں کو اپنی تاریخ طبری میں روایت کر کے کہا ہے کہ اس نسب نامہ کے نام تعداد میں تو مطابق
ہیں۔ اُسی روایت کے جو کہ بنی اسرائیل کی کتابوں میں مسطور ہے لیکن ناموں کے پڑھنے میں مغائرت
ہے۔ پس اس بنا سے روشن ہوا کہ عربی نسابوں کی یہ ملکی روایت ہے۔ الحاصل اُردو ترجمہ تاریخ
ابنِ خلدون جلدِ دوم کے حاشیہ میں مولانا احمد حسین مترجم نے بعینہٖ اُس عبرانی روایت بروخا بن
تاریا کو تحریر کیا ہوا ہے۔ پھر چونکہ ان روایتوں میں سے روایتِ بروخا بن تاریا تمام روایتوں کی حقیقت
ہے۔ اس لئے اوّل میں نے جدولیاتِ حسبِ تحت میں اُسی روایتِ بروخا کو ہی تحریر کیا ہے۔ پھر کلبی
وغیرہ کی روایات کو۔

اسماءالکرام

نمبر شمار	بروایت بروخا بن تاریا	بروایتِ کلبی	بروایت ابنِ سعد	بروایتِ نسابینِ عرب
۱	اسمٰعیلؑ اوّل	اسمٰعیلؑ اوّل	اسماعیلؑ اوّل	اسمٰعیل اوّل
۲	قیدار	قیدار	قیدار	
۳	عرام	عرام	عرام	
۴	عوص	عوص	عوص	صفی
۵	مَرّہ	مزی	مزی	صرمز
۶	سمی	سمی	شمی	شما
۷	زراح	زارح	زارح	تمیر
۸	ناجب	ناحث	ناحث	

نمبر شمار	بروایت برخا بن تاریا	بروایتِ کلبی	بروایت ابنِ سعد	بروایت نسابینِ عرب
۹	معصر	مقصر	مقصی	متاصری
۱۰	ایہام	ایہام	ابہام	بہامی
۱۱	اقناد	اقناد	اقناد	قناد
۱۲	عیسیٰ	عیصر	عیصر	عامر
۱۳	حسان	دیشان	دیلشان	الزاعیہ
۱۴	عنفاء	عیفی	عیفنی	عاقر
۱۵	ارعو	ارعوے	ارعو	رعوسے
۱۶	یلحی	یلحن	یلمن	یلمن
۱۷	بجری	بجزن	نخرن	نخرن
۱۸	ہری	یثربی	یثربی	یترم
۱۹	لیاسن	تنبر	تنبر	بشمین
۲۰	عمران	حمدان	حمدان	اسمٰعیل دوم
۲۱	الزعا	الدعا	الدعا	یزن الطعان
۲۲	عبید	عبید	عبید	اسمٰعیل سوم
۲۳	عنیف	عبقر	عبقر	ابراہیم
۲۴	عستی	عیفی	عیفی	عافی
۲۵	ماخی	ماخی	ماخی	خاطم النار
۲۶	ناحور	ناحش	ناحش	شحدود
۲۷	ناحم	جاحم	جاحم	علتہ
۲۸	سالخ	طابخ	طابخ	طاہب
۲۹	یدللن	یدلان	تدلاف	رائمہ
۳۰	یلدارم	بلداس	بلداس	محتمل

نمبر شمار	بروایت برخا بن تاریا	بروایتِ کلبی	بروایت ابنِ سعد	بروایت نسابینِ عرب
۳۱	حرا	حزا	حزا	ہوالعوام
۳۲	ناسل	ناشد	ناشد	محلم
۳۳	ابی العوام	عوام	عوام	تموال
۳۴	مناویل	ابی	ابی	سعد رجب
۳۵	یرو	تموال	تموال	یوز
۳۶	عوص	بوز	یوزر	ثعلبہ
۳۷	سلامان	عوص	عوص	منجر المشہور نبیت
۳۸	ہمیدع	ہمیسع	ہمیسع	ہمیدع المعروف شاحب
۳۹	ادو	ادو	ادو	
۴۰	عدنان	عدنان	عدنان	

الحاصل اب اس نسب پاک کے بارہ میں خاص خاص نسبی مشاہیر پشتوں کے واقعات کو میں بیان کرتا ہوں۔ سو عموماً اُن واقعات کے بارہ میں عام کتبِ تواریخ تو خاموش ہیں۔ لیکن خاص خاص چند ایک پشتوں کے واقعات کو میں حسبِ تحت پیش کرتا ہوں۔

اوّل: یہ کہ سید اکبر علی کرانوی نے اپنی کتابِ انساب النبیؐ میں از ناسخ التواریخ بحوالہ سیرۃ المتقین ایک جدول کو سنینِ واقعات کے بارہ میں پیش کیا ہے، اور اس میں یوں مرقوم ہے، کہ جنابِ آدمؑ کے دُنیا پر آنے سے لے کر جنابِ محمد رسولِ خداؐ کے دُنیا کو روشن کرنے تک میں بُعدِ زمانہ کی مقدار تعداد میں ۶۱۶۳ برس ہے۔ اور اسی مقدارِ سنین کو نسب نامہ رسولِ مقبولؐ میں خان بہادر ملک قطب الدین نے اختیار کیا ہے۔ پھر چونکہ رحمۃ اللعالمین جلد دوم کے بابِ اوّل کی فصلِ اوّل کے پارۂ سوم میں بروایتِ توراۃ آدمؑ کے دُنیا پر آنے سے لے کر اسمٰعیلؑ کے دُنیا پر آنے کے بعد میں ۲۶۴۳ برس آتے ہیں۔ اس لئے ۶۱۶۳ برس کو منہا کرنے سے بقایا ۳۵۲۰ برس رسولِ اُمیؐ کے پیدائش پانے تک میں رہتے ہیں۔

دوم: یہ کہ قاضی محمد سلیمان نے اپنی کتاب ماحولہ رحمۃ اللعالمین جلد دوم کے باب اوّل کی فصل دوم
کے عنوان معد میں یوں بیان کیا ہے۔ کہ زمانہ ارمیا میں جب بخت النصر نے عرب پر حملۂ دوم کیا۔ تو اُس
حملہ سے معد کو بچانے کی خاطر جناب ارمیاؑ اور اُس کا کاتبِ وحی بر دخا عرب سے اُس کو اپنے ہمراہ لے
کر شام (یعنی کہ اپنے ملک   ) میں آئے اور اُس کو انہوں نے اپنی پاسبانی میں رکھا۔ پھر اُس
نے کہا کہ عیسائی محققین نے اپنی تحقیقات میں بیان کیا ہے، کہ ارمیاؑ کا زمانہ ۵۸۸ برس پیدائش
مسیح سے پیشتر کا ہے، پھر اُس نے یوں کہا ہے کہ پیدائشِ مسیح کے بعد ۵۷۰ برس کے رسولِ اُمّی نے
دُنیا کو روشن کیا۔ الحاصل اس بناءِ وجوہ سے روشن ہوا کہ بخت النصر کا عرب پر حملۂ دوم ہونے سے
بعد ۱۱۵۸ برس کے رسولِ آخری نے دُنیا کو روشن کیا۔ یعنی کہ یہ حملہ مکتوبِ دوم کے نسب کا آخر
اور مکتوبِ سوم کے نسب کا شروع ہے۔

پھر چونکہ اسمٰعیلؑ کے دُنیا پر آنے سے لے کر رسولِ اُمّی کے دُنیا پر آنے تک میں ۳۵۲۰ برس
ہوتے ہیں۔ اس لئے اُن میں سے ۱۱۵۸ برس کو منہا کرنے سے بقایا ۲۳۶۲ برس رہتے ہیں جن کو اس
مکتوبِ دوم کے نسب کی ۴۰ پشتوں پر تقسیم کرنے سے اوسطاً ہر ایک پشت کی ۵۹ برس ۱۸ یوم آتی ہے۔
اور اس نسبِ پاک میں کُل پشتوں کے واقعاتِ پشت بہ پشت کتبِ تواریخ میں کہیں نہ پانے کی خاص وجہ
یہ ہے۔ کہ بعد وفات اسمٰعیلؑ کے عنقریب ہی اہالیانِ عرب پر بوجہ اُن کی بے علمی کے جہالت کا اُن پر وہ
پردہ تاریکی پڑنا شروع ہوا کہ جس نے رفتہ رفتہ عام طور پر اُن کو اُمّی بنا دیا تھا۔ حتّٰی کہ وہ اپنے تمام
ملکی و نسبی اور تاریخی واقعات کو اپنے پاس کتابوں میں مامون نہ رکھ سکتے تھے صرف زبانی طور پر ہی ان میں واقعا
تاریخی کے بیان کرنے کا دستور جاری ہوا۔ پھر جب وہ اُس دستور کی بناء پر علمِ انساب کے بارہ میں جس کسی کے
نسب کی تمام پشتوں کے باترتیب نام بنام روایت کرنے کے مشاق حادی اور ماہر بن جاتے تھے۔ تو تب وہ
اس کے اُوپر کے واسطے اپنی زود بیانی کے چند ایک مشاہیر پشتوں کو روایت کر کے بقایا تمام پشتوں کو باوجود
جاننے کے ترک کر کے اس نسب کو اُس کی اُوپر کی آخری پشت کے ساتھ (بوجہ اس کی مشہوری کے)
منسوب کیا کرتے تھے۔ پھر چونکہ وہ انساب میں پشتوں کو یوں روایت کرنے میں مختار ہوا کرتے تھے۔ اس
لئے ان میں سے کسی نے تو معد کے نسب نامہ کے بارہ میں اپنی روایت میں اس کی نسبت اُس کے اُوپر
صرف چار پشتوں کے نام لے کر جیسا کہ بروایتِ اُمِ سلمہ آیا ہے، اور کسی نے چھ کے اور کسی نے نَو کو

روایت کر کے اسمٰعیلؑ کے ساتھ بوجہ اس کی مشہوری کے کر دی ہوئی ہے۔ الحاصل بے شک یہ قابلِ تسلیم امر
ہے کہ کتب بنی اسرائیل میں معد کا نسب نامہ اسمٰعیلؑ تک باترتیب نام بنام بروایت بروخا بن تاریا کاتبِ
ارمیاؑ (کما حقہٗ) پورا پورا مسطور تھا اور عرب بالمقابل بنی اسرائیل کے تمام کے تمام ہی مطلق بے علمی کا شکار
بن چکے ہوئے تھے لیکن باوجود اس کے اللہ نے اُن کو قوتِ یاد داشت کا وہ ملکۂ کمال عطا کیا ہوا تھا
جس کی وجہ سے وہ اپنے اپنے وقت پر معد کا نسب نامہ اسمٰعیلؑ تک نام بنام بروایتِ ملکی پورا پورا
روایت کرتے آرہے تھے۔ حتّٰی کہ جب اُن کو رفتہ رفتہ اُس نسبِ معد کے بارہ میں بروایت ملکی
متواتر بیان کرنے سے یہ پختہ یقین ہو چکا تھا۔ کہ معد درحقیقت پشتِ اسمٰعیلؑ سے ہے تو تب اُنہوں
نے اپنی زود بیانی کی بنا پر معد کے اُوپر چند ایک مشاہیر پشتوں کے نام روایت کرتے ہوئے اُس کی
بقایا تمام پشتوں کو ترک کر کے اُس کی نسبت کو اسمٰعیلؑ کے ساتھ (بوجہ اس کی مشہوری کے) منسوب
کرنا شروع کیا اور اُن کا یوں روایت کرنا دستورِ عرب کے نام پر مشہور ہوا۔ حتّٰی کہ اُس دستورِ عرب
کو ہی رسولِ اُمّی نے واسطے اپنی آسان بیانی کے اختیار کرتے ہوئے معد کے نسب نامہ کو یوں روایت
کیا ہے۔ جیسا کہ اُردو ترجمہ ابنِ خلدون جلد دوم میں مسطور ہے کہ اُمِ سلمہ سے امام بخاریؒ نے یوں روایت
کی ہے۔ عن اُمِ سلمۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال معد بن عدنان بن اُدد بن زید بن یرا بن اعراق
الثریٰ قالت اُمِ سلمۃ وزید ہو الہمیسع ویرا ہو نبت وثابت واعراق الثریٰ ہو اسمٰعیلؑ اُمِ سلمہ نے رسولِ
اُمّی سے روایت کی ہے کہ فرمایا آپ نے معد پسر ہے عدنان کا وہ پسر ہے اُدد کا وہ پسر ہے زید کا وہ
پسر ہے یرا کا وہ پسر ہے عراق الثریٰ کا اُمِ سلمہ نے کہا ہے کہ زید وہی ہمیسع ہے اور یرا وہی نبت
اور ثابت ہے۔ اور اعراق الثریٰ وہی اسمٰعیلؑ ہے۔ اس کو امام بخاریؒ نے روایت کیا ہے۔ المطلب اُمِ سلمہ کی
اس روایت میں چونکہ دستورِ عرب کی بنا پر اسمٰعیلؑ و عوص (یعنی کہ ثابت) دونوں کے درمیان سے ۳۵ پشتوں کے نام متروک
ہیں اور بقایا صرف ۵ پشتوں کے نام روایت میں بدستور ہیں۔ اس لئے ۵۱۳۵ مساوی ہوتے ہیں۔ ۴۰ کے جو کی مطابقت پر اس
روایت میں معد کا نسب نامہ باترتیب نام بنام پورا تو نہیں ہوتا لیکن دستورِ عرب کی بنا پر اُس کو درست کہنا روا ہے
اس لئے کہ ایسی تمام روایتیں دستورِ عرب کی مطابقت پر درحقیقت روایتِ کلبی یا عرب کی روایتِ ملکی کا
ہی اختصار (یعنی کہ کم کرنا) ہیں اور انساب کے بارہ میں راویوں نے اس امر کو اپنی روایتوں میں
روا رکھا ہوا ہے۔ المطلب کتبِ تواریخ میں غور کرنے پر یہ روشن ہوتا ہے کہ اہالیانِ

22

عرب میں رفتہ رفتہ بے علمی کے ساتھ ساتھ ہی جب کفر و شرک و بغاوت اور سرکشی کا دَور (بوجہ اُن کے اَن پڑھ ہونے کے) جاری ہُوا تو تب اللہ تعالیٰ نے بخت النصر (جو کہ ایک بڑا جابر اور جفا کار بادشاہ تھا) کو اُن پر مسلط کیا۔ چنانچہ اُردو ترجمہ ابنِ خلدون کی جلد دوم میں یُوں مسطور ہے کہ جب معد بن عدنان کا زمانہ آیا تو اللہ تعالیٰ نے تب بخت النصر نامی کو اُن پر (بوجہ اُن کی بغاوت اور سرکشی کے) مقرر کیا تاکہ وہ اُن پر حد سے بڑھ کر سختی اور بے رحمی کرنا شروع کرے۔ پھر چونکہ قانونِ قدرت کا ہمیشہ سے یہ دستور آ رہا ہے کہ جب کسی قوم پر کُفر اور شرک کی تاریکی چھاپہ مارتی ہے تو تب وہ قانون اُن کے در پیش آتا ہے (یعنی کہ وہ قانون اُس قوم پر کسی جفا کار بادشاہ کو مقرر کرتا ہے۔ تاکہ وہ قانون اُن کے کُفر اور شرک کی بیماری کو دُور کرے۔ اس لئے اُس وقت خدا نے بوسیلۂ وحی اپنے اُس امر کے پُورا کرنے کی خاطر بخت النصر کے عرب پر مسلط کرنے کی وحی انبیاءِ بنی اسرائیل میں سے نبی ارمیا نامی کو کی تھی۔ اور وحی کے ساتھ ہی ارمیا کو حسبِ تحتِ اُمور کا یوں حُکم کیا تھا کہ اوّل تو آپ میری طرف سے بخت النصر کو اُس کے عرب پر مسلط ہونے کی خبر کریں۔ پھر اُس کو عرب پر حملہ کرنے کا حُکم کریں۔ پھر اُس حملہ کے شورش سے عدنان کے لڑکے معد نامی کو بچا کر اپنے ملک (حران) میں لے کر آئیں اور اس کی کفالت (یعنی کہ پاسبانی) اور پرورش کریں کیونکہ آئندہ میں نے اس کی پُشت سے نبیؐ آخری کو دُنیا پر روشن کرنا ہے۔ سو نبیؑ ارمیا نے تب اُس وحی کے اوّل تو خُدا کی طرف سے بخت النصر کو اس کے عرب پر مسلط کرنے کی خبر کی۔ پھر اُس کو عرب پر حملہ کرنے کا حُکم کیا۔ پھر مع اپنے کاتبِ وحی بروخا کے (یعنی کہ دونوں) عرب میں آئے۔ اور وہاں سے وہ معد کو جو کہ تب بارہ برس کا تھا۔ حملۂ بخت النصر کے شورش سے (جو کہ عنقریب ہی ہونے کو تیار تھا) بچانے کی خاطر اپنے ہمراہ لے کر حران میں آ گئے۔ اور وہاں اُس کو اپنی پاسبانی میں (اُس وحی کے پُورا ہونے تک جو کہ اُن کو ہوئی تھی) رکھا اور اُس کی پرورش کرتے رہے۔ پس اِن واقعات پر غور کرنے سے یہ روشن ہوتا ہے کہ معد بن عدنان کا نسب نامہ جو کہ بنی اسرائیل کی کتابوں میں بروایتِ بروخا بن ناریا ہے (جیسا کہ ابو یعقوب نامی سے ہشام بن کلبی کی روائیت میں بیان ہو چکا ہے۔ درحقیقت معد کا یہ نسب نامہ تب کا ہی تحریر کیا ہُوا ہے۔ جب کہ معد نبی ارمیا اور اُس کے کاتب بروخا کے پاس پرورش پا رہا تھا، کیونکہ بنی اسرائیل لکھنا اور پڑھنا کو خوب جانتے تھے۔ اس لئے اُن کے پاس کتابوں میں واقعاتِ ملکی و انسابی و تاریخی کے تحریر کرنے کا دستور جاری تھا اور اُن کے مقابلہ پر

23

عرب چونکہ لکھنے اور پڑھنے کو نہ جانتے تھے صرف زبانی ہی وہ اپنے تمام واقعات ملکی و انسابی و تاریخی کو روائیت کرتے آ رہے تھے۔ اس لئے تب یہ عجب نہ تھا کہ نبیؑ ارمیا کو نسبِ معد کے بارہ میں (جبکہ وہ اُس کے پاس پرورش پا رہا تھا) یہ شعبہ پیدا ہو کہ بعد میں خدا کرے ایسا نہ ہو کہ عرب کے نسابوں کو اُس کا نسب نامہ زبانی روائیت کرنے میں اُس کی تمام پشتوں کے نام با ترتیب یاد نہ رہیں۔ تو تب ارمیاءؑ نے اپنی کتاب میں اُس کے تحریر کرنے کا حُکم (اس لئے کہ خدا نے اُس کے نسبِ پاک کو رسُولِ ہاشمی کے نسبِ پاک کا وسطی ٹکڑا بنانا تھا) اپنے کاتبِ وحی بروخا کو کیا ہو۔ تاکہ وہ آئندہ کُتبِ بنی اسرائیل میں مامون رہے پس اس بناءِ تحقیق سے روشن ہُوا کہ نبی ارمیا نسبِ معد کو اسمٰعیل تک با ترتیب نام بنام پُورا پُورا جانتا تھا۔ لیکن سوال یہاں اس امر کا پیدا ہوتا ہے کہ وہ نسبِ پاک کو کیونکر جانتا تھا۔ سو جواب اس کا یہ ہے کہ وہ یا تو بواسطۂ وحی اُس نسبِ پاک کو جانتا تھا یا اُس نے اُس کو کُتبِ انبیاء میں سے کسی کتاب میں پڑھا ہُوا تھا۔ یا یوں ہو سکتا ہے کہ جب خدا نے نبیؑ ارمیاء کو حملۂ بخت النصر کے شورش سے معد کو بچانے اور اُس کی پرورش کرنے کا یہ حُکم کیا تھا کہ میں نے اس کو پُشت سے نبیؐ آخری کو روشن کرنا ہے، تو تب ہو سکتا تھا کہ خدا نے اُس حُکم کے ساتھ ہی اُس کو اُس کے نسبِ پاک سے باخبر کر کے اُس کے تحریر کرنے کا یہ حُکم کیا ہو۔ کہ مَیں نے اس کے نسبِ پاک کو چونکہ نبیؐ آخری کے نسبِ پاک کا وسطی ٹکڑا بنانا ہے۔ اس لئے آپ اُس کے نسبِ پاک کو اپنی کتاب میں تحریر کریں۔ سو تب ارمیاءؑ نے خُدا کی حسبِ مشیت اپنی کتاب میں اُس نسبِ پاک کے تحریر کرنے کا حُکم اپنے کاتبِ وحی بروخا کو کیا ہو تاکہ وہ آئندہ تحریر میں مامون رہے۔ پس آخر کار اس بناءِ تحقیق نے اس امر کو روشن کیا کہ خُدا نے اُس نسبِ پاک کے تحریر کرنے کا حُکم نہ کہ صرف ارمیاءؑ کو ہی کیا تھا بلکہ اُس کے سوا عرب کے کئی نسابوں کو باوجود اِس کے کہ وہ اسمٰعیلؑ کے سفرِ آخرت میں راہی ہونے سے لے کر عدنان کے پیدائش پانے تک کے بعد میں بالکل ہی اَن پڑھ بن چکے ہوئے تھے۔ لیکن چونکہ خُدا نے اُن کو باوجود اَن پڑھ ہونے کے یاد داشت کا وہ ملکہ عطا کیا ہُوا تھا جس کا کہ دُنیا میں اب تک کسی نے نمونہ تک نہ پایا ہو۔ اس لئے وہ معد کے نسب نامہ کو اسمٰعیلؑ تک با ترتیب نام بنام ۰۴ پشتوں تک روائیت کیا کرتے تھے۔ جیسا کہ پیشتر بیان ہو چکا ہے۔

مکتوبِ سوم: اس میں عدنان کے سفرِ آخرت کو راہی ہوتے (یعنی کہ بخت النصر کا عرب پر حملۂ دوم

کرنے جب کہ معد بارہ برس کا تھا) سے لے کر جنابِ رسولِ خداؐ کے دُنیا پر آنے تک کے نسبِ پاک کا بیان ہے۔

سو اس نسبِ پاک کے نسبی اسماء الکرام پر صحیح روایات کے پیش کرنے اور اُن کے شمار کرنے کا بیان ہے۔ سو اس بارہ میں جو اسماء معد سے لے کر رسولِ خداؐ کے دُنیا پر آنے تک رسولِ خداؐ کے نسبِ پاک میں آئے ہیں وہ تعداد میں ۲۰ ہیں۔ جیساکہ قاضی محمد سلیمان نے اپنی کتاب رحمۃ اللعالمین جلد دوم کے بابِ اوّل کی فصلِ اوّل میں بیان کیا ہے۔ پھر اُس نے اُسی کتابِ ماحولہ کے اُسی عنوان میں اِسی بارۂ نسب کے بارہ میں کہا ہے کہ حافظ ابُو عمر یوسف بن عبداللہ المعروف با بن عبدالبر العمری القرطبی نے کتاب الاستیعاب میں اِسی بارۂ نسب کے بارہ میں یوں تحریر کیا ہے۔ ھذا امالم یختلف فیہ احدٌ من النّاس یعنی کہ اختلاف اس نسبِ پاک میں کسی نے نہیں کیا۔ الحاصل اس کے مطابق ہی نسب نامۂ رسولِ مقبولؐ میں خان بہادر ملک قطب الدّین نے اس نسبِ پاک کے اسماءِ پاک کو ۲۰ اسماء پر شمار کیا ہے۔ اور ایسے ہی مولانا ابو الطیبات محمد عبدالواحد اَنُولوی نے اپنی کتاب تحفۃ الاتقیاء کے باب نہم میں بروایتِ امام بخاری ۲۰ اسماء پر شمار کیا ہے۔ جیساکہ حسبِ تحت میں نے تحریر کیا ہے۔

اسماء الکرام

نمبر شمار	از رحمۃ اللعالمین جلد دوم بروایت بخاری	از تحفۃ الاتقیاء بروایتِ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
۱	معد	معد
۲	نزار	نزار
۳	مضر	مضر
۴	الیاس	الیاس
۵	مدرکہ	مدرکہ
۶	خزیمہ	خزیمہ
۷	کنانہ	کنانہ

نمبر شمار	از بخاریؒ رحمۃ اللعالمین جلد دوم بروایت	از تحفۃ الاتقیاء بروایتِ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
۸	نضر	نضر
۹	مالک	مالک
۱۰	فہر	فہر
۱۱	غالب	غالب
۱۲	لوی	لوی
۱۳	کعب	کعب
۱۴	مُرّہ	مُرّہ
۱۵	کلاب	کلاب
۱۶	قصی	قصی
۱۷	عبدالمناف	عبدالمناف
۱۸	ہاشم	ہاشم
۱۹	عبدالمطلب	عبدالمطلب
۲۰	عبداللہ	عبداللہ

اب اس نسبِ پاک میں بارہ میں خاص خاص نسبی مشاہیر پشتوں کے واقعات کو میں ایک جدول (جو کہ انساب النبی میں بحوالۂ سیرت المتقین واقعاتِ سنین کے بارہ میں مسطور ہے) کے رُو سے چند ایک ولحاتِ مشاہیر کو حسبِ تحت پیش کرتا ہوں۔ (۱) یہ کہ عدنان کے سفرِ آخرت کو راہی ہونے (یعنی کہ بخت النصر کے حرب پر حملۂ دوم کرنے) سے بعد ۲۷۷ برس کے نضر پیدا ہوا۔

۲۔ یہ کہ نضر کے پیدا ہونے سے بعد ۳۶۲ برس کے کعب آخرت کو راہی ہوا۔

۳۔ یہ کہ کعب کے آخرت کو راہی ہونے سے بعد ۴۲۹ برس کے عبدالمطلب پیدا ہوا۔

۴۔ یہ کہ عبدالمطلب کے پیدا ہونے سے بعد ۶۵ برس کے عبداللہ پیدا ہوا۔

۵۔ یہ کہ عبداللہ کے پیدا ہونے سے بعد ۲۵ برس کے جنابِ رسولِ ہاشمی نے دُنیا کو روشن کیا۔ پس اس

بناءِ شمار سے روشن ہُوا کہ بخت النصر کے عرب پر حملۂ دوم کرنے (یعنی کہ عدنان کے سفرِ آخرت کو راہی ہونے) سے لے کر رسُولِ ہاشمی کے دُنیا کو روشن کرنے تک ۱۱۵۸ برس ہوتے ہیں اور پُشتیں شمار میں ۲۰ آتی ہیں، جن پر ۱۱۵۸ برس کو تقسیم کرنے سے اوسط ہر ایک پُشت کی ۵۷ برس ۱ ماہ ۲۴ یوم آتی ہے۔

المطلب

ان تینوں مکتوبات کی تحقیقات سے روشن ہُوا کہ آدمؑ کے دُنیا پر آنے سے لے کر اسمٰعیلؑ کے دُنیا پر آنے تک کے بعد میں۔

۲۱ پُشتیں اور ۳۲۶۳ برس ہوتے ہیں۔

اور اسمٰعیلؑ کے دُنیا پر آنے سے لے کر عدنان کے دُنیا پر آنے تک کے امتداد میں

۴۰ پُشتیں اور ۲۱۷۸ برس ہوتے ہیں۔

عدنان کے دُنیا پر آنے سے لے کر حملۂ دوم بخت النصر کا عرب پر ہونے (یعنی کہ عدنان کے سفرِ آخرت کو راہی ہونے تک کے امتداد میں ۱۸۴ برس ہوتے ہیں۔

اور عدنان کے سفرِ آخرت کو راہی ہونے سے لے کر جنابِ رسُولِ خدا کے روشن ہونے تک کے امتداد میں

۲۰ پُشتیں اور ۱۱۵۸ برس ہوتے ہیں۔

یعنی کہ آدمؑ کے دُنیا پر آنے سے لے کر رسُولِ ہاشمیؐ کے دُنیا پر روشن ہونے تک کے امتداد میں کُل ۸۱ پُشتیں ۶۱۹۳ برس آتے ہیں۔

طبقۂ دوم: اس میں جملہ بنی ہاشم کا بیان ہے اور یہ تین مکتوبات پر مرتب ہے۔

مکتوبِ اوّل: اس میں کُل ازواج و اولادِ ہاشم کا بیان ہے، سو اس بارہ میں قاضی محمد سلیمان منصور پوری نے اپنی کتاب رحمۃ اللعالمین جلدِ دوم کے بابِ اوّل کی فصلِ دوم میں یوں تحریر کیا ہے کہ ازواجِ ہاشم تعداد میں چھ تھیں۔ جن میں اوّل واقدہ بنتِ ابی عدی ہے۔ جس کے بطنِ پاک سے دو لڑکیاں (۱) ضعیفہ (۲) خالدہ پیدا ہوئیں۔ دوم اُمیمہ بنتِ عدی ہے۔ جس کے بطنِ پاک سے صرف ایک لڑکا فضلہ نامی اور ایک ہی لڑکی شفاء نامی پیدا ہوئے۔ سوم ہند بنتِ عمرو ہے جس کے بطنِ پاک سے ایک ہی لڑکا ابوصیفی نامی پیدا ہُوا۔ چہارم قیلہ بنتِ عامر بن مالک ہے جس کے بطنِ پاک سے اسد نامی ایک لڑکا

پیدا ہُوا۔ پنجم عدی بنتِ حبیب ہے جس کے بطنِ پاک سے حنہ نامی ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ ششم سلمیٰ بنتِ عمرو بن زید ہے، جس کے بطنِ پاک سے عبدالمطلب نامی ایک لڑکا اور رقیہ نامی ایک لڑکی پیدا ہوئے جن میں سے رقیہ تو لڑکپن میں ہی سفرِ آخرت کی راہی بنی۔ الحاصل اس تحقیق سے روشن ہُوا کہ کُل اولادِ ہاشم اس کی چھ بیبیوں میں سے چار لڑکے اور پانچ لڑکیاں (یعنی کہ کُل نو کس) پیدا ہوئے جن میں سے رقیہ تو لڑکپن میں ہی آخرت کو راہی ہوئی اور بقایا افراد آٹھ رہے جن میں سے لڑکوں کے نام (۱) نضلہ (۲) ابوصیفی (۳) اسد (۴) عبدالمطلب ہیں۔ اور لڑکیوں کے نام (۱) ضعیفہ (۲) خالدہ (۳) شفا (۴) حنہ ہیں۔

جن کا شجرہ حسبِ تحت مسطور ہے۔

ہاشم

نضلہ | ابوصیفی | اسد | عبدالمطلب | ضعیفہ | خالدہ | شفا | حنہ | رقیہ
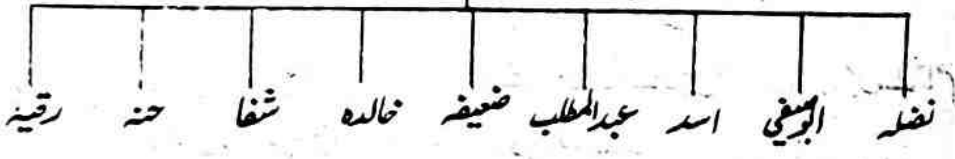
مکتوبِ دوم اس میں جملہ پسرانِ ہاشم کا بیان ہے۔ سو ان کے بارہ میں رحمۃ اللعالمین جلد دوم کے بابِ اوّل کی فصلِ دوم میں مسطور ہے کہ نضلہ کا صرف ایک ہی پسر ارقم نامی تھا اور ابوصیفی کے دو لڑکے (۱) ضحاق (۲) عمرو اور ایک لڑکی رقیہ نامی (یعنی کہ کل تین کس تھے) اور اسد کا صرف ایک لڑکا حنین اور فاطمہ نامی ایک لڑکی تھی۔ اور عبدالمطلب کے دس یا بارہ لڑکے اور چھ لڑکیاں (یعنی کہ ۱۶ یا ۱۷ یا ۱۸ کس) تھے۔ اور باب الاعوان (نام کتاب) میں مولانا مولوی نورالدین نے یوں تحریر کیا ہے کہ ہاشم کے چار لڑکے تھے جن میں سے عبدالمطلب کے سوا عقب کسی اور کا دُنیا میں جاری نہ ہُوا۔ صرف اُس کی طرف ہی تمام بنی ہاشم منسُوب ہیں۔ اور وہی اہلِ بیتِ رسُولؐ کے نام پر مشہُور ہیں۔ اب پسرانِ ہاشم کے لڑکے لڑکیوں کا شجرہ میں حسب تحت تحریر کرتا ہُوں۔

ہاشم

عبدالمطلب — اسد — ابوصیفی — فضلہ

ابوصیفی: رقیہ — عمرو — ضحٰق

فضلہ: ارقم

اسد: حنین — فاطمہ
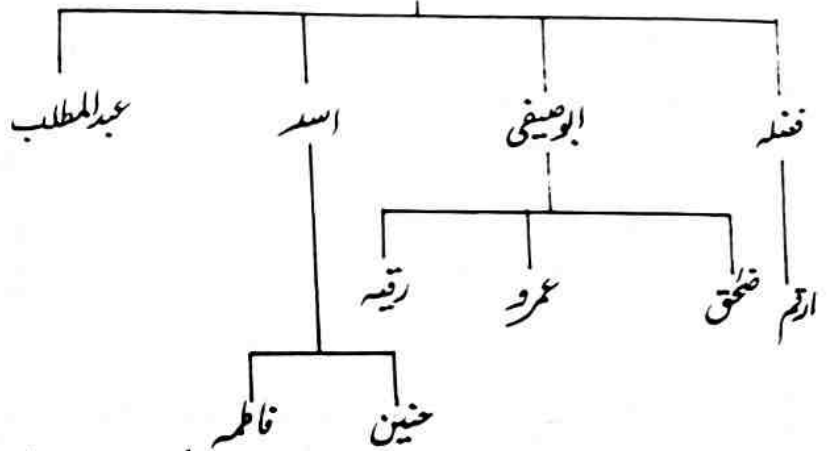
مکتوبِ سوم:۔ اس میں جملہ دختران ہاشم کا بیان ہے، سو وہ تعداد میں کُل پانچ ہیں۔ جن کے نام یہ ہیں۔ (۱) ضعیفہ (۲) خالدہ (۳) شفا (۴) حنہ (۵) رقیہ۔

لیکن تمام کُتبِ انصاب و تواریخ ان کے اخبار سے ان کے ناموں کے سوا خاموش ہیں۔

طبقۂ سوم:۔ اس میں جملہ بنو عامر (یعنی کہ عبدالمطلب) کا بیان ہے۔ اور یہ تین مکتوبات پر مرتب ہے

مکتوبِ اوّل اس میں کُل ازواج و اولادِ عبدالمطلب کا بیان ہے۔ سو اس بارہ میں رحمۃ اللعالمین جلد دوم کے باب اوّل کی فصلِ دوم میں یُوں مسطور ہے کہ ازواجِ عبدالمطلب تعداد میں چھ تھیں۔ جن میں سے اوّل صفیہ بنتِ جندب بن حجیر بن رباب ہے جس کے بطنِ پاک سے صرف حارث نامی ایک ہی لڑکا پیدا ہوا۔ دوم لُبنیٰ بنتِ ہاجر ہے جس کے بطنِ پاک سے عبدالعزیٰ (المعروف ابولہب) نامی ایک ہی لڑکا پیدا ہوا۔ سوم نتیلہ بنتِ جناب بن کلیب ہے۔ جس کے بطنِ پاک سے تین لڑکے (۱) قثم (۲) ضرار (۳) عباس ہیں۔ چہارم ہالہ بنتِ وہیب ہے، جس کے بطنِ پاک سے تین لڑکے (۱) جحل (۲) مقوم (۳) حمزہ پیدا ہوئے۔ پنجم منعمہ بنتِ عمرو بن مالک ہے۔ جس کے بطنِ پاک سے غیداق نامی ایک ہی لڑکا پیدا ہوا۔ ششم فاطمہ بنتِ عمرو بن عایذ بن عمران ہے، جس کے بطنِ پاک سے چار لڑکے (۱) زبیر (۲) عبداللہ (۳) عبدالکعبہ (۴) ابوطالب اور پانچ لڑکیاں (۱) بیضاء المشہور اُم الحکیم (۲) عاتکہ

(۳) برّہ (۴) اُمیمہ (۵) اروی (یعنی کہ نو کس) پیدا ہوئے۔ المطلب اس بنا سے روشن ہُوا کہ کُل اولادِ عبدالمطلب اُس کی چھ بیبیوں میں سے تیرہ لڑکے اور پانچ لڑکیاں (کُل اٹھارہ کس) پیدا ہوئے۔ لیکن اُسی حوالۂ کتاب کے اُسی عنوان میں یوں مسطور ہے کہ بعض مؤرخین نے کہا ہے کہ قثم تو کوئی تھا ہی نہیں۔ اور جحل کا نام ہی غیداق تھا اور عبدالکعبہ وہی ہے جو کہ مقوم کے نام پر مشہور تھا۔ پس اس تحقیق سے روشن ہُوا کہ وہ یہی وجود ہیں جن کی بناء پر ہو سکتا ہے کہ غیداق اور عبدالکعبہ کے اخبار کو کُتبِ تواریخ میں کسی نے تحریر نہ کیا ہو[1]۔ اور علامۂ وقت پیرزامی نے اپنی کتاب نسب نامۂ رسولؐ مقبول کے عنوانِ عماتِ رسولؐ میں یوں بیان کیا ہے کہ عبدالمطلب کی صفیہ نامی ایک لڑکی اور حمزہ کی ہمشیرہ تھی۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ہالہ کے بطنِ پاک سے پیدا ہوئی ہو۔ پس اس حساب سے عبدالمطلب کے بارہ لڑکے اور چھ لڑکیاں (یعنی کہ کُل ۱۸ کس) ہوئے جن میں سے مصعب و عبدالکعبہ اور ضرار کے سوا بقایا تمام میں سے عقب ہر ایک کا جاری ہُوا۔ الحاصل تمام اولادِ عبدالمطلب کا شجرۂ نسب تحت مسطور ہے۔

عبدالمطلب

مصعب — عبدالکعبہ — ضرار — حارث — عباس — جحل — مقوم — حمزہ — ابولہب — زبیر — عبداللہ — ابوطالب — صفیہ — ام الحکیم — عاتکہ — برّہ — اُمیمہ — اروی

مکتوبِ دوم اس میں جملہ پسرانِ عامر (یعنی کہ عبدالمطلب) کا بیان ہے۔ سو اُن میں سے اوّل حارث ہے جس کے بارے میں قاضی محمد سلیمان منصور پوری نے رحمۃ اللعالمین جلد دوم کے بابِ اوّل کی فصلِ دوم کے عنوانِ بنو عبدالمطلب کے بیان میں یوں تحریر کیا ہے کہ اُس کے کُل چار لڑکے تھے اور چاروں ہی خُدا کے ارادۂ کرم کے مطابق خوش ہو کر مسلمان ہوئے۔ جن میں سے اوّل نوفل بن حارث ہے جس کے تین لڑکے تھے۔ حارث و عبداللہ و مغیرہ اور تینوں ہی رسُولِ خدا کے صحابی ہیں۔ اُن میں سے اوّل مغیرہ بن نوفل ہے جو کہ جنابِ عُثمان کے عہد میں قاضی تھا مدینہ کا۔ ابنِ ملجم شقی جب جنابِ علیؑ کو زخمی کر کے فرار ہُوا تھا تو اُس نے ہی اُس کو پکڑا تھا۔ اور بعد وفات علی امیرالمومنین کے علیؑ کی حسبِ وصیت

[1] لیکن اس کے خلاف انوار الاعوان کی جلد دوم کے عنوان بنو عبدالمطلب میں یوں مرقوم ہے کہ عبدالمطلب کے کُل لڑکے بارہ تھے۔ جن میں سے مصعب کا نام تو غیداق و عبدالکعبہ کا نام علقمہ و جحل کا نام مغیرہ اور مقوم کا نام شفق تھا۔

سیدہ امامہ بنتِ زینب بنتِ رسُولؐ کا نکاح اُسی کے ساتھ ہی ہُوا تھا۔ اور اُسی کی پُشت سے ہی بطنِ امامہؓ سے یحیٰے پیدا ہُوا۔ دوم عبداللہ بن نوفل جس کو جناب عمرؓ نے حاکمِ کوفہ کیا تھا۔ سوم حارث بن نوفل ہے۔ جس کو عمرؓ نے حاکم مکہ کیا تھا۔ اس کا لڑکا عبداللہ (المعروف ببّہ) صحابی رسُولِ کریمؐ کا تھا۔ اور دوم عبداللہ بن حارث ہے۔ جس کو جناب رسُولِ خداؐ نے سعید کا خطاب عطا کیا تھا۔ سوم ربیعہ بن حارث ہے جس کے دو لڑکے عبدالمطلب اور مطلب رسُولؐ کریم کے صحابی ہیں۔ لیکن حیاتِ نبوی میں مطلب بالغ نہ ہوا۔ چہارم ابوسفیان (المشہور مغیرہ) بن حارث ہے اور اس کے حق میں جناب رسُولِ خداؐ نے یُوں فرمایا ہُوا ہے۔ ابوسفیان بن الحارث من شباب اہل الجنۃ یعنی کہ ابوسفیان بہشتی جوانوں میں سے ہے۔ یا سید الفتیان اہل الجنۃ یعنی کہ یا بہادرانِ بہشتی کا سردار ہے۔ ایک حدیث میں یُوں آیا ہُوا ہے۔ ابوسفیان خیر اھلی یا من خیر اھلی یعنی کہ ابوسفیان میرے اہل میں اچھا ہے۔ یا میرے اچھے اہل ہیں۔ اور اُس کے دو لڑکے عبداللہ اور جعفر صحابی ہیں۔ رسُولِ کریمؐ کے لیکن علامۂ وقت پیر غلام دستگیر نے اپنی کتاب (النسب نامۂ رسُولِ مقبُول) میں حارث کے سات لڑکے بتائے ہیں۔ جن کے نام یہ ہیں۔ (۱) نوفل (۲) عبدالشمس (۳) عبیدہ (۴) ابوسفیان (۵) مغیرہ (۶) ربیعہ (۷) اروی۔ مزید برآں سید محبوب شاہ نے اپنی کتاب تذکرۃ السادات کے ترجمۂ اُردو (بحر الجان) میں مغیرہ بن حارث کا ولید نامی ایک لڑکا تحریر کیا ہے۔ پھر کہا ہے کہ اُس کی پشت سے سات لڑکے پیدا ہوئے جن کے نام یہ ہیں۔ (۱) عبدالشمس (۲) قیس (۳) عاص (۴) ولید (۵) خالد (۶) عمارہ (۷) ہشام۔

اب میں اولادِ حارث بن عبدالمطلب کے شجرہ کو حسبِ تحت تحریر کرتا ہُوں۔
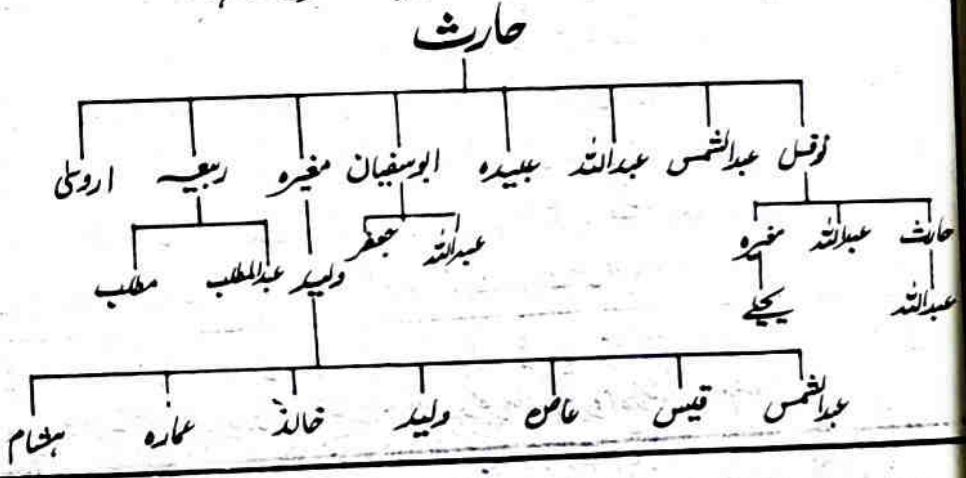
حارث

- نوفل
  - حارث
    - عبداللہ
  - عبداللہ
  - مغیرہ
    - یحیٰے
- عبدالشمس
- عبداللہ
- عبیدہ
- ابوسفیان
  - عبداللہ
  - جعفر
- مغیرہ
  - ولید
    - عبدالشمس
    - قیس
    - عاص
    - ولید
    - خالد
    - عمارہ
    - ہشام
- ربیعہ
  - عبدالمطلب
  - مطلب
- اروی

دوم عباسؓ بن ... کے بارے میں قاضی محمد سلیمان منصور پوری نے اپنی کتاب رحمۃ اللعالمین جلد دوم کے باب اوّل کی فصلِ دوم کے عنوان بنو عبدالمطلب کے بیان میں یوں بیان کیا ہے کہ اس کی چار بیبیوں سے دس لڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہُوئے جن میں سے چھ لڑکے اور ایک لڑکی تو اُمِّ الفضل لبابۃ الکبریٰ کے بطن سے پیدا ہُوئے جن کے نام یہ ہیں۔ ۱۔ افضل۔ ۲۔ قثم۔ ۳۔ عبداللہ۔ ۴۔ عبیداللہ۔ ۵۔ معبد۔ ۶۔ عبدالرحمٰن ۷۔ اُمِ حبیبہ لڑکی کا نام تھا۔ لبابۃ الکبریٰ کا نسب رحمۃ اللعالمین جلد دوم کے بابِ دوم کی فصلِ ششم کے عنوانِ اُمّ المومنین میمونہؓ کے بیان میں یوں مسطور ہے۔ لبابۃ الکبریٰ بنت حارث بن بحیر بن محرم بن رُوَیبہ عبداللہ بن ہلال بن عامر۔ ۸۔ حارث بن عباس دوسری ماں سے تھا۔ ۹۔ کثیر۔ ۱۰۔ تمام (دونوں) ایک اور ماں سے تھے۔ ۱۱۔ عون ایک اور ماں سے تھا۔ لیکن علامۂ وقت پیر نامی نے اپنی کتاب (النسب نامۂ رسُولِ مقبُول) میں یوں بیان کیا ہے کہ عباس کے نو لڑکے اور دو لڑکیاں تمام ہی بطنِ لبابۃ الکبریٰ سے ہیں اور اُس نے اُن کے ناموں کو یوں تحریر کیا ہے۔ ۱۔ فضل۔ ۲۔ قثم۔ ۳۔ عبداللہ۔ ۴۔ عبیدہ۔ ۵۔ معبد۔ ۶۔ عبدالرحمٰن ۷۔ حارث۔ ۸۔ کثیر۔ ۹۔ تمام۔ ۱۰۔ صفیہ۔ ۱۱۔ آمنہ۔ پس اس تحقیق سے روشن ہُوا کہ عباس کے عون کے سوا تمام لڑکے اور لڑکیاں بطنِ لبابۃ الکبریٰ سے ہیں۔ صرف عون ہی ایک اور ماں سے تھا۔

الحاصل قاضی محمد سلیمان نے تو عباس کے دس لڑکوں اور ایک لڑکی اُمِ حبیبہ نامی کو بیان کیا ہے۔ اور علامۂ وقت پیر نامی نے عباس کی دو لڑکیاں صفیہ اور آمنہ نامی اور بیان کی ہیں۔ پس اس بنا سے روشن ہُوا کہ عباس کے کُل لڑکے دس۔ اور لڑکیاں تین تھیں۔ پس یہ کُل تیرہ ہُوئے۔ لیکن صوفی مولانا محمد صالح نے اپنی کتاب (سوانحِ عمریِ رسُولِ مقبُول) میں عباس کے ان تمام لڑکوں اور لڑکیوں سے بڑھ کر دو اور لڑکوں کو بیان کیا ہے۔ جن میں سے ایک کا نام تو صبیح اور دوسرے کا نام مسہر تھا۔ پس اس حساب پر وہ کُل لڑکے اور لڑکیاں پندرہ ہُوئے۔ اَب میں اولادِ عباس بن عبدالمطلب کے شجرہ کو حسبِ تحت پیش کرتا ہُوں۔

عباس

- فضل
- قثم
- عبداللہ
- عبیداللہ
- معبد
- عبدالرحمٰن
- حارث
- کثیر
- تمام
- عون
- صبیح
- مسہر
- صفیہ
- اُمِ حبیبہ
- آمنہ
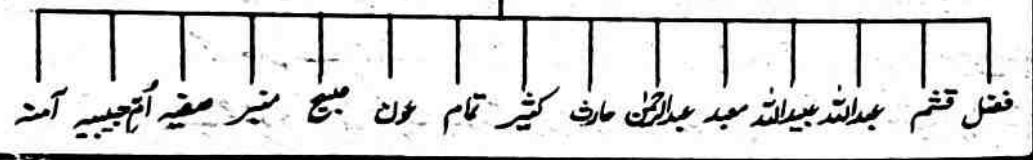
سوم حجل ہے۔ سو اُس کے بارہ میں قاضی محمد سلیمان نے رحمۃ اللعالمین جلد دوم کے بابِ اوّل کی فصلِ دوم کے عنوانِ بنو عبدالمطلب کے بیان میں یوں تحریر کیا ہے کہ اس کا قسرہ نامی صرف ایک ہی لڑکا تھا جس کے طبقات الکبیر میں دو اشعار موجود ہیں جس میں اس نے اپنے باپ کے سوا بارہ اعمام کے ناموں کو شمار کیا ہے۔ صوفی مولانا محمد صالح نے اپنی کتاب (سوانح عمریٔ رسولِ مقبول) میں کہا ہے کہ اس کی ایک اور لڑکی مرۃ نامی تھی۔ اب میں اولادِ حجل بن عبدالمطلب کے شجرہ کو حسبِ تحت تحریر کرتا ہوں۔

حجل

قسرة — مرة
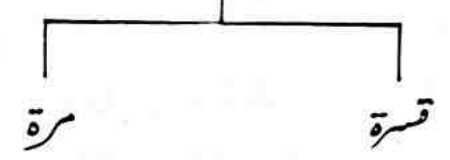
چہارم مقوم ہے۔ سو اُس کے بارہ میں قاضی محمد سلیمان نے اپنی اُسی کتاب رحمۃ اللعالمین جلدِ دوم کے بابِ اوّل کی فصلِ دوم کے عنوانِ بنو عبدالمطلب کے بیان میں صرف اُس کی ہندہ نامی ایک ہی لڑکی تحریر کی ہے اور کہا ہے کہ علامۂ ذہبی نے ہندہ کے لڑکے عبدالرحمٰن بن ابی عمرو کو بیان کیا ہے پس اس بنا پر اولادِ مقوم بن عبدالمطلب کا شجرہ یوں ہے۔

مقوّم
|
ہندہ
|
عبدالرحمٰن

پنجم حمزہ ہے سو اس کے بارہ میں قاضی محمد سلیمان نے اپنی کتاب رحمۃ اللعالمین جلد دوم کے بابِ اوّل کی فصلِ دوم کے عنوانِ بنو عبدالمطلب کے بیان میں تحریر کیا ہے کہ اُس کے دو لڑکے عمارہ اور یعلیٰ اور دو لڑکیاں اُمّ الفضل اور امامہ تھیں، جن میں سے عمارہ کا ایک لڑکا حمزہ نامی ہُوا۔ اور یعلیٰ کے پانچ لڑکے ہوئے۔ لیکن آئندہ نسل اُن تمام کی جاری نہ ہوئی۔ اور اُمّ الفضل کے بارہ میں ممکن ہے کہ یہ وہی لڑکی ہو جس کا نام صوفی محمد صالح نے اپنی کتاب (سوانح عمریٔ رسولِ مقبول) میں فاطمہ یا اُمّ ابیہا تحریر کیا ہے کہ اُس اُمّ ابیہا بنتِ حمزہ کا نکاح عمر بن عبداللہ (ابو سلمہ) بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کے ساتھ ہُوا تھا۔ اور قاضی محمد سلیمان نے اپنی کتاب رحمۃ اللعالمین جلدِ دوم کے بابِ دوم کے عنوان ہند اُمّ المومنین (اُمِّ سلمہ) کے بیان میں امامہ کے بارہ میں یوں کہا ہے کہ رسولِ خدا نے خود ہی اُس کا نکاح سلمہ بن عبداللہ (ابو سلمہ) کے ساتھ کیا تھا اور عنوانِ اُمّ المومنین میمونہ کے بیان میں یوں مسطور ہے کہ حمزہ کے نکاح میں سلمیٰ بنتِ عمیس نامی ایک اور بی بی تھی جس کے بطن سے اُمۃ اللہ ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ سو اس تحقیق کی بنا پر اولادِ حمزہ بن عبدالمطلب کا شجرہ یوں ہُوا۔

حمزہ

عمارہ — یعلیٰ — اُمّ الفضل — امامہ — اُمۃ اللہ

عمارہ
|
حمزہ
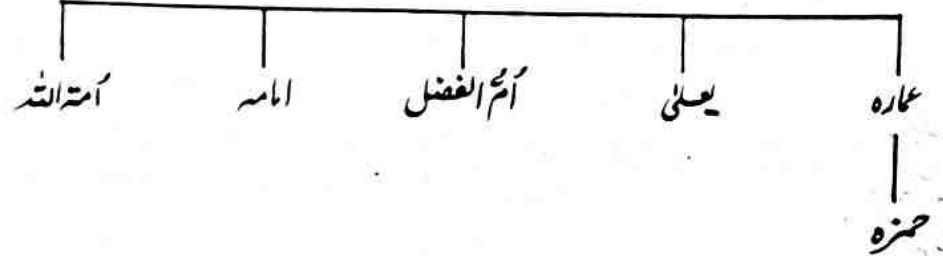
ششم ابولہب ہے۔ سو اس کے بارہ میں قاضی محمد سلیمان نے اُس کے بارہ میں اپنی کتاب رحمۃ للعالمین جلدِ دوم کے بابِ اوّل کی فصلِ دوم کے عنوانِ اولادِ عبدالمطلب کے بیان میں یوں تحریر کیا ہے کہ اُس کے چار لڑکے تھے جن میں سے دو (یعنی عتبہ اور عتیبہ) تو بحالتِ کفر بُری طرح تباہ ہوئے اور دو عقبہ اور معتب عام الفتح کو مسلمان ہوئے۔ اور مکہ میں ہی رہے۔ اور درّہ نامی ایک لڑکی تھی جو کہ مسلمان ہو کر حارث بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب کے نکاح میں آئی اور حارث کی پُشت سے اس کے تین لڑکے ہوئے۔ جن کے نام یہ ہیں۔ ۱۔ عتبہ ۲۔ ولید۔ ۳۔ ابو مسلم اور یہ تینوں دونوں طرف سے ہاشمی ہیں۔ لیکن صوفی محمد صالح نے اپنی کتاب (سوانح عمریٔ رسولِ مقبول) میں اولادِ عبدالمطلب کے بیان میں ابولہب کے دو اور لڑکوں کو تحریر کیا ہے۔ جن کے نام یہ ہیں۔ ۱۔ خالد۔ ۲۔ ربیعہ پس اس بنا سے روشن ہوا کہ ابولہب کے چھ لڑکے اور ایک لڑکی تھی۔ پس اب میں اولادِ ابولہب بن عبدالمطلب کے شجرہ کو حسبِ تحت تحریر کرتا ہوں۔

ہفتم زبیر ہے۔ سو اُس کے بارہ میں قاضی محمد سلیمان نے اپنی کتاب رحمۃ اللعالمین جلدِ دوم کے بابِ اوّل کی فصل دوم کے عنوانِ بنوعبدالمطلب کے بیان میں یوں تحریر کیا ہے کہ اُس کا ایک لڑکا اور دو لڑکیاں ہیں جن کے نام یہ ہیں۔ ا۔ عبداللہ۔ ۲۔ ضباعہ ۳۔ اُم الحکیم۔ لیکن مولوی محمد صالح نے اپنی کتاب (سوانح عمریٔ رسولِ مقبولؐ) میں اُس کا ایک لڑکا طاہر نامی اور تحریر کیا ہے۔ پس اس بنا پر اولادِ زبیر بن عبدالمطلب کا شجرہ یوں ہوا۔
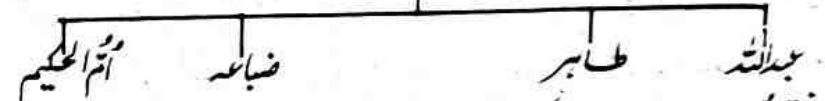
ہشتم ابُوطالب ہے۔ سو اس کے بارہ میں قاضی محمد سلیمان نے اپنی کتاب رحمۃ اللعالمین جلدِ دوم کے بابِ اوّل کی فصلِ دوم کے عنوانِ بنوعبدالمطلب کے بیان میں کہا ہے کہ اس کا نکاح فاطمہ بنتِ اسد بن ہاشم کے ساتھ ہوا جس کے بطنِ پاک سے اُس کے چار لڑکے۔ ا۔ طالب ۲۔ عقیلؓ ۳۔ جعفر طیار۔ ۴۔ علیؑ اور دو لڑکیاں اُمِ ہانی۔ ۲۔ جمانہ ہیں۔ اُن میں سے طالب کے سوا بقایا لڑکے تمام صحابی ہیں۔ اور طالب بعد اپنے باپ کے بے عقب ہی فوت ہوا۔ اور اُس کا مقام خاتمہ بے پتہ ہے۔ بقایا میں سے اوّل عقیل بن ابوطالب ہے۔ جس کی پشت سے تین لڑکے۔ ا۔ مُسلم۔ ۲۔ عبدالرحمٰن۔ ۳۔ محمد ہیں۔ اُن میں سے مُسلم تو کوفہ اور عبدالرحمٰن اور

محمد کربلا میں شہید ہوئے۔ لیکن علامۂ وقت پیر نامی نے اپنی کتاب نسب نامۂ رسولِ مقبولؐ میں عقیل کی پشت سے اٹھارہ لڑکے اور لڑکیوں کو تحریر کیا ہے۔ جن میں سے یہ چودہ لڑکے ا۔ یزید۔ ۲۔ سعد۔ ۳۔ ارملہ۔ ۴۔ ابوسعید۔ ۵۔ مسلم۔ ۶۔ عبداللہ۔ محمد۔ ۸۔ عبیداللہ۔ ۹۔ عبدالرحمٰن۔ ۱۰۔ عثمان۔ ۱۱۔ جعفر اکبر۔ ۱۲۔ جعفر اصغر۔ ۱۳۔ حمزہ۔ ۱۴۔ علی ہیں۔ اور یہ چار لڑکیاں۔ ا۔ زینب۔ ۲۔ فاطمہ۔ ۳۔ اُمِ ہانی۔ ۴ اسماء ہیں۔ اُن میں سے ابوسعید بن عقیل کا نکاح فاطمہ بنت علی امیرالمومنین کے ساتھ ہوا۔ جس کے بطنِ پاک سے اُس کا صرف ایک ہی لڑکا محمد نامی ہوا۔ جو کہ کربلا میں شہید ہوا۔ اور مُسلم بن عقیل کا نکاح رقیہ بنتِ علیؑ امیرالمومنین کے ساتھ ہوا۔ جس کے بطنِ پاک سے اُس کا ایک لڑکا عبداللہ نامی پیدا ہوا۔ بقایا اُس کے چار لڑکے ا۔ عبدالعزیز۔ ۲۔ محمد۔ ۳۔ علی۔ ۴۔ مُسلم اور بی بی سے ہیں۔ جن میں سے عبداللہ اور محمد (دونوں) شہید کربلا ہیں۔ اور عبداللہ بن عقیل کا نکاح اُمِ ہانی بنت علی امیرالمومنین کے ساتھ ہوا۔ جس کے بطنِ پاک سے اُس کا ایک لڑکا محمد نامی اور دو لڑکیاں رقیہ اور اُمِ کلثوم ہیں۔ اور محمد بن عقیل کا نکاح زینب الصغریٰ بنتِ علی امیرالمومنین کے ساتھ ہوا۔ جس کے بطنِ پاک سے اُس کا ایک لڑکا عبداللہ نامی پیدا ہوا۔ بقایا محمد کے دو لڑکے۔ ا۔ قاسم۔ ۲۔ عبدالرحمٰن اور ہیں اور عبدالرحمٰن شہید کربلا بن عقیل کا نکاح خدیجہ بنتِ علیؑ امیرالمومنین کے ساتھ ہوا۔ جس کے بطنِ پاک سے اس کا صرف ایک لڑکا سعید نامی پیدا ہوا۔ اور اسماء بنتِ عقیل کا نکاح عمرؑ بن علیؑ امیرالمومنین کے ساتھ ہوا۔ باقی تو پسرانِ عقیل بن ابوطالب بے اعقاب رہے۔ جن میں سے چار۔ ا۔ عبیداللہ۔ ۲۔ جعفر اکبر۔ ۳۔ جعفر اصغر۔ ۴۔ علی تو شہیدانِ کربلا ہیں اور یہ پانچ۔ ا۔ یزید۔ ۲۔ سعد۔ ۳۔ ارملہ۔ ۴۔ عثمان۔ ۵۔ حمزہ شہادت میں شمار نہیں ہوتے ان تمام کے سوا بقایا تین لڑکیاں بے پتہ ہیں۔

اب اولادِ عقیل بن ابوطالب بن عبدالمطلب کے شجرہ کو میں حسبِ تحت تحریر کرتا ہوں۔

شجرہ صفحہ ۳۶ پر ملاحظہ فرمائیں۔
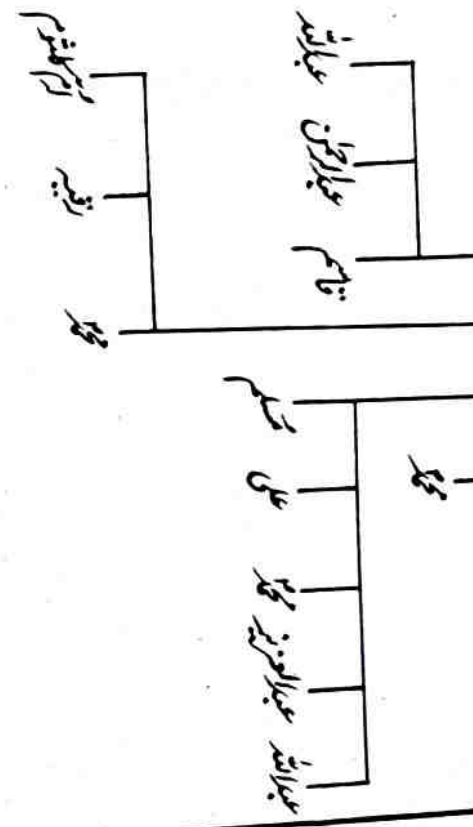
دوم: جعفر طیار بن ابوطالب ہے جس کی پشت سے محمد سلیمان نے اپنی اُسی کتاب رحمۃ اللعالمین جلد دوم کے اُسی عنوان کے بیان میں جو کہ اُوپر بیان ہو چکا ہے۔ اوّل اِن تین لڑکوں ۱۔عبداللہ ۲۔محمد ۳۔عون (ابرسہ) کو بیان کیا ہے۔ پھر سات کو جن کا شجرۂ نسب تحت یُوں مسطور ہے۔

جعفر طیّار

جعفر عبداللہ الجواد — عبداللہ اصغر — محمد الاکبر — محمد اصغر — عون — حمید — حُسین
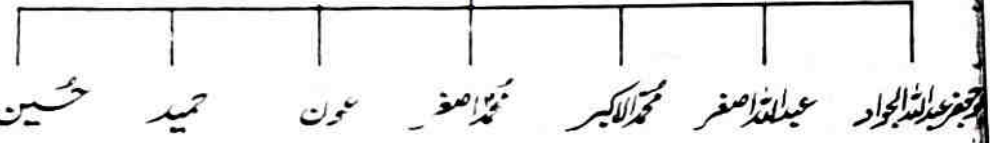
الحاصل ان جُملہ پسرانِ جعفر میں سے محمد الاکبر کا نکاح بعد شہادتِ عُمر کے اُمِ کلثوم بنتِ علی امیرالمومنین کے ساتھ ہُوا جس کے بطنِ پاک سے دو لڑکے ۱۔عبداللہ ۲۔قاسم پیدا ہُوئے۔ بعد محمد الاکبر کے سفرِ آخرت میں راہی ہونے کے اُمِ کلثوم کا نکاح اس کے برادر عون کے ساتھ ہُوا۔ جو کہ بے عقب ہی سفرِ آخرت کا راہی بنا۔ باقی رہا عبداللہ بن جعفر طیّار۔ سو اوّل اس کا نکاح زینب بنتِ علیؑ امیرالمومنین کے ساتھ ہُوا جس کے بطنِ پاک سے ایک لڑکا تو عدی کے نام پر مشہور ہے۔ جیسا کہ رحمۃ للعالمین جلدِ دوم کے باب اوّل کی فصلِ دوم کے عنوانِ فاطمہؑ کے بیان میں مسطور ہے۔ لیکن علامۂ وقت پیر نامی کی کتاب نسب نامۂ رسُولِ مقبُول کے پڑھنے سے یہ روشن ہوتا ہے کہ عدی کے سوا زینب الکبریٰ کے بطنِ پاک سے چار لڑکے اور ایک لڑکی اور ہیں۔ جن کے نام یہ ہیں۔ ۱۔ جعفر الاکبر۔ ۲۔علی۔ ۳۔عونِ اکبر۔ ۴۔عباس۔ ۵۔اُمِ کلثوم۔

خلافت معاویہ و یزید (نام کتاب) کے عنوانِ اولادِ حُسین کی قرابتوں میں محمود احمد عباسی نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن جعفر طیار کی دوسری بی بی لیلیٰ بنتِ مسعود بن خالد کے بطنِ پاک سے چار لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئے جن کے نام حسبِ تحت یہ ہیں۔ ۱۔صالح۔ ۲۔موسیٰ۔ ۳۔یحییٰ۔ ۴۔ہارون۔ ۵۔اُمِ محمدؑ۔ ۶۔اُمِ ابیہا۔ اور بقایا اِن تین بیبیوں ۱۔اُمِ ولد۔ ۲۔الحوصا۔ ۳۔جمانہ کے البطانِ پاک سے یہ دس لڑکے پیدا ہُوئے۔ ۱۔عبیداللہ۔ ۲۔ابوبکر۔ ۳۔معاویہ۔ ۴۔اسحٰق۔ ۵۔اسمٰعیل۔ ۶۔جعفر۔ ۷۔عون الاصغر
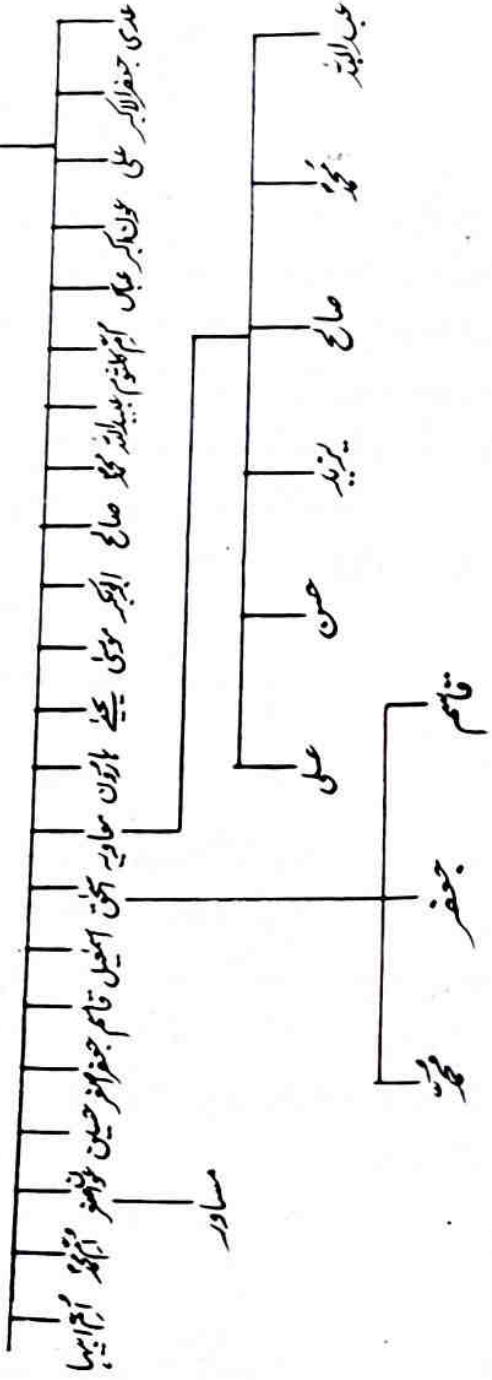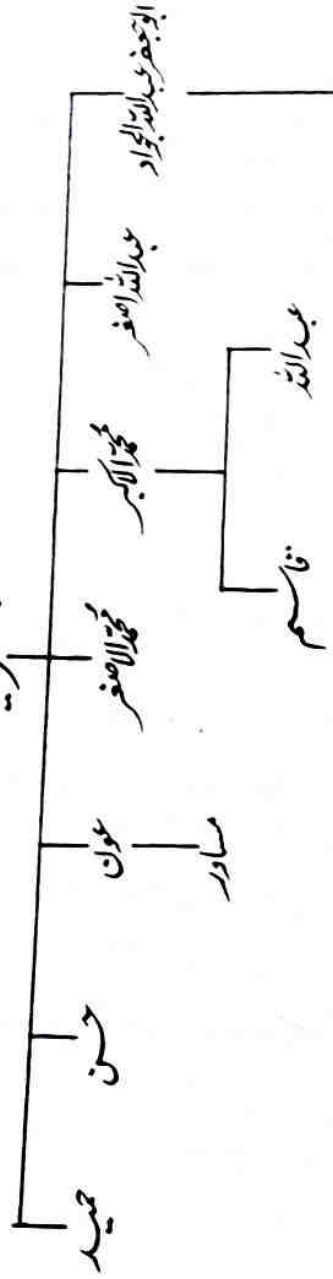
۸- قاسم - ۹- حسن - ۱۰- محمد پیدا ہوئے - لیکن ان دس لڑکوں میں سے محمد المحوصا کے بطنِ پاک میں سے پیدا ہُوا - اور علامۂ وقت پیر تامی نے اپنی کتاب (نسب نامۂ رسول مقبول میں تحریر کیا ہے کہ معاویہ کا نکاح فاطمہ بنتِ حسن مثنیٰ کے ساتھ ہُوا - جس کے بطنِ پاک سے اُس کے چھ لڑکے پیدا ہُوئے - ۱- عبداللہ - ۲- محمد - ۳- صالح - ۴- یزید ۵- حسین - ۶- علی - اور اسحٰق کا نکاح اُمِ حکیم بنتِ قاسم بن محمد بن ابوبکر کے ساتھ ہُوا - لیکن عمدۃ الطالب فی انساب آلِ ابی طالب میں سید احمد کرمانی نے کہا ہے کہ قاسم کے یہ دو برادر - ۱- جعفر - ۲- محمد اور ہیں - اور عون کا ایک ہی مساور نامی لڑکا ہُوا -

اب اولادِ جعفر (طیار) بن ابوطالب بن عبدالمطلب کے شجرہ کو میں حسبِ تحت تحریر کرتا ہوں -

شجرہ صفحہ ۳۹ پر دیکھیں -

نہم عبداللہ ہے۔ سو اُس کے بارہ میں قاضی محمد سلیمان نے اپنی کتاب رحمۃ اللعالمین جلدِ دوم کے بابِ اوّل کی فصلِ دوم کے عنوانِ بنو عبد المطلب کے بیان میں یوں کہلے ہے کہ اُس کا نکاح آمنہ بنتِ وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب کے ساتھ ہُوا۔ جس کے بطنِ پاک سے سردار عبداللہ کا صرف محمدؐ نامی ایک ہی لڑکا پیدا ہُوا۔

اب میں اُمّ آمنہ کے شجرۂ پدری و مادری کو حسبِ تحت پیش کرتا ہُوں۔

مکتوب سوم

اس میں جُملہ دُخترانِ عبد المطلب کا بیان ہے۔ سو اُن میں سے اوّل صفیہ ہے جس کے ره میں علامۂ وقت پیر غلام دستگیر نامی نے اپنی کتاب (نسب نامۂ رسُولِ مقبولؐ کے نوانِ شجرۂ خدیجہ اُمّ المومنین کے بیان میں یُوں بیان کیا ہے کہ اوّل اس کا نکاح حارث ن حرب بن امیہ کے ساتھ ہُوا۔ بعدہٗ وہ عوام بن خویلد بن اسد کے نکاح میں آئی۔ جس کی پشت سے اُس کے چار لڑکے ہوئے جن کے نام یہ ہیں۔

۱۔ زبیر۔ ۲۔ عبداللہ۔ ۳۔ ہشام۔ ۴۔ سائب۔ پس اس بنا کے رُو پر اولادِ صفیہ کا شجرہ یُوں ہُوا۔

صفیہ

زبیر — عبداللہ — ہشام — سائب

دوم بیضاء المشہور اُمّ الحکیم ہے۔ سو اُس کے بارہ میں قاضی محمد سلیمان نے اپنی کتاب رحمۃ اللعالمین جلد دوم کے بابِ اوّل کی فصلِ دوم کے عنوانِ بناتِ عبد المطلب کے بیان میں تحریر کیا ہے کہ اس کا نکاح کریز بن ربیعہ بن حبیب کے ساتھ ہُوا تھا۔ جس کی پشت سے اس کا ایک لڑکا عامر ہُوا اور ایک لڑکی اروی تھی۔ عامر فتح مکّہ کے دن مُسلمان ہُوا۔ اور عبداللہ نامی اس کا ایک لڑکا تھا جو کہ رسولِ کریمؐ کا صحابی ہُوا اور اروی عفان بن ابو العاص کی بیوی بن کر مادرِ عثمانؓ بنی۔ پس اس بنا کے رو پر اولادِ اُمّ الحکیم کا شجرہ یوں ہُوا۔

ام الحکیم

عامر — اروی

عامر ← عبداللہ

سوم عاتکہ ہے۔ سو اُس کے بارہ میں قاضی محمد سلیمان نے اپنی کتاب رحمۃ للعالمین جلد دوم کے باب دوم کے عنوانِ اُم المومنین اُمِّ سلمہ (ہندہ) کے بیان میں یُوں روشن کیا ہے کہ اُس کا نکاح اَبی اُمیہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخذوم کے ساتھ ہُوا جس کی پشت سے عاتکہ کے چار لڑکے اور ایک لڑکی ہوئے جن کے نام یہ ہیں۔ ۱۔ عبداللہ۔ ۲۔ زبیر۔ ۳۔ عامر۔ ۴۔ مہاجرہ۔ ۵۔ اُمِّ سلمہ (ہندہ) پس اس بنا کے رُو پر اولادِ عاتکہ کا شجرہ یوں ہُوا۔

عاتکہ
عبداللہ — زبیر — عامر — مہاجر — ہندہ

چہارم بُرّہ ہے۔ سو قاضی محمد سلیمان نے اُس کے بارہ میں اپنی کتاب رحمۃ اللعالمین جلد دوم کے بابِ اوّل کی فصلِ دوم کے عنوانِ بناتِ عبدالمطلب کے بیان میں کہا ہے کہ اس کا نکاح عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم کے ساتھ ہُوا۔ جس کی پشت سے عبداللہ نامی (ابوسلمہ) اُس کا ایک ہی لڑکا ہُوا۔ جس کا نکاح رسولِ خُدا سے پیشتر اُمِّ سلمہ (ہندہ) اُم المومنین بنتِ ابی اُمیہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم کے ساتھ ہُوا۔ جس کی پشت سے اُمِّ سلمہ کے دو لڑکے عمر۔ سلمہ اور تین لڑکیاں۔ ۱۔ زینب۔ ۲۔ اُمِّ کلثوم ۳۔ درّہ۔ یہ تمام رسُولِ خدا کے ربیب تھے۔ اور اُنہوں نے آپ کی تربیت میں پرورش پائی تھی۔ پس اس بنا پر اولادِ بُرّہ کا شجرہ یوں ہُوا۔

بُرّہ
اُمِّ سلمہ
عمر — سلمہ — زینب — اُمِّ کلثوم — درّہ
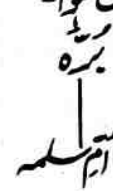
پنجم اُمیمہ ہے۔ سو قاضی محمد سلیمان نے اُس کے بارہ میں اپنی کتاب رحمۃ اللعالمین

جلد دوم کے بابِ اوّل کی فصلِ دوم کے عنوانِ بناتِ عبدالمطلب کے بیان میں تحریر کیا ہے اس کا نکاح جحش بن رباب کے ساتھ ہُوا جس کی پشت سے اس کا ایک لڑکا عبداللہ نامی اور تین لڑکیاں ۱۔ زینب ام المومنین۔ ۲۔ اُم حبیبہ۔ ۳۔ حمنہ پیدا ہوئیں۔ جن میں سے عبداللہ یوم احد کو شہید ہو کر اپنے ماموں حمزہ کے ساتھ دفن ہُوا۔ اور اُمِّ حبیبہ کا نکاح عبدالرحمٰن بن عوف کے ساتھ ہُوا۔ اور حمنہ کا اوّل نکاح مصعبؓ بن عمیر کے ساتھ ہُوا۔ اور دوسرا نکاح اُس طلحہ بن عبداللہ کے ساتھ ہُوا۔ جس کی پشت سے حمنہ کے دو لڑکے محمد اور عمران ہوئے۔ پس اس تحقیق کی بنا پر اولادِ اُمیمہ کا شجرہ یوں ہُوا۔

اُمیمہ
عبداللہ — زینب — اُمِّ حبیبہ — حمنہ
حمنہ: محمد — عمران
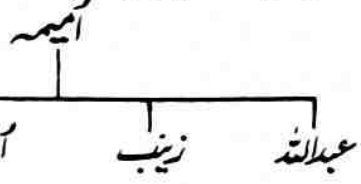
ششم اُروی ہے۔ سو قاضی محمد سلیمان نے اُس کے بارہ میں اپنی کتاب رحمۃ للعالمین جلد دوم کے بابِ اوّل کی فصلِ دوم کے عنوان بناتِ عبدالمطلب کے بیان میں یُوں کہا ہے، ابن القیم نے اُس کے مسلمان ہونے کو بیان کیا ہے اور اُروی کا عمیر بن وہیب بن عبد بن قصی کے ساتھ نکاح ہُوا۔ جس کی پُشت سے اُروی کا طُلَیب نامی ایک لڑکا ہُوا۔ اور وہ قدیم الاسلام تھا۔ اور اُس کا عقب کوئی جاری نہ ہُوا۔ پس اس بنا کے رُو پر اولادِ اُروی کا شجرہ یُوں ہُوا۔

اُروی
طُلَیب

قسمتِ دوم

اِس میں آلِ عبا کا بیان ہے اور یہ ایک تمہید و تین طبقات پر مُرتب ہے۔

تمہید: اس میں آلِ عبا کا بیان ہے سو اس کے ثبوت پر میں ایک حدیثِ رسولؐ کو بروایت عائشہ یہاں پیش کرتا ہوں اور وہ یہ ہے۔ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةً وَّعَلَيْهِ مِرْطٌ مُّرَحَّلٌ مِّنْ شَعْرٍ اَسْوَدَ فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَاَدْخَلَهٗ ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ فَاَدْخَلَهٗ ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَاَدْخَلَهَا ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَاَدْخَلَهٗ ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ عائشہ سے روایت ہے کہ تحقیق رسولِ خدا صبح کو باہر تشریف فرما ہوئے۔ اور آپ پر ایک کملی سیاہ بالوں سے منقش تھی۔ پس آیا حسن بن علیؓ تو لے لیا اُس کو کملی میں۔ پھر آیا حسینؓ تو لے لیا اُس کو۔ پھر آئی فاطمہؓ تو لے لیا اُس کو۔ پھر آیا علیؓ تو لے لیا اُس کو۔ پھر فرمایا کہ اللہ تو یہی چاہتا ہے، کہ دُور کرے تم سے ناپاکی کو اے اہلِ بیت اور پاک کرے تم کو پاک کرنا۔ اس کو امام مسلمؒ نے روایت کیا۔ پس اس روایت سے روشن ہوا کہ آلِ عبا تعداد میں پانچ تن ہیں۔ پھر چونکہ اُن میں سے درحقیقت یہ تین تن (۱) جناب محمدؐ رسولِ خدا (۲) جنابہ فاطمہ بنتِ رسولؐ۔ (۳) علی امیر المومنین نورِ سیادت کے مالک ہیں۔ اس لئے نورِ سیادت تین طبقات پر مرتب ہے۔

طبقۂ اوّل

یہ طبقہ دو تمہید و تین مکتوبات پر مرتب ہے۔

تمہید اوّل: اس میں سیادتِ محمدیہ کا بیان ہے سو اس کے بارہ میں تحفۃ الاتقیاء کے بابِ ہشتم میں ایک حدیث بروایتِ ابوہریرہ یوں مسطور ہے۔ عَنْ اَبُوْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسولِ خدا نے میں قیامت کے دن تمام بنی آدم کا سردار ہوں۔ اس کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔ پس اس روایت سے روشن ہوا کہ جب رسولِ خدا دُنیا اور آخرت میں تمام بنی آدم کا سردار ہے۔ تو پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ تمام اولادِ رسولؐ دُنیا اور آخرت میں رسولِ خدا کی طرح ہی سادات نہ ہوں۔ مولانا شبلی نعمانی نے اپنی کتاب (سیرۃ النبی

میں یوں بیان کیا ہے کہ تمام اولادِ رسولؐ ابراہیمؑ کے سوا خدیجہؓ طاہرہ بنتِ خویلد بن اسد کے بطنِ پاک سے ہے، خویلد نے عامر بن لوی کے کُنبہ میں فاطمہؓ بنتِ زائدہ کے ساتھ اپنا نکاح کیا جس کے جس کے بطنِ پاک سے خدیجہؓ پیدا ہوئی۔ اُس کی اوّل شادی ابوہالہ بن زرارہ تمیمی کے ساتھ ہوئی۔ جس کی پشت سے خدیجہ کے بطنِ پاک سے دو لڑکے (۱) ہند (۲) حارث پیدا ہوئے۔ پھر خاتمۂ ابوہالہ کے وہ عتیق بن عائذ مخزومی کے نکاح میں آئی۔ جس کی پشت سے ہندہ نامی ایک لڑکی ہوئی۔ اُسی وجہ پر خدیجہ اُمِّ ہند کے نام پر مشہور ہوئی۔ ہند بن ابوہالہ شروع میں ہی مسلمان ہوا۔ اور وہ جمل کی لڑائی میں علی امیر المومنین کے ساتھ شریک ہو کر شہید ہوا۔ اور اُسی کی روایت سے رسولِ خدا کا حلیہ مرقوم ہے۔ پھر بعد عتیق کے سفرِ آخرت میں راہی ہونے کے خدیجہ رسولِ اُمّی کے نکاح میں آئی۔ اور اُس کے بطنِ پاک سے دو لڑکے اور چار لڑکیاں (یعنی کہ ۶ کس) نورِ حیات میں آئے جن کے نام یہ ہیں۔ ۱۔ قاسم۔ ۲۔ عبداللہ۔ اس کے دو نام اور ہیں۔ ۱۔ طیب۔ ۲۔ طاہر اُس کو باپ طیب کے نام پر اور ماں طاہر کے نام پر پکارا کرتی تھیں۔ ۳۔ زینب۔ ۴۔ رقیہ۔ ۵۔ اُمِّ کلثوم ۶۔ فاطمہ۔ ۷۔ ابراہیم یہ لڑکا بطنِ ماریہ سے ہوا۔

اب ان تمام کو میں شجرہ حسبِ تحت میں پیش کرتا ہوں۔

محمدؐ

قاسم — عبداللہ — ابراہیم — زینب — رقیہ — اُمِّ کلثوم — فاطمہ
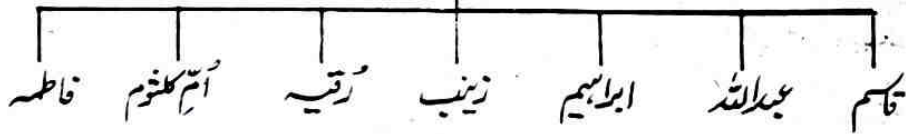
تمہید دوم: اس میں ازواج و موالی و جواری و سرایا و موالاتِ رسولِ ہاشمی کا بیان ہے۔ سو اوّل میں ان میں سے ازواجِ رسولؐ کو اس شرط پر بیان کرتا ہوں کہ وہ صحیح طور پر آلِ رسولؐ میں شریک ہیں۔ اس لئے کہ وہ لفظِ آل کی تفسیر ہیں۔ دلیل اس پر حدیث صیغ الصلوٰۃ میں سے حسبِ تحت دو روایتوں کے مقابلہ کرنے سے روشن ہے۔ اور وہ دونوں روائتیں جلاء الافہام کے ترجمۂ اُردو خیر الکلام کے بابِ اوّل میں یوں مسطور ہیں۔

فقرۂ اول میں چونکہ اس کی تفسیر یہ دو لفظ آئے ہیں (۱) ازواج (۲) ذریات۔ (یعنی کہ آل سے مراد ازواج و ذریاتِ رسولؐ ہیں) تو اس لئے اس بناء سے روشن ہوا کہ یہ دونوں فریق آلِ رسولؐ تو بیشک ہیں۔ لیکن ذریات تو اصلی (یعنی کہ حقیقی آلِ رسولؐ اور ازواج کا شمار اس کی آلِ فروعی میں آیا ہے۔ پھر چونکہ اول ازواجِ مطہرات کا نام آیا ہے۔ اس لئے اول میں انہیں مطہرات کا بیان کرتا ہوں۔

روایتِ اول: عَنِ ابْنِ اَبِیْ لَیْلٰی قَالَ لَقِیَنِیْ کَعْبُ بْنُ عُجْرَۃَ فَقَالَ اَلَا اُهْدِیْ لَكَ هَدِیَّۃً خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا قَدْ عَرَفْنَا کَیْفَ نُسَلِّمُ عَلَیْكَ فَکَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْكَ قَالَ قُوْلُوْا۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ کعب بن عجرہ سے ایک دن میری ملاقات ہوئی تو اس نے کہا کہ کیا میں ایک تحفہ واسطے تیرے پیش نہ کروں۔ اور وہ یہ ہے کہ رسولِ خدا ہمارے پاس آئے پس کہا ہم نے کہ یا رسولؐ اللہ ہم آپ پر سلام کرنے کا طریقہ تو پہچان چکے ہیں لیکن صلوٰۃ ہم کس طرح پڑھیں تو فرمایا آپ نے کہ یوں پڑھا کرو۔ اے اللہ رحمت نازل کر محمدؐ پر اور آلِ محمدؐ پر جیسا کہ تُو نے رحمت نازل کی تو نے آلِ ابراہیم پر تحقیق تو ہی حمید اور مجید ہے۔ اے اللہ تو برکت نازل کر محمدؐ پر اور آلِ محمدؐ پر جیسا کہ برکت نازل کی تو نے آلِ ابراہیم پر تحقیق تو ہی حمید اور مجید ہے۔ روایت کیا اس کو بخاریؒ اور مسلم نے۔

روایت دوم: عن القعبنی عن مالک عن عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمر بن حزم عن ابیہ عن عمرو بن سلیم الزرقی اخبرنی ابوحمید الساعدی انھم قالوا یارسول اللہ کیف نصلی علیک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قولوا۔ اللّٰھم صل علی محمدٍ وازواجہ وذریاتہ کما صلیت علٰی آلِ ابراھیم وبارک علٰی محمدٍ وازواجہ وذریاتہ کما بارکت علٰی آلِ ابراھیم انک حمید مجید۔ عمرو بن سلیم سے روایت ہے کہ میں نے ابوحمید ساعدی سے خبر پائی ہے اس بات کی کہ عوام الناس نے رسولِ خدا کو کہا کہ یا رسولؐ اللہ ہم آپ پر درود کس طرح پڑھا کریں تو آپ نے فرمایا کہ اس طرح پڑھا کرو۔ اے اللہ تو رحمت نازل کر محمدؐ پر اور اس کی ازواجِ مطہرات پر اور اس کی ذریاتِ پاک پر جیسا کہ تُو نے رحمت نازل کی آلِ ابراہیم پر۔ اے اللہ تو برکت نازل کر محمدؐ پر اور اس کی ازواجِ مطہرات پر اور اس کی ذریاتِ پاک پر۔ جیسا کہ تُو نے برکت نازل کی آلِ ابراہیم پر بے شک تو حمید اور مجید ہے۔ روایت کیا اس کو امام بخاری اور ابوداؤد نے۔ پس اِن روایتوں کا آپس میں مقابلہ کرنے سے روشن ہوتا ہے کہ روایتِ اول کے فقرۂ اول میں لفظِ آل آیا ہے۔ جس کے مقام پر دوسری روایت کے

مکتوبِ اوّل

اس مکتوب میں ازواجِ رسولؐ مدخولہ (یعنی کہ جو مصاحبتِ رسولؐ میں اُمہات المومنین بن کر آئیں) کا بیان ہے۔ سو اُن کے بارہ میں قاضی محمد سلیمان نے اپنی کتاب رحمۃ للعالمین کی جلد دوم کے بابِ اوّل کی فصلِ چہارم میں اور قاضی فقیر محمد نے اپنی کتاب جامع التواریخ نامی میں۔ اور صوفی مولانا مولوی محمد صالح نے اپنی کتاب سوانح عمری رسولِ مقبول میں یوں بیان کیا ہے کہ وہ بیبیاں درحقیقت تعداد میں (۱۱) ہیں۔ اور وہ سیدنا محمدؐ رسولؐ خدا (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے نکاح میں بترتیبِ حسبِ تحت یوں آئیں کہ اُن میں سے رسولِ خدا کے ساتھ (۱) خدیجۃ الکبریٰ بنتِ خویلد بن اسد کا نکاح ہُوا۔ پھر (۲) سودہ بنتِ زمعہ بن قیس کا ہُوا۔ پھر (۳) عائشہ بنتِ ابوبکر کا ہُوا۔ پھر (۴) حفصہ بنتِ عمر بن خطاب کا ہُوا۔ پھر (۵) زینب اُمّ المساکین بنتِ خذیمہ کا ہُوا۔ پھر (۶) ہند اُمّ سلمہ بنتِ ابی امیہ بن مغیرہ کا ہُوا۔ پھر (۷) زینب بنت جحش بن رباب کا ہُوا۔ پھر (۸) جویریہ بنتِ حارث کا ہُوا۔ پھر (۹) رملہ اُمّ حبیبہ بنتِ ابوسفیان بن اُمیہ کا ہُوا۔ پھر (۱۰) صفیہ بنتِ یحییٰ ابن اخطب بن سبطِ ہارون کا ہُوا۔ پھر (۱۱) میمونہ بنتِ حارث کا ہُوا۔

الحاصل یہ جملہ اُمہاتِ المومنین وہ بیبیاں ہیں جو کہ دُنیا و آخرت میں درجۂ تبعت و مصاحبتِ رسولؐ کی لڑی میں پروئی ہوئی ہیں۔ پس یہی وجہ ہے کہ اللہ نے صدقۂ ہر قسم کا کھانا اُن پر حرام کیا ہے اور خاص کر کے اُن کو رسولِ ہاشمی پر صلوٰۃ و سلام پڑھنے میں شریک کیا ہے اور ویسے تو وہ مصاحبتِ رسولؐ کے مرتبہ میں تمام ہی برابر ہیں۔ لیکن فوقیت باعتبارِ زُہد و ورع اور حُبِّ رسولؐ کے اُن میں سے صرف ان دو (۱) جنابہ خدیجۃ الکبریٰ (۲) عائشہ کو ہے۔ پھر ان دونوں میں سے خُدا نے خدیجۃ الکبریٰ کے بطنِ پاک سے رسولِ عربی کے (۶) انوار کو روشن کیا۔ جن کے نام یہ ہیں (۱) قاسم (۲) عبداللہ اس کے یہ دو نام (۱) طیب (۲) طاہر اور بیٹی (۳) زینب

(۴) رقیہ (۵) اُمِّ کلثوم (۶) فاطمہ لیکن دنیا پر جنابہ فاطمہ کے سوا خدا نے کسی اور نورِ نبی کو روشن نہ کیا۔ الحاصل اِن بیبیوں کے حکم میں ہی رسولِ خدا کے موالی دوسرے مرتبہ پر ہیں۔ سو اُن کے بارہ میں علامہ ابنِ خلدون نے اپنی کتاب تاریخ ابن خلدون ترجمہ اُردو جلدِ سوم شاہ ولی اللہ نے اپنی کتاب سُرُورالمحزُون فِی ترجمتہ نُورالعیون میں بیان کیا ہے کہ وہ موالی تعداد میں ستائیس ہیں جن کے نام یہ ہیں۔

۱۔ فضالہ۔ ۲۔ زید بن حارث۔ ۳۔ اسامہ بن زید۔ ۴۔ ابُو ضمیر۔ ۵۔ صالح المشہور شقران ۶۔ ثوبان۔ ۷۔ ابورافع ابراہیم۔ ۸۔ رافع۔ ۹۔ یدعم۔ ۱۰۔ ابوعبید۔ ۱۱۔ عبید۔ ۱۲۔ واقد۔ ۱۳۔ مابُور قبطی۔ ۱۴۔ سفینہ۔ ۱۵۔ ابوکبشہ سلیم۔ ۱۶۔ اُنیسہ۔ ۱۷۔ انجشہ۔ ۱۸۔ سلمانِ فارسی۔ ۱۹۔ رو یفع۔ ۲۰۔ یسار۔ ۲۱۔ رباح۔ ۲۲۔ ابوعسیب احمر۔ ۲۳۔ ابو ہند۔ ۲۴۔ طہمان۔ ۲۵۔ ہشام۔ ۲۶۔ ابوامامہ۔ ۲۷۔ کرکرہ۔

اور اسی مرتبہ پر رسولِ خدا کی جواری و سرایا و موالات ہیں۔ سو اب میں علامۂ ابنِ خلدون و شاہ ولی اللہ کی اُنہیں کتابوں میں سے (جو کہ اُوپر بیان ہو چکی ہیں) اُن جواری و سرایا و موالات کو بیان کرتا ہوں۔ پس وہ تعداد میں تو سترہ ہیں جیسا کہ سُرُورُالمحزُون میں وہ مسطور ہیں۔ لیکن میں اُن میں سے تیرہ (۱۳) کو یہاں پیش کرتا ہُوں جن کے نام یہ ہیں۔

۱۔ رضویٰ۔ ۲۔ اُمِّ ضمیر۔ ۳۔ خضرہ۔ ۴۔ خویلہ۔ ۵۔ اُمِّ رافع۔ ۶۔ میمونہ بنتِ سعد۔ ۷۔ میمونہ بنت ابی عسیب۔ ۸۔ سلمیٰ۔ ۹۔ ریحانہ بنتِ زید۔ ۱۰۔ اُمِّ ایمن برکہ۔ ۱۱۔ اُمیمہ ۱۲۔ ماریہ بنتِ شمعون۔ ۱۳۔ شیریں۔ پس انہیں میں سے ایک موالات ماریہ نامی ہے جس کے بطنِ پاک سے جنابِ رسولِ خدا کا لڑکا ابراہیم نامی پیدا ہُوا۔ اور وہ لڑکپن میں ہی سفرِ آخرت کا راہی بنا۔

الحاصل یہ سب اجسامِ پاک آلِ رسولؐ میں فروعی اقسام تعینات کے طور پر شریک تو ہیں لیکن فوقیت اُن تمام میں سے ازواجِ رسولؐ و اس کی سرایا کو ہے اس لئے کہ ان کی رسولِ خدا کی صرف تین نسبتیں ہیں۔ ۱۔ مصاحبت رسولؐ میں رہنے کی۔ ۲۔ تبعتِ رسولؐ کی۔ ۳۔ اُمّتِ رسولؐ میں اُمہاۃ المومنین ہونے کی۔ پھر چونکہ رسولِ خُدا) کی فروع ہوئیں۔ اُن میں سے فوقیت خدیجۃ الکبریٰ کو ہے۔ اس لئے کہ اُس کو خاص کر کے خُدا نے ذریاتِ رسولؐ کے ماں بننے کی نسبت کا مرتبہ عطا کیا ہے اور خدا سے اُس کے سوا یہ مرتبہ

کسی اور بی بی کو مرحمت نہ ہُوا۔ اور خاص یہ وجہ وہی ہے کہ جس کی بنا پر اللہ نے اور جبرائیل امین نے اُسے سلام کہا جس کی شہادت پر میں علّامۂ ابن القیم محمد بن ابی بکر کی کتاب جلاء الافہام کے ترجمۂ اُردو خیر الانام کے باب سوم کے ذکرِ خدیجۃ الکبریٰ کے عنوان سے اس دلیل کو پیش کرتا ہوں۔ عن ابی ھریرۃ قال اتی جبرئیل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یارسول اللہ ھذہ خدیجۃ قداتت معھا اناء فیہ ادام اوطعام اوشراب فاذاھی اتتک فاقرأ علیھا السلام من ربھا و منی وبشرھا ببیت فی الجنۃ من قصب لاصخب فیہ ولانصب۔

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جبرئیلؑ نے رسُولِ خدا کے پاس آکر کہا کہ یا رسُولؐ اللہ خدیجہ ایک برتن لے کر جس میں روٹی یا کھانا یا پانی ہے (یہ کلمات شک راوی کے ہیں کہ اُن میں سے کونسا کلمہ شیخ سے راوی نے سُنا تھا) آرہی ہے۔ جب وہ آئے تو آپ نے اُس کو خدا کا اور میرا سلام کہنا۔ اور اُس کو خوشخبری سُنانا۔ جنت میں جواہر کا ایک ایسا مکان پانے کی۔ کہ اُس میں نہ کوئی تکلیف ہے۔ اور نہ کوئی شور ہے۔ روایت کیا اس کو امام بخاریؒ نے۔ المطلب ان تمام اُمّہات المومنین بیبیوں کے سوا لقایا موالی جواری وسرایا و موالات کی رسُولِ خُدا کے ساتھ صرف اُن کی تبعت کی ایک ہی نسبت تھی جو کہ قائم مقام اُن کے نسب کے ہے۔

مکتوب دوم

اس میں پسرانِ رسُولؐ امّی کا بیان ہے سو ان کے بارہ میں قاضی فقیر محمدؒ نے اپنی کتاب جامع التواریخ میں تحریر کیا ہے کہ وہ تعداد میں تین ہیں اور نام اُن کے یہ ہیں ۱۔ قاسم۔ ۲۔ عبداللہ۔ اور اُس کے دو نام اور ہیں۔ طیب و طاہر۔ ۳۔ ابراہیم اور خُدا کے حُکم سے یہ تینوں ہی لڑکپن میں راہِ آخرت کے راہی بنے۔

مکتوب سوم

اس میں دُخترانِ رسُولِ کریم کا بیان ہے سو اُن میں سے اوّل زینب الکبریٰ ہے جس کے بارہ میں مولنا شبلی نعمانی نے اپنی کتاب سیرۃ النبیؐ (جو کہ اُوپر بیان ہو چکی ہے) میں کیا ہے کہ رسُولِ خدا نے اس کا نکاح ابوالعاص بن ربیع کے ساتھ کیا جس کی پشت سے اس کا علی نامی ایک لڑکا اور امامہ نامی ایک لڑکی ہوئی۔ علی نے تو شباب کے شروع میں ہی سفرِ آخرت کو اختیار کیا۔ اور امامہ کے بارہ میں ابوالعاص نے مرتے ہُوئے چونکہ زبیر بن عوام کو اُس کا نکاح کرنے کی وصیت کی تھی۔ اس لیے جب فاطمہ بنت رسُولؐ سفرِ آخرت کی راہی بنی تو زبیر نے علیؓ کے ساتھ امامہ کا نکاح کیا۔ جس کی پشت سے اُس کا محمد اوسط نامی ایک لڑکا ہُوا۔ پھر جب علیؓ نے شہادت پائی تو اُس نے مغیرہ بن نوفل کو یہ وصیت کی کہ وہ امامہ کے ساتھ نکاح کرے۔ پس مغیرہ نے اس کے ساتھ نکاح کیا اور اس کی پشت سے امامہ کا یحیٰی نامی ایک لڑکا ہُوا۔ دوم رقیہ ہے۔

سو اس کے بارہ میں مولینا شبلی نعمانیؒ نے یوں بیان کیا ہے کہ اِس کا اوّل نکاح رسُولِ خدا نے ابولہب کے لڑکے عُتبہ نامی کے ساتھ کیا۔ پھر دوسری لڑکی اُمّ کلثوم کا اوّل نکاح آپ نے ابُولہب کے دوسرے لڑکے عتیبہ نامی کے ساتھ کیا پھر جب رسُولِ خدا کی بعثت ہُوئی۔ اور دعوتِ اسلام کو آپ نے شروع کیا تو ابو لہب نے تب اپنے دونوں لڑکوں کو اپنے پاس طلب کر کے کہا کہ اب تم محمدؐ کی دونوں لڑکیوں کو جُدا جُدا طور پر طلاق دے دو تو بہتر ہے ورنہ تمہارے ساتھ میرا رہنا اور بات چیت کرنا نہایت ہی ایک ناممکن امر ہے۔ پس اُن دونوں نے باپ کا کہنا مانا۔ بعد اُس کے رسُولِ خدا نے رقیہ کا نکاح عثمانؓ کے ساتھ کیا۔ پھر رقیہؓ کو عثمانؓ نے اپنے ہمراہ لے کر حبش کی طرف ہجرت کی اور وہیں رقیہؓ کے بطنِ پاک سے عبداللہ نامی ایک لڑکا ہُوا جو کہ چھ برس کی عُمر میں سفرِ آخرت کا راہی بنا۔ بعدہٗ عثمانؓ معہ رقیہؓ حبش سے مکّہ کو واپس آئے اور وہاں سے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ رقیہؓ مدینہ میں آکر بیمار ہوئی جس کی وجہ تیمارداری سے عثمان غزوۂ بدر میں شریکِ جہاد نہ ہو سکا۔ عین فتح کے دن ہی جنابہ رقیہؓ سفرِ آخرت

کی راہی بنی۔ سوم اُمِّ کلثوم ہے۔

سو اس کے بارہ میں مولانا شبلیؒ نعمانی نے اپنی اُسی کتاب (جو کہ اُوپر بیان ہو چکی ہے) میں یوں بیان کیا ہے کہ بعد رقیہؓ کے سفرِ آخرت میں راہی ہونے کے رسُولِ خدا نے اُس کا نکاح عثمانؓ امیر المومنین کے ساتھ کیا اور بعد نکاح کے وہ ۶ برس حیات رہی۔ چہارم فاطمہؓ ہے۔

سو اس کے بارہ میں مولینا شبلیؒ نعمانی نے اپنی اُسی کتاب (جو کہ اُوپر بیان ہو چکی ہے) میں یوں تحریر کیا ہے کہ اُس کا نکاح رسُولِ خدا نے علیؓ بن ابوطالب کے ساتھ کیا۔ اور جہیز میں رسُولِ خدا نے جنابہ کو حسبِ تحت اشیاء ایک چارپائی اور ایک بستر اور ایک چادر اور دو چکیاں اور ایک مشک عطا کیں۔ اور صُوفی محمّد صالح نے اپنی کتاب (سوانح عُمریٔ رسُولِ مقبول) میں جہیز کی تین اشیاء ۱۔ بازو بندِ سیم۔ ۲۔ دو سبوح مٹی کے۔ ۳۔ ایک تکیہ اور تحریر کی ہیں۔

طبقۂ دوم

اس میں سیادتِ فاطمہؓ بنتِ رسُولؐ کا بیان ہے اور یہ سیادت تین مکتوبات پر مرتّب ہے۔

مکتوبِ اوّل: اس میں سیادتِ فاطمہؓ کا بیان ہے۔ سو اُس کے بارہ میں "تذکیر الاخوان" (نامِ کتاب)، کی فصلِ چہارم کے عنوانِ اہلِ بیت میں مولانا محمّد سُلطان خاں نے بحقِّ فاطمہ بنتِ رسُولؐ ایک حدیث کو یوں بیان کیا ہے۔ اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِّنِّيْ فَمَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِيْ يُرِيْبُنِيْ مَا اَرَابَهَا۔ بخاری و مُسلم نے روایت کیا ہے مسور سے کہ فرمایا رسُولِ خدا نے کہ فاطمہؓ ایک ٹکڑا ہے میرے بدن کا سو جس نے اُس کو ناخوش کیا۔ اُس نے میرے دل کو ناخوش کیا۔ اور میں اُس کو بُرا جانتا ہُوں۔ جو ستا دے اُس کو۔ پھر چونکہ جب فاطمہؓ رسُولِ خدا کا بدنی ٹکڑا ہے تو اس لئے تمام بنی فاطمہؓ رسُولِ خدا کے بدنی ٹکڑے ہُوئے اور یہ اُن کے لئے درجۂ انتہا کی شان ہے۔ پھر یہ شرافت اُن کی دوسروں پر بڑھ کر نہ کہ صرف باعتبارِ دُنیا کے ہے۔ بلکہ باعتبارِ دُنیا و آخرت (دونوں کے ہے) اب میں "تذکیر الاخوان" سے سیادتِ فاطمہؓ کے بارہ میں ایک اور حدیث کو عائشہ سے بروایتِ بخاری و مُسلم یہاں پیش کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے۔ اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا فَاطِمَةُ اَلَا تَرْضَيْنَ اَنْ تَكُوْنِيْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ۔ یعنی عائشہ سے بخاری و مُسلم نے یوں روایت کیا ہے کہ فرمایا رسُولِ خدا نے اے فاطمہؓ کیا تو خوش نہیں ہے اس بات پر کہ تو جنّتی عورتوں کی سردار ہو۔ اس کو امام بخاریؒ و امام مُسلمؒ نے روایت کیا ہے۔ پس اس روایت سے روشن ہُوا کہ فاطمہ بنتِ رسُولؐ کے تمام لڑکے اور لڑکیاں سادات ہیں۔

الحاصل جنابہ فاطمہؓ کی اولاد کو رسُولِ خدا نے اپنی طرف منسُوب کر کے اپنی سیادت کا مرتبہ عطا کیا ہے۔ چنانچہ "تذکیر الاخوان" (نام کتاب) کی فصلِ چہارم کے عنوانِ اہلِ بیت میں محمد سُلطان خاں نے ایک حدیث کو بحقِ امام حسنؑ بن علیؑ ابی بکرہ سے بروایتِ امام بخاریؒ یُوں پیش کیا ہے۔ اَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ اِلٰى جَنْبِهٖ وَهُوَ يُقْبِلُ عَلَى النَّاسِ مَرَّةً وَعَلَيْهِ اُخْرٰى وَيَقُوْلُ اِنَّ ابْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ۔ ابی بکرہ سے امام بخاریؒ نے یوں روایت کی ہے کہ میں نے دیکھا رسُولِ خُدا کو منبر پر اور حسنؑ بن علیؑ آپ کی کروٹ میں تھے اور آپ متوجہ ہوتے تھے عوام الناس کی طرف ایک بار اور حسنؑ پر دوسری بار اور فرماتے تھے کہ یہ میرا لڑکا سیّد ہے اور اُسی "تذکیر الاخوان" کی اُسی فصلِ چہارم کے عنوانِ اہلِ بیت میں مولانا محمد سُلطان خاں نے ایک حدیث کو بحقِ امام حسنؑ و امام حسینؑ اُسامہ سے بروایتِ ترمذی یوں پیش کیا ہے۔ اَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ هٰذَانِ ابْنَايَ وَاَبْنَاءُ ابْنَتِيْ۔ ترمذی نے اُسامہ بن زید سے بحقِ امام حسینؑ یوں روایت کی ہے کہ فرمایا رسُولِ خُدا نے یہ دونوں میرے لڑکے ہیں اور میری لڑکی کے لڑکے ہیں۔ پس ان دونوں روائتوں سے روشن ہُوا کہ اولادِ فاطمہ بعینہٖ اولادِ رسُولؐ میں شریک ہیں۔ چنانچہ اس بارہ میں "تذکرۃ السادات" کے ترجمۂ اُردو (بحرالجمان نامی)، کے مقدمۂ اوّل سے دو روائتوں کو میں حسبِ تحت پیش کرتا ہُوں۔ اوّل روایتِ طبرانی ہے۔ جس کو فاطمہ بنتِ رسُولؐ سے مرفوعًا امام طبرانی نے یوں روائیت کیا ہے کہ فرمایا رسُولِ خدا نے مولد وینسب الی عصبتہ اباءھم الا ولد فاطمۃ فانا عَصَبَتُهُمْ ولیھم۔ سب بچے منسُوب ہوتے ہیں طرف اپنے باپوں کی اولادِ
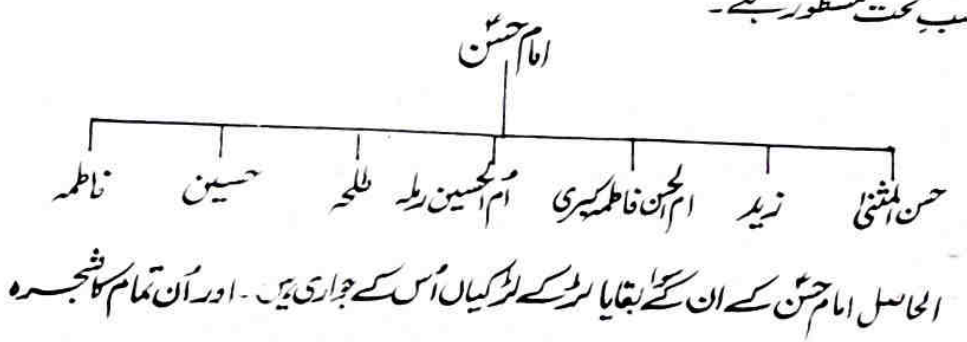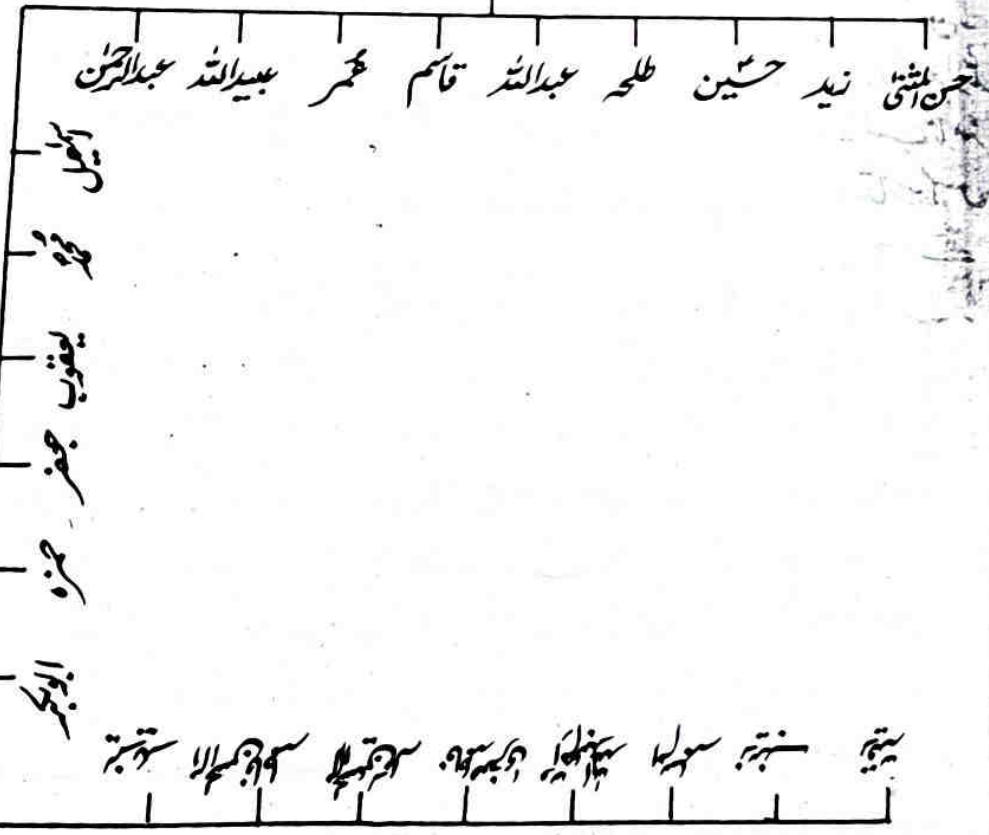
فاطمہ کے سوا سو اُن کا عصبہ اور ولی ہیں ہُوں ۔ دوم وہ روایت ہے جس کو ابن عمرؓ سے مرفوعًا امام طبرانی نے یوں روائیت کیا ہے کہ فرمایا رسُولِ خدا نے لکل بنی ابنت عصبتھم لابیھم ماخلا ولد فاطمہ فانی عصبتھم وانا ابوھم ۔ یعنی اولاد ہر نبی کے لئے ہے کہ عصبہ اُن کی طرف اُن کے باپوں کی ہے اولادِ فاطمہ کے سوا پس تحقیق ان کا عصبہ اور اُن کا باپ میں ہوں ۔ الحاصل عام کُتبِ تواریخ میں مسطور ہے کہ علیؑ امیرالمومنین کی پشت سے فاطمہؑ کے یہ تین لڑکے ۱۔ حسنؑ ۔ ۲۔ حُسینؑ ۔ ۳۔ محسن اور یہ دو لڑکیاں (۱) زینبؑ ۔ (۲) اُمِّ کلثوم پیدا ہوئے ۔ جن میں سے محسن تو بچپن ہیں ہی سفرِ آخرت کا راہی ہُوا ۔ لیکن علامۂ وقت پیر نامی نے اپنی کتاب نسب نامۂ رسُولِ مقبول میں بیان کیا ہے کہ فاطمہؑ کی رقیہ نامی ایک لڑکی اور تھی ۔ لیکن تواریخ اس کے اخبار سے خاموش ہیں ۔ پس اس بنا پر اولادِ فاطمہؑ تعداد میں ۶ کس ہُوئے ۔ جن کا شجرہ یہ ہے ۔

فاطمہؑ

حسنؑ — حسینؑ — محسنؑ — زینبؑ — اُمِّ کلثوم — رقیہ

مکتوبِ دوم
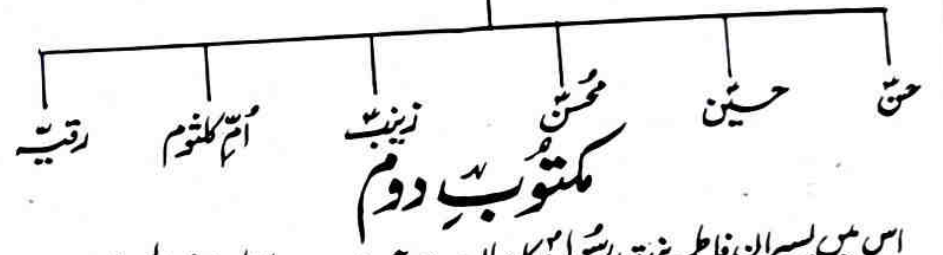
اس میں پسرانِ فاطمہ بنتِ رسُولؐ کا بیان ہے جن میں سے اوّل ابو محمد الحسن کا بیان ہے سو اُس کے بارہ میں تذکرۃ السّادات جلدِ ثانی کے ترجمۂ اُردو بحر الجمان میں سیّد محبُوب شاہ نے عنوانِ ابو محمد حسن بن علی امیرالمومنین میں یوں بیان کیا ہے کہ اُس نے ۶۴ شادیاں کیں اور بقایا اور جواری اُن کے سوا تھیں ۔ لیکن اُن تمام ازواج میں سے اولاد (یعنی لڑکے لڑکیاں اُس کے صرف اُن تین سے سات افراد ہوئے جن کے نام یہ ہیں ۔ (۱) خولہ بنتِ منصور الغزریہ ہے ۔ اُس کے بطن سے حسن المثنیٰ نامی ایک لڑکا پیدا ہُوا ۔ (۲) اُمِّ بشر بنتِ ابی مسعود بن عقبہ بن عمر العبدی ہے ۔ اُس کے بطن سے زید نامی ایک لڑکا اور ام الحسن فاطمہ کبریٰ و ام الحسین رملہ (یعنی دو لڑکیاں) پیدا ہوئیں ۔ (۳) اُمِّ اسحاق بنتِ طلحہ بن عبید اللہ ہے ۔ اُس کے بطن سے دو لڑکے (۱) طلحہ (۲) حسین اور فاطمہ نامی ایک لڑکی پیدا ہوئے ۔ اور اُن تمام کا شجرہ

حسبِ تحت مسطور ہے ۔

امام حسنؑ

حسن المثنیٰ — زید — ام الحسن فاطمہ کبریٰ — اُم الحسین رملہ — طلحہ — حسین — فاطمہ

الحاصل امام حسنؑ کے ان گئے بقایا لڑکے لڑکیاں اُس کے جواری ہیں ۔ اور اُن تمام کا شجرہ حسبِ تحت یوں ہے ۔

امام حسنؑ

حسن المثنیٰ — زید — حسینؑ — طلحہ — عبداللہ — قاسم — عمر — عبید اللہ — عبدالرحمٰن

اسماعیل — محمد — یعقوب — جعفر — حمزہ — ابوبکر

[illegible] — [illegible] — [illegible] — [illegible] — [illegible] — [illegible] — [illegible] — [illegible]

چنانچہ اُن جواری و موالات میں سے ایک موالات کے بطن سے تو یہ تین لڑکے۔ (۱) عبداللہ۔ (۲) قاسم (۳) عُمر پیدا ہُوئے۔ بقایا لڑکے لڑکیاں اور موالات کے شکموں سے پیدا ہُوئے۔ قاضی نعیر محمد نے اپنی کتاب (جامع التواریخ) میں ابو محمد حسنؑ کے پندرہ لڑکے اور پانچ لڑکیوں کو بیان کیا ہے۔ لڑکوں کے نام یہ ہیں۔ (۱) حسن مثنیٰ (۲) زید (۳) حسین (۴) طلحہ۔ (۵) عبداللہ (۶) قاسم (۷) عُمر۔ (۸) عبیداللہ۔ (۹) عبدالرحمٰن (۱۰) اسماعیل (۱۱) محمدؐ۔ (۱۲) یعقوب (۱۳) جعفر (۱۴) حمزہ (۱۵) ابوبکر۔ اور لڑکیوں کے نام یہ ہیں۔ (۱) اُم الحسن فاطمہ کبریٰ (۲) فاطمہ صغریٰ (۳) زینب (۴) اُمِ عبداللہ۔ (۵) اُمِ سلمہ اور جُملہ پسران میں سے نسل صرف دو (۱) حسن مثنیٰ۔ (۲) زید کی جاری ہُوئی اور عمدۃ الطالب فی انسابِ آل ابی طالب میں سید احمد کرمانی نے یوں بیان ہے کہ ابو محمد حسن کے کُل بارہ لڑکے تھے۔ جن کے نام یہ ہیں (۱) زید۔ (۲) حسن مثنیٰ (۳) حسین (۴) طلحہ (۵) اسمٰعیلؑ (۶) عبداللہ (۷) حمزہ۔ (۸) یعقوب (۹) عبدالرحمٰن۔ (۱۰) ابوبکر (۱۱) قاسم (۱۲) عُمر اور چھ لڑکیاں تھیں۔ جن کے نام یہ ہیں (۱) فاطمہ (۲) اُمِ عبداللہ (۳) اُمُ الحسن (۴) اُمُ الحسین رملہ (۵) اُمِ سلمہ (۶) رقیہ اور علامۂ وقت پیر نامی نے نسب نامۂ رسُولِ مقبُول میں یوں بیان کیا ہے کہ ابو محمد حسنؑ کا یزید نامی ایک اور لڑکا تھا۔ سو اس تحقیق سے روشن ہُوا کہ اُمام اُبو محمد حسن کے سولہ لڑکے اور سات لڑکیاں کل افراد ۲۳ تھے جن میں سے لڑکوں کے نام تو یہ ہیں۔ (۱) حسن المثنیٰ (۲) زید (۳) حسین (۴) طلحہ۔ (۵) عبداللہ (۶) قاسم (۷) عمر (۸) عبیداللہ (۹) عبدالرحمٰن (۱۰) اسماعیل (۱۱) محمدؐ۔ (۱۲) یعقوب (۱۳) جعفر (۱۴) حمزہ (۱۵) ابوبکر (۱۶) یزید اور لڑکیوں کے نام یہ ہیں (۱) اُم الحسن فاطمہ کبریٰ (۲) اُم الحسین رملہ (۳) فاطمہ صغریٰ (۴) اُمِ عبداللہ (۵) اُمِ سلمہ (۶) زینب (۷) رقیہ۔

الحاصل یہ مکتوب دو عنوان پر مرتب ہے۔

عنوانِ اوّل: اس عنوان میں تو پسرانِ حسنؑ کا بیان ہے۔ سو کُل پسران حسنؑ تعداد میں سولہ ہُوئے۔ جن میں سے عمدۃ الطالب فی انسابِ آل ابی طالب میں سید احمد کرمانی نے یوں بیان کیا ہے کہ نسل امام حسنؑ کو خُدا نے اُس کے ان چار لڑکوں (۱) زید (۲) حسن المثنیٰ۔ (۳) حسینؑ (۴) عُمر سے جاری کیا۔ لیکن بعد میں پھر عنقریب ہی اولادِ حسینؑ و عُمر کا خاتمہ ہُوا۔ بقایا

صرف زید اور حسنؑ المثنیٰ (یعنی کہ دو) کے عقاب دُنیا میں روشن ہُوئے۔ پھر ان میں سے اوّل زید بن الحسن ہے۔ اس کا تو صرف ایک ہی لڑکا اُبو محمد الحسنؑ نامی پیدا ہوا جس کی پشت سے یہ سات لڑکے (۱) قاسم (۲) علیؑ (۳) زید (۴) ابراہیم (۵) عبداللہ (۶) اسحٰق (۷) اسمٰعیل پیدا ہوئے سید احمد کرمانی نے کہا ہے کہ ابونصر البُخاری یوں کہتا ہے کہ ان ساتوں میں سے ان دو عبداللہ نامی و ابراہیم نامی کی نسل تو جاری ہی نہیں ہوئی اور بقایا تمام کی جاری ہے۔ دوم حسن المثنیٰ ابن الحسنؑ ہے۔ اس کے یہ پانچ لڑکے ہیں۔ (۱) عبداللہ المحض (۲) ابراہیم (۳) حسن المثلث (۴) جعفر (۵) داؤد۔ پس دُنیا میں اعقاب ان تمام کے روشن ہُوئے۔ اب میں نسلِ حسن کے اعقابی شجرہ کو پیش کرتا ہُوں۔

حسنؑ
- زید
  - ابو محمد الحسن
    - علی
    - زید
    - عبداللہ
    - ابراہیم
    - اسحاق
    - اسمٰعیل
- حسن المثنیٰ
  - عبداللہ
  - ابراہیم
  - حسن المثلث
  - جعفر
  - داؤد
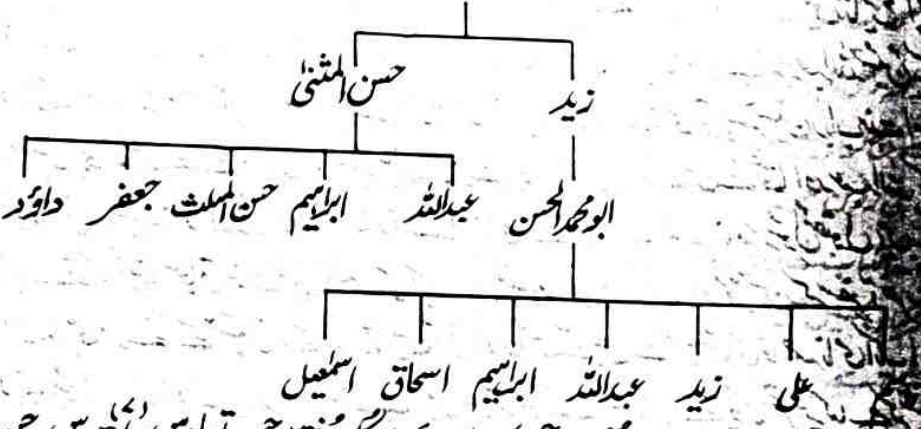
عنوانِ دوم: اس عنوان میں دُخترانِ حسن کا بیان ہے۔ سو کُل دُخترانِ حسن تعداد میں سات (۷) ہیں۔ جن کے بارہ میں آقا میرزا محمد مالک الکتاب نے اپنی کتاب بحر الانساب میں یوں بیان کیا ہے کہ اُن میں اوّل اُمِ عبداللہ ہے جو کہ امام زین العابدینؑ کے نکاح میں آئی اور امام زین العابدینؑ کی پشت سے اُس طاہرہ کے چار لڑکے ہُوئے جن کے نام یہ ہیں۔ عبداللہ الباہر۔ (۲) محمد الباقر (۳) حسن (۴) حسین دوم ام الحسن ہے۔ وہ عبداللہ بن زبیر کے نکاح میں آئی اور قتلِ عبداللہ کے بعد اس کو زید مدینہ میں لے کر آیا۔ سوم ام سلمہ ہے۔ نسابہ ابو اسحاق عمری کہتا ہے کہ عمر بن امام زین العابدین کے نکاح میں آئی۔ چہارم رقیہ ہے وہ عمرو بن منذر بن زبیر بن عوام کے نکاح میں آئی۔ الحاصل ان چار دُختران منکوحات کے سوا بقایا تین لڑکیوں (۱) زینب (۲) فاطمہ صغریٰ (۳) اُمُ الحسن رملہ کے اخبار سے

تمام کتبِ تواریخ خاموش ہیں۔ اب میں اولادِ اُمِّ عبداللہ کا شجرہ پیش کرتا ہُوں۔

حسنؑ

اُمِّ عبداللہ

عبداللہ الباہر — مُحمّد الباقر — حسنؑ — حُسینؑ

دوم ابوعبداللہ حُسینؑ سیدالشُہداءِ کربلا کا بیان ہے اور اُس کے بارہ میں تاریخ ابنِ خلدون جلد دوم کے ترجمۂ اُردو میں شہداءِ کربلا کے عنوان اسماء میں یوں مسطور ہے کہ ابوعبداللہ حُسینؑ کے دو لڑکے (۱) عبداللہ (۲) علی اکبر (دونوں) شہیدانِ کربلا ہیں۔ جن میں سے عبداللہ نامی تو پسرِ حسینؑ رباب بنتِ امراء القیس کلبی کے بطن سے ہے اور علی اکبر پسرِ حسینؑ لیلیٰ بنت ابی مُرّہ بن عروہ کے بطن سے تھا[1] اور عبداللہ کی ایک ہمشیرہ سکینہ نامی اور تھی۔ اور علامۂ وقت پیر نامی نے اپنی کتاب (نسب نامۂ رسُولِ مقبول) میں بیان کیا ہے کہ اُمِّ اسحاق بنتِ طلحہؓ حسینؑ کی ایک اور منکوحہ تھی جو کہ بعد ابو مُحمّد حسنؑ کے سفرِ آخرت میں راہی ہونے کے حُسینؑ کے نکاح میں آئی اور اُس کے بطن سے حُسینؑ کی فاطمہ نامی ایک اور لڑکی ہُوئی اور زوالِ ایران (نامِ کتاب) میں علاّمۂ وقت پیر نامی نے یُوں تحریر کیا ہے کہ شیعہ کی کتاب کافی میں منقول ہے کہ غنیمت میں ایک عورت ایرانی شہربانو حُسینؑ کو عطا ہوئی جس کے بطن سے علی عرف زین العابدین حُسینؑ کا ایک لڑکا ہُوا۔ اور جامع التواریخ میں مسطور ہے کہ میدانِ کربلا سے حُسینؑ کے دو لڑکے (۱) زین العابدین (۲) عُمر بچ کر واپس مدینہ میں آتے۔ پس اس بناء سے روشن ہُوا کہ حُسینؑ کی پانچ بیبیاں تھیں جن کے نام یہ ہیں (۱) ربابؑ بنتِ امراء القیس کلبی تھی۔ جس کے بطن سے عبداللہ نامی ایک لڑکا اور سکینہ نامی ایک لڑکی پیدا ہُوئے (۲) لیلیٰ بنت ابی مُرّہ تھی۔ جس کے بطن سے علی اکبر پیدا ہُوا۔ (۳) آمنہ تھی (۴) اُمِّ اسحاق بنتِ طلحہ تھی۔ جس کے بطن

[1] لیکن خلافتِ معاویہ و یزید (نامِ کتاب) میں امارتِ حج کے عنوان میں مولانا محمود احمد نے یوں بیان کیا ہے کہ اوّل حُسینؑ کی منکوحہ اور علی اکبر کی ماں آمنہ بنتِ میمونہ بنتِ ابوسفیان تھی۔

سے فاطمہ نامی ایک لڑکی ہُوئی (۵) شہربانو تھی۔ جس کے بطن سے امام زین العابدین اور احقر کی رائے میں چوتھا عُمر نامی اسی طاہرہ کا ہی لڑکا ہے۔ اب میں تمام پسران و دُخترانِ حُسینؑ کے شجرہ کو حسبِ تحت پیش کرتا ہُوں۔

ابوعبداللہ حُسینؑ

عبداللہ — سکینہ — علی اکبر — علی اصغر زین العابدین — عُمر — فاطمہ
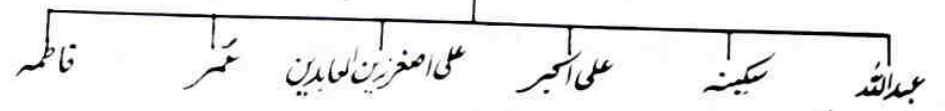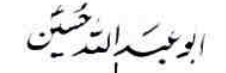
الحاصل یہ مکتوب دو عنوان پر مرتب ہے۔

عنوانِ اوّل: اس عنوان میں پسرانِ حُسینؑ کا بیان ہے۔ سو کُل پسرانِ حُسینؑ تعداد میں چار ہیں (۱) عبداللہ (۲) علی اکبر (۳) علی اصغر المشہور زین العابدین (۴) عُمر پس اُن میں سے عبداللہ و علی اکبر تو (دونوں) شہیدانِ کربلا میں سے تھے اور زین العابدین و عُمر (دونوں ہی) میدانِ کربلا سے بچ کر واپس مدینہ میں آئے۔ الحاصل دُنیا میں نسل اُن تمام میں سے صرف امام زین العابدین کی ہی روشن ہُوئی۔ لیکن اختلافِ علماءِ انساب کا اُس کے شمارِ پسران میں ہے۔ چنانچہ آقا میرزا محمّد ملک الکتاب نے اپنی کتاب (بحرالانساب) میں بیان کیا ہے کہ امام زین العابدین کے بارہ لڑکے اور آٹھ لڑکیاں تھیں جن میں چار (۱) مُحمّد باقر (۲) عبداللہ باہر (۳) حسنؑ (۴) حسینؑ تو اُمِّ عبداللہ فاطمہ کے بطن سے پیدا ہوتے اور بقایا سولہ لڑکے اور لڑکیاں ہیں۔ پس اُن لڑکوں کے نام یہ ہیں۔ (۱) امام محمد الباقر (۲) عبداللہ الباہر (۳) حسنؑ (۴) حسینؑ (۵) زید (۶) عمرالاشرف (۷) سلیمان۔ (۸) علی الاصغر۔ (۹) عبیداللہ۔ (۱۰) محمدالاصغر (۱۱) ہادی (۱۲) عبدالرحمٰن اور لڑکیوں کے نام یہ ہیں (۱) فاطمہؑ (۲) اُمِّ علی (۳) اُمِّ کلثوم (۴) اُمِّ موسیٰ (۵) خدیجہ (۶) اُمِّ الحسن (۷) اُمِّ الحسینؑ (۸) ملیکہ اور نسب نامۂ رسُولِ مقبول میں پیر نامی نے اُمِّ عبداللہ کے مقام پر اُمِّ الحسنؑ فاطمہؑ کو تحریر کیا ہے اور کتاب مافوق البیان بحرالانساب نامی میں بحوالۂ بہارُ الانوار (نامِ کتاب) یوں مسطور ہے کہ نسل امام زین العابدین کو خُدا نے اُس کو اُن تمام لڑکوں میں سے ان چھ لڑکوں (۱) امام مُحمّد الباقر (۲) عبداللہ الباہر۔ (۳) حسینؑ الاصغر (۴) زیدالشہید (۵) عمرالاشرف (۶) علی الاصغر سے روشن کیا ہے اور اس عنوان کے مطابق ہی رحمۃٌ للعالمین کی جلد دوم میں محمّد سلیمان نے بیان کیا ہے اور اسی

کو ہی عمدۃ الطالب فی انساب آلِ ابی طالب میں سید احمد کرمانی نے اختیار کیا ہے۔ اب میں امام زین العابدین کے نسلی شجرہ کو یہاں پیش کرتا ہُوں۔

امام زین العابدین

محمد الباقر — عبداللہ الباہر — حُسین الاصغر — زید الشہید — عمر الاشرف — علی الاصغر

عنوانِ دُوم :

اس عنوان میں دُخترانِ حُسین کا بیان ہے۔ پس کُل دخترانِ حُسین شمار میں دو ہیں۔ (۱) سکینہ (۲) فاطمہ[1] اُن میں سے اوّل سکینہ ہے جس کے بارہ میں رحمۃ للعالمین کی جلد دوم کے بابِ اوّل کی فصلِ سوم کے عنوانِ حسین بن علی امیر المومنین کے حاشیہ میں یُوں مسطور ہے۔ مُخصبہ منکوحۂ علیؑ بن ابو طالب کا اصلی نام محیات تھا اور اس کی دوسری ہمشیرہ رباب نامی حسینؑ بن علیؑ امیر المومنین کے نکاح میں تھی۔ جس کے بطن سے سکینہ بنتِ حسینؑ پیدا ہوئی۔ اور مؤرخین نے نام اُس کا اُمیمہ یا امینہ یا آمنہ بیان کیا ہوا ہے۔ اور اُس کے کئی نکاح ہوئے۔ اوّل نکاح اُس کا عبداللہ بن حسنؑ کے ساتھ ہُوا۔

لیکن باب الاعوان کے بابِ اوّل کی فصل تیرہویں (یعنی عنوانِ کفود ناطہٖ اعوان) میں مولٰنا مولوی نورالدین نے زبیر سے ایک روایتِ عربی کو تحریر کیا ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اوّل سکینہ بنتِ حُسین کا نکاح عبداللہ بن حسن کے ساتھ ہُوا۔ اور دوسرا نکاح اُس کا مصعب بن زبیر بن عوام اسدی کے ساتھ اُس کے برادر علیؑ بن حسینؑ نے کیا اور تیسرا نکاح اُس کا عبداللہ بن عثمان خزامی کے ساتھ ہُوا۔ اور چوتھا زید بن عمرو بن عثمان بن عفان کے ساتھ ہوا اور پانچواں اصبغ بن عبدالعزیز بن عبدالملک بن مروان کے ساتھ ہُوا۔ علامۂ وقت پیر نامی نے اپنی کتاب (نسب نامۂ رسُولِ مقبول) میں تحریر کیا ہے کہ مصعب بن زبیر کی پشت سے سکینہ بنتِ حُسینؑ کا عیسیٰ نامہ ایک لڑکا ہُوا۔ پھر عبداللہ بن عثمان خزامی کی پشت سے اُس کا عثمان نامی ایک اور لڑکا ہُوا۔ اور وہ قرین کے نام پر مشہور تھا[1]۔ دوم فاطمہ بنتِ

[1] لیکن خلافت معاویہ و یزید (نام کتاب) میں مسطور ہے کہ اس کی ربیحہ نامی ایک ہمشیرہ تھی جو کہ عباس بن الولید بن عبدالملک بن مروان کے نکاح میں آئی۔

حُسینؑ تھی جو کہ اوّل حسن المثنیٰ بن حسنؑ کے نکاح میں آئی۔ پھر عبداللہ بن عمرو بن عثمان کے نکاح میں آئی۔ جس کی پشت سے فاطمہ بنتِ حسینؑ کے گیارہ لڑکے لڑکیاں ہوئے۔ جن میں سے لڑکوں کے نام یہ ہیں۔ ۱۔ عبدالعزیز۔ ۲۔ خالد۔ ۳۔ محمد الاکبر۔ ۴۔ محمد الاصغر۔ ۵۔ قاسم۔ ۶۔ عمر اور لڑکیوں کے نام یہ ہیں۔ ۱۔ اُمِّ عبداللہ۔ ۲۔ رقیہ۔ ۳۔ سعدہ۔ ۴۔ عائشہ۔ ۵۔ آمنہ اور لڑکوں میں سے محمد الاصغر کا وزرع نامی ایک لڑکا ہُوا جس کو ابو جعفر منصور عباسی نے بنو فاطمیہ کے ساتھ پکڑوا کر مارا تھا۔ اور عمر کا صرف عبداللہ نامی ایک ہی لڑکا تھا اور وہ بڑا ایک عربی نامور شاعر ہُوا۔
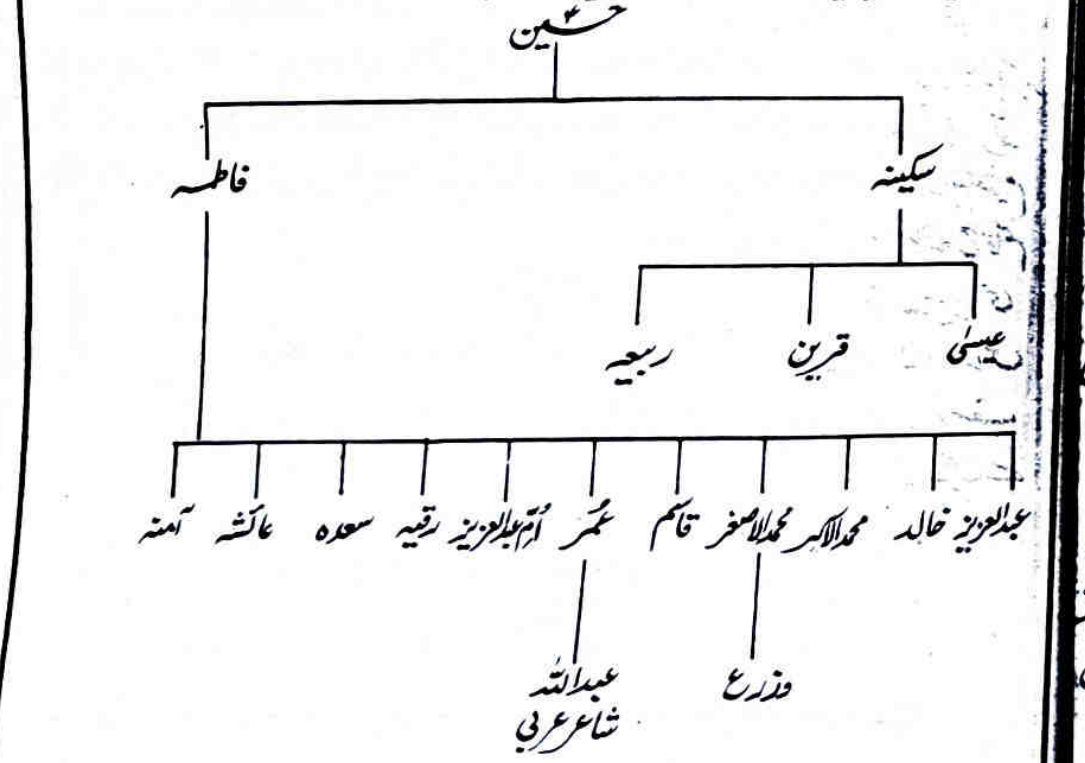
اب میں اولادِ سکینہ و فاطمہ کا شجرہ پیش کرتا ہُوں۔

حسینؑ

سکینہ — فاطمہ

سکینہ: عیسیٰ — قرین — ربیعہ

فاطمہ: عبدالعزیز — خالد — محمد الاکبر — محمد الاصغر — قاسم — عمر — اُمِّ عبدالعزیز — رقیہ — سعدہ — عائشہ — آمنہ

محمد الاصغر: وزرع

عمر: عبداللہ شاعرِ عربی

مکتوبِ سوم

اس میں دختران فاطمہ بنتِ رسولؐ کا بیان ہے جن میں سے اوّل زینب الکبریٰ کا بیان ہے۔ سو اُس کے بارہ میں قاضی محمد سلیمان منصور پوری نے اپنی کتاب رحمۃ للعالمین جلد دوم کے باب اوّل کی فصل دوم کے عنوان فاطمہ بنتِ رسولؐ کے بیان میں یوں تحریر کیا ہے۔ کہ اس کا نکاح عبداللہ بن جعفر طیارؓ کے ساتھ ہوا جس کی پشت سے زینب الکبریٰ کے بطن سے صرف عُدّی نام کا ایک ہی لڑکا پیدا ہوا جو کہ شہید کربلا ہوا۔ لیکن علامۂ وقت پیر نامی کی کتاب (نسب نامۂ رسولِ مقبول) کے پڑھنے سے یُوں روشن ہوتا ہے کہ عُدّی کے سوا زینب الکبریٰ کے چار لڑکے اور ایک لڑکی اور تھے۔ جن کے نام یہ ہیں۔ ۱۔ جعفر الاکبر ۲۔ علی۔ ۳۔ عون الاکبر۔ ۴۔ عباس۔ ۵۔ اُمِّ کلثوم اور ان چاروں لڑکوں میں سے جعفر الاکبر تو بے عقب ہی سفرِ آخرت کا راہی بنا۔ اور عون اکبر بے عقب ہی شہید کربلا ہوا۔ اور اُمِّ کلثوم کے بارہ میں عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب میں۔ احمد کرمانی نے تحریر کیا ہے۔ اس کا نکاح قاسم بن محمد بن جعفر بن ابوطالب کے ساتھ ہوا۔ جس کی پشت سے اُس کے بطن سے بقول پیر نامی فاطمہ نامی ایک لڑکی ہوئی جو کہ اوّل حمزہ بن عبداللہ بن زبیر بن العوام کے نکاح میں آئی۔ بعد اس کے وہ طلحہ بن عمر بن عبداللہ کے نکاح میں آئی۔ بعد قاسم کے اُمِّ کلثوم بنتِ عبداللہ حجاج بن یوسف کے نکاح میں آئی۔ پھر وہ ابان بن عثمان امیر المومنین کے نکاح میں آئی جس کی پشت سے اُس کے بطن سے عبدالرحمٰن وغیرہ کئی لڑکے ہوتے۔ اب میں اولادِ زینب الکبریٰ کا شجرہ حسبِ تحت پیش کرتا ہوں۔

- زینب الکبریٰ
  - عُدّی
  - جعفر الاکبر
  - علی
  - عون الاکبر
  - عباس
  - اُمِّ کلثوم
    - فاطمہ
    - عبدالرحمٰن
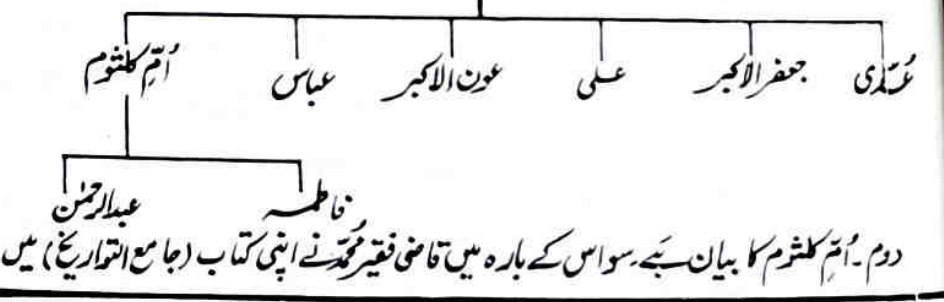
دوم۔ اُمِّ کلثوم کا بیان ہے۔ سو اس کے بارہ میں قاضی فقیر محمد نے اپنی کتاب (جامع التواریخ) میں

تحریر کیا ہے کہ اوّل اس کا نکاح عمر فاروق سے ہوا اُس کی پشت سے اس کے بطنِ پاک سے زید نامی صرف ایک ہی لڑکا پیدا ہوا۔ لیکن علامۂ وقت پیر نامی نے اپنی کتاب (نسب نامۂ رسولِ مقبول) میں یوں تحریر کیا ہے کہ جنابِ عمرؓ کی پشت سے اُمِّ کلثوم کے دو افراد (یعنی کہ زید نامی ایک لڑکا اور رقیہ نامی ایک لڑکی پیدا ہوئے۔ جن میں سے زید تو بے عقب ہی سفرِ آخرت کا راہی بنا۔ پھر بعد شہادتِ عمرؓ کے جنابہ اُمِّ کلثوم محمد بن جعفر طیار بن ابی طالب کے نکاح میں آئی جس کی پشت سے اُس کے بطنِ پاک سے دو لڑکے۔ ۱۔ عبداللہ، ۲۔ قاسم پیدا ہوتے جن میں سے۔ اوّل قاسم کا نکاح اُمِّ کلثوم بنتِ زینب الکبریٰ بنتِ فاطمہ بنتِ رسولؐ کے ساتھ ہوا اور قاسم کی پشت سے فاطمہ نامی صرف ایک ہی لڑکی پیدا ہوئی۔ اوّل یہ حمزہ بن عبداللہ بن زبیر بن العوام کے نکاح میں آئی۔ بعد قاسم کے اُمِّ کلثوم بنتِ عبداللہ حجاج بن یوسف کے نکاح میں آئی۔ پھر وہ ابان بن عثمان امیر المومنین کے نکاح میں آئی اور ابان کی پشت سے اس کے بطن سے عبدالرحمٰن وغیرہ پیدا ہوتے جیسا کہ پیشتر تحریر ہو چکا ہے۔ اب اُمِّ کلثوم کے بطنی شجرہ کو میں پیش کرتا ہوں۔

- اُمِّ کلثوم
  - زید
  - رقیہ
  - عبداللہ
  - قاسم
    - فاطمہ
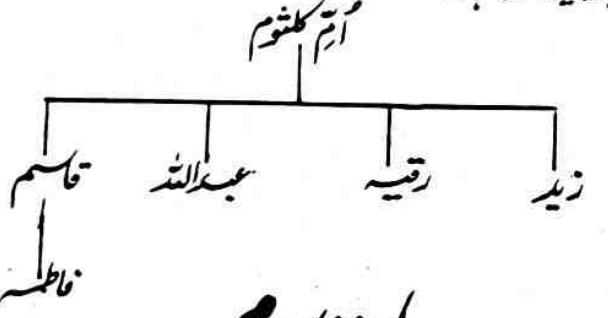
طبقۂ سوم

اس میں سیادتِ علویہ کا بیان ہے۔ پس یہ طبقہ ایک تمہید تین مکتوبات پر مرتب ہے۔

تمہید: اس میں سیادتِ علویہ پر صحیح روایات کے پیش کرنے کا بیان ہے۔ سو اس کے بارہ میں آلِ امجاد کے نورِ سوم میں بروایت حسنؓ بن علیؓ امیر المومنین یوں مسطور ہے۔ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) قَالَ یَا اَنَسُ اُدْعُ لِیْ سَیِّدَ الْعَرَبِ عَلِیًّا فَقَالَتْ عَائِشَۃُ اَلَسْتَ سَیِّدَ الْعَرَبِ فَقَالَ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ وَعَلِیٌّ سَیِّدُ الْعَرَبِ۔ حسن

ابن عبّاسؓ سے روایت ہے کہ تحقیق رسولِ خدا نے فرمایا اے انس بُلا میرے پاس تو علی سردارِ عرب کو۔ پس کہا عائشہؓ نے کیا سردارِ عرب کو تو آپ نے کہا میں تو بنی آدم کا سردار ہوں۔ اور علیؓ عرب کا سردار ہے۔ روایت کیا اس کو طبرانیؒ نے کبیر میں۔ پس اس روایت سے روشن ہُوا کہ جب علی امیرالمومنین سیّدِ عرب ہے تو پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ اس کے لڑکے اور لڑکیاں ساداتِ عرب نہ ہوں۔ حالانکہ قانونِ قدرت کا یہ پختہ دستور ہے کہ باپ پر ہی اس کے تمام لڑکے اور لڑکیاں ہُوا کرتی ہیں۔

مکتوبِ اوّل: اس مکتوب میں ازواج و اولادِ علی امیرالمومنین بن ابوطالب کا بیان ہے۔ سو اس کے بارہ میں تاریخ ابنِ خلدون کتابِ ثانی جلد چہارم کے اُردو ترجمہ احمد حسین و جامع التواریخ فارسی و رحمۃ للعالمین جلد دوم کے بابِ اوّل کی فصلِ دوم کے عنوان بنو عبدالمطلب کے بیان میں یوں مسطور ہے کہ اس کے نکاح میں نو بیبیاں آئیں جن میں سے اوّل سیّدۃ النساء العالمین فاطمہ بنتِ رسولؐ ہے جس کے بطنِ پاک سے خدا نے تین لڑکے اور تین لڑکیوں کو روشن کیا۔ جن کے اسماء پاک یہ ہیں۔
۱۔ امام حسنؑ۔ ۲۔ امام حسینؑ۔ ۳۔ محسن۔ ۴۔ زینب الکبریٰ۔ ۵۔ اُمِ کلثوم۔ ۶۔ رقیہ دوسری ام البنین بنتِ حرام ہے۔ جس کے بطنِ پاک سے چار لڑکے۔ ۱۔ جعفر۔ ۲۔ عبداللہ۔ ۳۔ عباس۔ ۴۔ عثمان پیدا ہوئے۔ تیسری لیلیٰ بنتِ مسعود ہے۔ جس کے بطنِ پاک سے دو لڑکے۔ ۱۔ عبداللہ۔ ۲۔ ابوبکر پیدا ہوتے چوتھی اسماء بنتِ عمیس خثعمیہ ہے۔ جس کے بطنِ پاک سے یہ لڑکے۔ ۱۔ محمد اصغر۔ ۲۔ عون۔ ۳۔ یحییٰ ہُوتے پانچویں امامہ بنتِ ابی العاص بن ربیعہ ہے۔ جس کے بطنِ پاک سے محمّد اوسط نامی ایک لڑکا پیدا ہُوا۔ چھیویں خولہ بنتِ جعفر ہے جس کے بطنِ پاک سے محمد بن حنفیہ (محمد الاکبر) پیدا ہُوا۔ ساتویں صہبا بنتِ جعفر ہے جس کے بطنِ پاک سے ایک لڑکا عمر نامی اور ایک لڑکی رُقیہ ہیں۔ آٹھویں اُمِ سعید بنتِ عروہ بن مسعود ہے۔ جس کے بطنِ پاک سے تین لڑکیاں۔ ۱۔ اُمُّ الحسن ۲۔ رملۃ الکبریٰ۔ ۳۔ اُمِ کلثوم صغریٰ ہوئیں۔ نانویں مخبعہ بنتِ امراء القیس ہے۔ اس کے بطنِ پاک سے ایک لڑکی حارثہ پیدا ہوئی جس کا لڑکپن میں ہی خاتمہ ہو چکا تھا۔

الحاصل بحوالہ ابنِ خلدون جلد چہارم و جامع التواریخ یہ روشن ہُوا کہ ازواجِ علی امیرالمومنین تعداد میں کُل نو تھیں جن کے ابطانِ پاک سے اُس کے پندرہ لڑکے آٹھ لڑکیاں ہُوئیں جن میں سے لڑکوں

کے نام یہ ہیں ۱۔ امام حسنؑ۔ ۲۔ امام حسینؑ۔ ۳۔ محسن۔ ۴۔ عبداللہ۔ ۵۔ عثمان۔ ۶۔ جعفر۔ ۷۔ عباس۔ ۸۔ عبیداللہ۔ ۹۔ ابوبکر۔ ۱۰۔ محمد اصغر۔ ۱۱۔ یحییٰ۔ ۱۲۔ عون۔ ۱۳۔ محمد اوسط۔ ۱۴۔ محمد اکبر المشہور محمد بن الحنفیہ۔ ۱۵۔ عمر۔ اور لڑکیوں کے نام یہ ہیں۔ ۱۔ زینب۔ ۲۔ اُمِ کلثوم۔ ۳۔ رقیۃ الکبریٰ۔ ۴۔ رقیۃ الصغریٰ۔ ۵۔ اُمِ الحسن۔ ۶۔ رملۃ الکبریٰ۔ ۷۔ اُمِ کلثوم صغریٰ۔ ۸۔ حارثہ۔ قاضی محمد سلیمان نے اپنی کتاب رحمۃ للعالمین جلد دوم کے بابِ اوّل کی فصلِ دوم کے عنوان علی امیرالمومنین میں کہا ہے کہ علی امیرالمومنین کی ان لڑکیوں کے سوا جو کہ اُوپر بیان ہو چکی ہیں۔ جواری یارہ لڑکیاں اور ہیں جن کے نام یہ ہیں۔ ۱۔ زینب الصغریٰ۔ ۲۔ رملۃ الصغریٰ۔ ۳۔ خدیجہ اُمِ الکہرام۔ نفیسہ۔ ۵۔ فاطمہ۔ ۶۔ اُمِ جعفر۔ ۷۔ اُمِ سلمہ۔ ۸۔ اُمِ ہانی۔ ۹۔ جمانہ۔ ۱۰۔ میمونہ۔ ۱۱۔ امامہ۔

مکتُوبِ دوم

اِس مکتُوبِ دوم میں پسرانِ علیؑ امیرالمومنین بن ابوطالب کا بیان ہے۔ سو وہ تعداد میں تو کُل پندرہ یا اٹھارہ ہیں۔ لیکن دُنیا میں اعقاب اُن تمام میں سے باتفاقِ تمام علماءِ انساب صرف اُن پانچ ۱۔ حسن۔ ۲۔ حسین۔ ۳۔ محمد الاکبر (المشہور بن الحنفیہ) ۴۔ عمر الاطراف۔ ۵۔ عباس کے جاری ہُوئے۔ پھر اُن پانچ میں سے ان دو۔ ۱۔ حسن۔ ۲۔ حسین کے اعقاب تو اسی قسمت دوم میں طبقۂ دوم کے مکتوب دوم (یعنی کہ سیادتِ فاطمیہ کے عنوان) میں تحریر ہو چکے ہیں۔ اور بقایا ان تینوں ۱۔ محمد الاکبر (ابن الحنفیہ) ۲۔ عباس۔ ۳۔ عمر الاطراف کے اعقاب کو مَیں نے قسمتِ سوم کے عنوانِ اوّل کی تحقیق اوّل و دوم و سوم میں تحریر کیا ہے۔

مکتُوبِ سوم

اِس مکتُوبِ سوم میں دُختران علی امیرالمومنین کا بیان ہے۔ سو وہ تعداد میں کُل ۱۹ ہیں۔ جن میں سے حارثہ کا تو لڑکپن میں ہی خاتمہ ہو چکا تھا۔ سو بقایا لڑکیاں اٹھارہ ہیں جن میں سے زینب الکبریٰ کے بارہ میں قاضی محمد سلیمان نے اپنی کتاب رحمۃ للعالمین جلد دوم کے بابِ اوّل کی فصل دوم کے عنوان فاطمہ بنتِ رسولؐ کے بیان میں یوں تحریر کیا ہے کہ اُس کا نکاح عبداللہ بن جعفر

طیار کے ساتھ ہُوا۔ اور اُمّ کلثوم کے بارہ میں قاضی فقیر محمد نے اپنی کتاب جامع التواریخ میں تحریر
ہے کہ اوّل اُس کا نکاح عمرِ فاروق امیرالمومنین کے ساتھ ہُوا اور آقا میرزا محمد خان ملک الکتاب
اپنی کتاب بحرالانساب میں بیان کیا ہے کہ رملۃ[3] الکبریٰ ہیاج بن عبیداللہ بن ابوسفیان بن حارث بن
عبدالمطلب کے نکاح میں آئی اور اُمّ الحسن[4] جعدہ بن ہبیرہ کے نکاح میں آئی۔ بعدہٗ وہ جعفر بن عقیل
کے نکاح میں آئی پھر وہ عبداللہ بن زبیر کے نکاح میں آئی۔ اور رقیہ[5] مُسلم بن عقیل کے نکاح میں
آئی۔ اور اُس کے بطنِ پاک سے عبداللہ و علیؑ پیدا ہُوئے جو کہ کربلا میں شہید ہُوئے۔ المطلب علی
امیرالمومنین کی ان لڑکیوں کے سوا جو اری لڑکیوں کے بارہ میں آقا میرزا محمد ملک الکتاب نے
اپنی کتاب بحرالانساب میں یوں بیان کیا ہے کہ اُن لڑکیوں میں سے اوّل امامہ ہے جو کہ صلت
بن عبداللہ بن نوفل بن حارث کے نکاح میں آئی۔ دوّم[2] نفیسہ ہے اور وہ کثیر بن عباس کے
نکاح میں آئی۔ سوّم[3] زینب صغریٰ ہے اور وہ محمد بن عقیل بن ابوطالب کے نکاح میں آئی چہارم[4]
خدیجہ اُمّ الکرام ہے اور وہ عبدالرحمٰن بن عقیل کے نکاح میں آئی۔ پنجم[5] فاطمہ ہے اور وہ
محمد بن ابوسعید بن عقیل کے نکاح میں آئی۔ ششم اُمّ ہانی ہے اور وہ عبداللہ بن عقیل کے نکاح میں
آئی۔ ہفتم[7] میمونہ ہے اور وہ عبداللہ بن محمد بن عقیل کے نکاح میں آئی۔ ہشتم[8] رملۃ الصغریٰ ہے۔ سو
اُس کے بارہ میں خلافتِ معاویہ و یزید (نامِ کتاب) میں عباسی محمود احمد نے بحوالہ جمرۃ الانصاب ابن حزم
یوں تحریر کیا ہے کہ وہ معاویہ بن مروان کے نکاح میں آئی۔ اور بقایا علی امیرالمومنین کی یہ پانچ لڑکیاں
۱۔ اُمّ کلثوم صغریٰ (۲) رقیہ (۳) اُمّ جعفر (۴) اُمّ سلمہ (۵) جمانہ ہیں جن کے اخبار کتب التواریخ میں نہیں
آئے۔ علامۂ وقت پیر نامی نے اپنی کتاب نسب نامۂ رسُول مقبولؐ میں بیان کیا ہے کہ
علی امیرالمومنین کی اِن آٹھ لڑکیوں میں سے محمد بن عقیل بن ابوطالب کی پُشت سے زینب الصغریٰ
کے بطنِ پاک سے یہ تین لڑکے ۱۔ قاسم۔ ۲۔ عبداللہ۔ ۳۔ عبدالرحمٰن پیدا ہُوئے۔ اور عبدالرحمٰن بن
عقیل کی پُشت سے خدیجہ (۲) اُمّ الکرام کے بطنِ پاک سے سعید نامی صرف ایک ہی لڑکا پیدا ہُوا۔
اور ابوسعید بن عقیل کی پُشت سے فاطمہ[3] کے بطنِ پاک سے محمد نامی ایک ہی لڑکا پیدا ہُوا۔ اور
عبداللہ بن عقیل کی پُشت سے اُمّ[4] ہانی کے بطنِ پاک سے ایک لڑکا محمد نامی اور یہ دو لڑکیاں
۱۔ رقیہ۔ ۲۔ اُمّ کلثوم پیدا ہُوئیں۔

اب اولادِ علی امیرالمومنین بن ابوطالب کے شجرہ کو میں حسبِ تحت پیش کرتا ہُوں۔

علی امیرالمومنین

امام حسن | امام حسین | محسن | جعفر | عبداللہ | عباس | عمراصغر | عثمان | عبیداللہ | ابوبکر | محمداصغر | عون | یحییٰ | محمداوسط | محمداکبر | عمراطرف

زینب الکبریٰ | ام کلثوم | ام الحسن | رملۃ الکبریٰ | رقیہ | رقیۃ الصغریٰ | زینب الصغریٰ | رملۃ الصغریٰ | نفیسہ | فاطمہ | خدیجہ ام الکرام | جمانہ | ام جعفر | ام سلمہ | ام ہانی | میمونہ | امامہ

قسمتِ سوم: یہ مرتب ہے تین عنوانات پر۔ عنوانِ اوّل۔ یہ مرتب ہے تین تحقیقات پر۔

اس میں اولادِ ابوالقاسم محمد ابن الحنفیہ بن علی امیرالمومنین کا بیان ہے۔ سو اس بارہ میں

تحقیقِ اوّل: قاضی محمد سلیمان منصور پوری نے اپنی کتاب رحمۃ للعالمین جلد دوم کے بابِ اوّل کی فصلِ دوم کے عنوان ابوالقاسم محمد کے بیان میں یوں بیان کیا ہے کہ وہ خلافتِ فاروقی ۱۸ھ میں پیدا ہوا۔ اور یکم محرم الحرام ۸۱ھ میں بعمر ۶۳ برس سفرِ آخرت کا راہی بنا۔ اور عمدۃ الطالب فی انساب آلِ ابی طالب (نام کتاب) کی فصلِ سوم (یعنی کہ عقب محمد بن علی امیرالمومنین کے عنوان) میں سید احمد کرمانی نے بیان کیا ہے کہ وہ محمد ابن الحنفیہ کے نام پر مشہور ہے۔ اس لئے کہ اس کی ماں بنو حنفیہ سے تھی۔ اور اس کا نسب بروایت شیخ الشرف ابوالحسن محمد احمد کرمانی نے یوں تحریر کیا ہے۔ خولہ اُمِّ محمد بنتِ جعفر بن قیس بن مسلم بن عبداللہ بن ثعلبہ بن یربوع بن ثعلبہ بن الدائل بن حنفیہ ابن الجیم ہے اور بروایت شیخ ابونصر البخاری وہ تحریر کرتا ہے کہ خولہ بنتِ قیس بن جعفر بن قیس بن مسلمہ ہے اور اُمِّ خولہ بنتِ عمرو بن ارقم الحنفی تھی۔ اور بحوالہ معارفِ ابن قتیبہ (نام کتب) زاد الاعوان میں مولانا محمد نور الدین نے یوں بیان کیا ہے کہ محمد الاکبر کے دس لڑکے تھے جن میں سے چھ تو اس کی منکوحہ اُمِّ ولد سے ہوئے جن کے نام یہ ہیں۔ ۱۔ حسن۔ ۲۔ عبداللہ۔ ۳۔ ابوہاشم ۴۔ جعفر اکبر۔ ۵۔ حمزہ۔ ۶۔ علیؑ اور دو لڑکے اس کی منکوحہ اُمِّ جعفر سے ہوئے جن کے نام یہ ہیں۔ ۱۔ جعفر اصغر ۲۔ عون اور دو لڑکے اس کی تیسری منکوحہ (جس کے نام میں اختلاف ہے) کے بطن سے ہوئے جن کے نام یہ ہیں۔ ۱۔ قاسم۔ ۲۔ ابراہیم، اور تقریب (نامِ کتاب) کے باب المیم میں مسطور ہے کہ محمد الاکبر کا عُمر نامی ایک اور لڑکا تھا لیکن وہ بے پتہ ہے۔ المطلب اس بنا سے روشن ہوا کہ محمد الاکبر کے کُل (۱۱) لڑکے ہوتے۔ لیکن قاضی محمد سلیمان نے اپنی کتاب (رحمۃ للعالمین جلد دوم کے بابِ اوّل کی فصلِ دوم کے عنوانِ محمد الاکبر کے بیان میں) بیان کیا ہے کہ اولادِ ابوالقاسم محمد کی تعداد ۲۴ تھی جن میں سے ۱۴ لڑکے تھے۔ پھر اُن میں سے نسل اُن تین کی جاری ہوئی جن کے نام یہ ہیں۔ ۱۔ ابوہاشم۔ ۲۔ علی لیکن اس مؤلف احقر کی تحقیق میں بجائے ابوہاشم کے عبداللہ کو روایت کرنا درست ہے اس لئے کہ آقا میرزا محمد ملک الکتاب نے اپنی کتاب (بحرالانساب) کے عنوانِ ابوالقاسم محمد بن علی بن ابوطالب کے بیان میں تحریر کیا ہے کہ ابوہاشم تو بے عقب ہی سفرِ آخرت کا راہی بنا۔ البتہ ہاں نسل عبداللہ بن محمد الاکبر کو ہم کتب انساب و تواریخ میں پاتے ہیں۔ جیسا کہ تاریخ ابنِ خلدون جلد بارہویں کے اُردو ترجمہ احمد حسن

کے عنوان صوفی ابراہیم عمری میں یوں مسطور ہے کہ ابراہیم بن محمد بن یحییٰ بن عبداللہ بن محمد الاکبر بن علی بن ابوطالب مصر کے مقام صعید میں ۲۶۰ھ کو اپنی سپاہ تیار کر کے عمری کے ساتھ لڑائی کرنے پر تیار ہوا۔ پس اس تحقیق سے روشن ہوا کہ نسلِ محمد الاکبر اس کے تین لڑکوں سے جاری ہوئی جن کے نام یہ ہیں۔ ۱۔ عبداللہ۔ ۲۔ جعفر۔ ۳۔ علی۔ لیکن عمدۃ الطالب فی انساب آلِ ابی طالب (نامِ کتاب) کی فصلِ سوم (یعنی کہ عنوانِ عقب محمد بن علی امیرالمومنین) کے بیان میں سید احمد کرمانی نے یوں بیان کیا ہے کہ محمد الاکبر کے کُل ۱۴ لڑکے تھے۔ جن میں سے نسل دو لڑکوں کی جاری ہوئی۔ جن کے نام یہ ہیں۔ ۱۔ جعفر۔ ۲۔ علی۔ پھر اُن میں سے جعفر کا تو عبداللہ نامی ایک لڑکا ہوا۔ اور ایک ہی لڑکا علی کا ابومحمد الحسن ہوا تھا جس کے دو لڑکے ہوتے۔ ۱۔ محمد۔ ۲۔ علی اور بحرالانساب میں اعقابِ محمد الاکبر کے بیان میں یوں مسطور ہے کہ اس علی کا عون نامی ایک لڑکا تھا بحرالجمال (نام کتاب) میں سید محبوب شاہ نے عون سے نیچے بوساطت ملک آصف ناویں پشت پر ایک نفسِ پاک میر مسعود سعید الدین نامی کو تحریر کیا ہے۔ اب میں ان کتب انساب سے (جو کہ اوپر بیان ہو چکی ہیں) عقب محمد الاکبر عرف ابن حنفیہ سے صوفی ابراہیم کے نسب کو بروایتِ ابنِ خلدون جلد بارہویں و عقیل کے نسب کو بروایت عمدۃ الطالب فی انساب آلِ ابی طالب و سالارِ مسعود (سعید الدین) کے نسب کو بروایت بحرالجمال حسبِ تحت پیش کرتا ہوں۔

محمد الاکبر
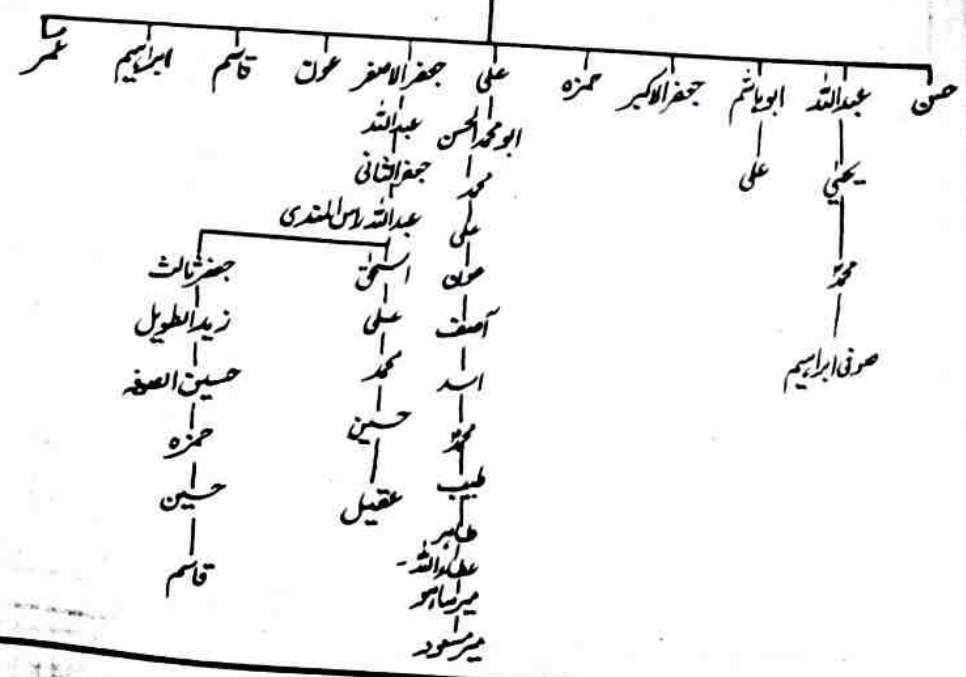
- حسن
- عبداللہ
  - یحییٰ
    - محمد
      - صوفی ابراہیم
- ابوہاشم
  - علی
- جعفر الاکبر
- حمزہ
- علی
  - ابومحمد الحسن
    - محمد
      - علی
        - عون
          - آصف
            - اسد
              - محمود
                - طیب
                  - طاہر
                    - عبداللہ
                      - میر ساہو
                        - میر مسعود
- جعفر الاصغر
  - عبداللہ
    - جعفر الثانی
      - عبداللہ راس المذری
        - اسحاق
          - علی
            - محمد
              - حسین
                - عقیل
        - جعفر ثالث
          - زید الطویل
            - حسین الصغر
              - حمزہ
                - حسین
                  - قاسم
- عون
- قاسم
- ابراہیم
- عُمر
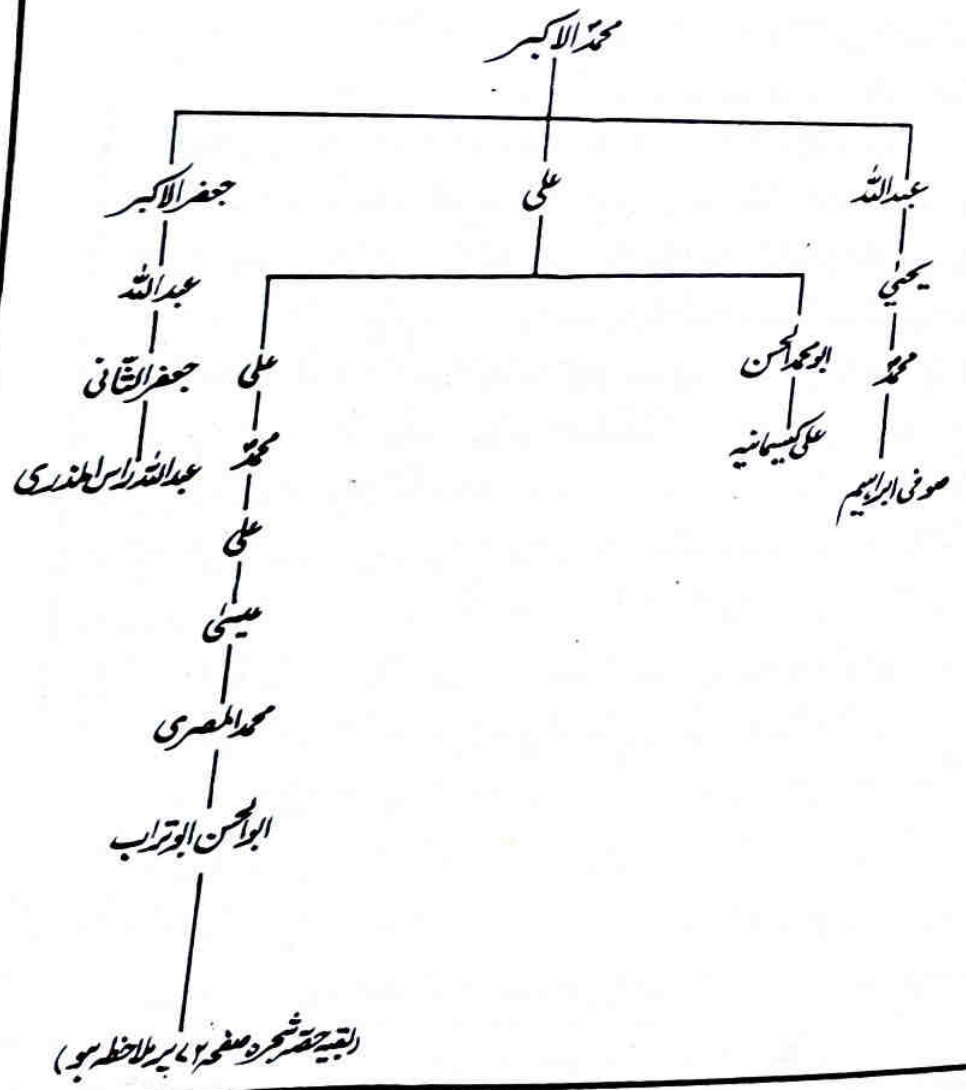
لیکن عمدۃ الطالب فی انساب آلِ ابی طالب میں سید احمد کرمانی نے بیان کیا ہے کہ محمد ان الاکبر کے تمام لڑکوں میں سے نسل صرف دو لڑکوں کی جاری ہوئی۔ جن کے نام یہ ہیں۔ ۱۔ علی ۔ ۲۔ جعفر۔ پھر اُن میں سے جعفر کا لڑکا عبداللہ صاحبِ نسل ہُوا۔ اور اس کا لڑکا جعفر الثانی اور اس کا عبداللہ راس المندری ہُوا ۔ پھر اس راس المندری کے بارہ میں سید احمد کرمانی نے یوں لکھا ہے کہ اس کے صاحبِ نسل تو نو لڑکے تھے لیکن اس نے بیان ان چھ ۱۔ علی ۔ ۲۔ جعفر الثالث ۔ ۳۔ ابراہیم ۔ ۴۔ عیسیٰ ۔ ۵۔ اسحٰق ۔ ۶۔ قاسم کے اعقاب کو کیا ہے۔ پھر ان میں سے علی بن راس المندری کا لڑکا محمد العوید ہے اور اس کا لڑکا قاسم اور اس کا ابوالحسن احمد۔ اور اس کا ابو محمد الحسن ہُوا ۔ اور جعفر الثالث بن راس المندری کے پانچ لڑکے ہیں جن کے نام یہ ہیں ۔ ۱۔ زید الطویل۔ ۲۔ علی ۔ ۳۔ موسیٰ ۔ ۴۔ عبداللہ ۔ ۵۔ ابراہیم ۔ پھر ان میں سے زید الطویل کا لڑکا حسین صوفہ ہُوا۔ اور اس کا لڑکا حمزہ ہُوا۔ جس کے دو لڑکے ہیں ۔ ۱۔ احمد الداعی ۔ ۲۔ ابی القاسم حسین۔ پھر ان میں سے احمد الداعی کا لڑکا عبداللہ ہُوا اور اس کا محمد الصیاد ہُوا ۔ اور علی بن جعفر الثالث کا لڑکا صاحبِ نسل عباس ہُوا ۔ اور اس کا لڑکا حسین ہُوا ۔ اور اس کا لڑکا ابو علی المحمدی الطویل حسن ہُوا ۔ اور موسیٰ بن جعفر ثالث کے دو لڑکے ہیں ۔ ۱۔ ابوالقاسم عرقالہ ۔ ۲۔ زید الشعرانی اور عبداللہ بن جعفر ثالث کے دو لڑکے ہوتے ۔ ۱۔ علی ۔ ۲۔ محمد۔ پھر ان میں سے علی بن عبداللہ کا لڑکا محمد ہُوا ۔ اور ابراہیم بن راس المندری کے دو لڑکے ہیں۔ جن کے نام یہ ہیں ۔ ۱۔ ابی علی محمد النسابہ ۔ ۲۔ عبداللہ۔ پھر ان میں سے ابی علی محمد النسابہ بن ابراہیم کے دو لڑکے ہیں ۔ ۱۔ احمد ملیلجہ ۔ ۲۔ علی ۔ پھر ان میں سے احمد ملیلجہ کا لڑکا محمد ہے اور اس کا لڑکا حسن اور اس کا ابوالفوارس منفصل تھا ۔ اور علی بن ابی علی محمد النسابہ کے یہ دو لڑکے ہیں۔ ۱۔ طاہر ۔ ۲۔ ابراہیم ۔ پھر ان میں سے طاہر کا لڑکا ابوالحسن علی الحرانی ہُوا ۔ اور ابراہیم کا لڑکا محمد ہُوا۔ اور اس کا شریف الدین ابوالقاسم المحسن ہُوا ۔ اور عیسیٰ بن راس المندری کا لڑکا علی ہُوا ۔ اور اس کا حسن ہُوا پھر حسن کے چار لڑکے ہوتے لیکن ان کے ناموں کو احمد کرمانی نے تحریر نہیں کیا ۔ اور اسحٰق بن راس المندری کے چار لڑکے تھے جن کے نام یہ ہیں ۔ ۱۔ جعفر ۔ ۲۔ عبداللہ ۔ ۳۔ حسن ۔ ۴۔ علی ۔ پھر ان میں سے حسن بن اسحٰق کا لڑکا اسحٰق القصابون ہُوا ۔ اور اس کا ابو عبداللہ ہُوا ۔ اور علی بن اسحٰق کا لڑکا محمد ہُوا ۔ اور اس کا لڑکا حسین ۔ اور اس کا عقیل تھا ۔ اور قاسم بن راس المندری کا لڑکا شریف ابو محمد عبداللہ ہُوا ۔ اور علی بن محمد ان الاکبر الحنفیہ کے دو لڑکے تھے جن کے نام یہ ہیں ۔ ۱۔ ابو محمد الحسن ۔ ۲۔ علی ۔ پھر ان میں سے ابو محمد الحسن بن علی کیسانیہ تھا ۔ اور علی بن علی کا لڑکا محمد ہُوا ۔ اور اس کا عیسیٰ اور اس کا محمد المصری ۔ اور اس کا ابوالحسن ابو تراب ہُوا ۔

پس باین تحقیق عقب محمد الاکبر کا شجرہ یوں ہُوا ۔

علی امیر المومنین

- محمد الاکبر
  - عبداللہ
    - یحییٰ
      - محمد
        - صوفی ابراہیم
  - علی
    - ابو محمد الحسن
      - علی کیسانیہ
    - علی
      - محمد
        - علی
          - عیسیٰ
            - محمد المصری
              - ابوالحسن ابو تراب
  - جعفر الاکبر
    - عبداللہ
      - جعفر الثانی
        - عبداللہ راس المندری

(بقیہ حصہ شجرہ صفحہ ۷۲ پر ملاحظہ ہو)

عبداللہ راس المنذری

- علی — محمد الوید — قاسم — ابوالحسن محمد — ابو محمد الحسن
- جعفر الثالث
  - زید الطویل — حسین صوفہ — حمزہ
    - احمد الداعی — عبداللہ — محمد الصیاد — نسل جاری ہے
    - ابی القاسم حسین — قاسم
  - علی — عباس — حسین — ابو علی المصری الطویل حسن
  - موسیٰ
    - زید الشعرانی
    - ابوالقاسم عوالہ
  - عبداللہ — علی ، محمد — محمد
  - ابراہیم
- ابراہیم
  - ابی علی محمد النسابہ
    - احمد صلیلجہ — محمد — حسن — ابوالفوارس مقفل
    - علی
      - طاہر — ابوالحسن علی العانی
      - ابراہیم — محمد — شریف الدین ابو القاسم الحسن
  - عبداللہ
- عیسیٰ — علی — حسن
  - جعفر
  - عبداللہ
  - حسن — اسحٰق الصابونی — ابو عبداللہ حسین
  - علی — محمد — حسین — عقیل
- ابو علی اسحٰق
- قاسم — ابو محمد عبداللہ شریف

عقیق دوم: اس میں سادات عباسیہ کا بیان ہے۔

سو علم انساب میں لکھا ہوا ہے کہ عباس بن علیؑ بن ابی طالب اس سادات کا بانی ہے اور اس کی ماں البنین بنو کلاب سے تھی۔ عمدۃ الطالب فی انساب آلِ ابی طالب میں سید احمد کرمانی نے یوں بیان کیا ہے کہ عباس بن علی کے دو بیٹے تھے علی و عبیداللہ۔ لیکن نسل عباس کی عبیداللہ کے لڑکے حسن سے جاری ہوئی۔ پھر حسن کے پانچ لڑکے صاحبِ نسل ہوتے جن میں سے اول عبیداللہ قاضی الحرمین ہے جو کہ امیر مکہ مدینہ تھا۔ دوم عباس الخطیب الفصیح سوم حمزۃ الاکبر۔ چہارم ابراہیم جرد قہ۔ پنجم فضل۔ پھر ان میں سے فضل بن حسن بن عبیداللہ بن عباس بن علی بن ابی طالب کے تین لڑکوں کی نسل جاری ہوئی جن کے نام یہ ہیں۔ ۱۔ جعفر۔ ۲۔ عباس الاکبر۔ ۳۔ محمد الخطیب الشاعر۔ پھر ان میں سے محمد الخطیب الشاعر بن فضل بن حسن بن عبیداللہ بن عباس بن علی کے چار لڑکے ہوتے جن کے نام یہ ہیں۔ ۱۔ عبداللہ۔ ۲۔ عبیداللہ۔ ۳۔ محمد۔ ۴۔ فضل اور جعفر بن فضل بن حسن بن عبیداللہ بن عباس کا لڑکا فضل ہوا۔ اور ابراہیم جرد قہ بن حسن بن عبیداللہ بن عباس بن علی بن ابی طالب کے تین لڑکے صاحبِ نسل ہوتے جن کے نام یہ ہیں۔ ۱۔ حسن۔ ۲۔ محمد۔ ۳۔ علی۔ پھر ان میں سے حسن بن جرد قہ بن حسن بن عبیداللہ بن عباس بن علی کا لڑکا محمد بن جرد قہ کا صرف ایک لڑکا احمد ہوا۔ پھر احمد کے یہ تین لڑکے ہوتے جن کے نام یہ ہیں۔ ۱۔ محمد۔ ۲۔ حسن۔ ۳۔ حسین اور علی بن جرد قہ کے کل لڑکے اور لڑکیاں ۱۹ ہوئے جن میں سے صاحبِ نسل چار لڑکے ہوئے۔ جن کے نام یہ ہیں۔ ۱۔ یحییٰ۔ ۲۔ عباس۔ ۳۔ ابراہیم الاکبر۔ ۴۔ حسن۔ پھر ان میں سے یحییٰ بن علی کا لڑکا ابوالحسن علی ہوا۔ اور حسن بن علی کا لڑکا عباس اور اس کا لڑکا علی ہوا۔ اور حمزۃ الاکبر بن حسن بن عبیداللہ بن عباس بن علی بن ابی طالب کے دو لڑکے صاحبِ نسل ہوئے۔ جن کے نام یہ ہیں۔ ۱۔ علی۔ ۲۔ ابو محمد القاسم۔ پھر ان میں سے علی بن حمزۃ الاکبر بن حسن کے صاحبِ نسل یہ لڑکے ہیں۔ ۱۔ حسین۔ ۲۔ حسن۔ ۳۔ عباس۔ ۴۔ علی۔ ۵۔ محمد۔ ۶۔ قاسم۔ ۷۔ احمد۔ پھر ان میں سے حسین بن ابو محمد القاسم بن حمزۃ الاکبر بن حسن کا لڑکا علی اور اس کا حسن ہوا۔ اور حسن بن ابوالقاسم کا لڑکا حسین اور اس کا ابوالحسن علی ہوا۔ اور عباس الخطیب الفصیح بن حسن بن عبیداللہ بن عباس بن علی بن ابی طالب کے چار لڑکے صاحبِ نسل ہوئے۔ جن کے نام یہ ہیں۔ ۱۔ احمد۔ ۲۔ عبیداللہ۔ ۳۔ علی۔ ۴۔ عبداللہ۔ پھر ان میں سے عبداللہ بن عباس بن حسن بن عبیداللہ بن عباس

لہ محمد ہوا اور اس کا لڑکا حسین ہوا اور اس کا لڑکا ابوالقاسم حمزہ ہوا۔ اور

ابن علی کا ابوطالب ہیں اور اس کا لڑکا عبید اللہ شاعر ہُوا۔ پھر چونکہ افطیہ اس شاعر کی ماں کا نام تھا۔ اس
اپنی ماں کی طرف منسوب ہو کر ابن الافطیہ کے نام پر مشہور ہُوا۔ اور اس کے دو لڑکے ہُوئے۔ ابوالحسن علی
حمزہ۔ پھر ان میں سے ابوالحسن علی بن ابن الافطیہ کے دو لڑکے ہُوئے۔ ۱۔ ابی محمد الحسن۔ ۲۔ ابی عبید اللہ
پھر ان میں سے ابی محمد الحسن کا لڑکا عبید اللہ۔ اور اس کا علی اور اس کا حسین اور اس کا احمد العجان اور اس
کا حسن الدنیق اور اس کا ابی الحسن ملعیات اور اس کا منصور اور اس کا م جعی ہُوا۔ اور حمزہ بن ابن الافط
کے دو لڑکے تھے۔ ۱۔ ابوطیب محمدؐ۔ ۲۔ حسین اور عبید اللہ قاضی الحرمین بن حسن بن عبید اللہ بن عباس بن علی ابن
ابی طالب کے دو لڑکے صاحب نسل ہوئے جن کے نام یہ ہیں۔ ۱۔ عبید اللہ۔ ۲۔ حسن۔ پھر ان میں سے
عبید اللہ بن عبید اللہ قاضی الحرمین کا لڑکا حسین ہُوا جس کے یہ دو لڑکے صاحب نسل ہوئے ۱۔ داؤد
۲۔ یحیٰ۔ پھر ان میں سے داؤد کے دو لڑکے ہوئے۔ جن کے نام یہ ہیں۔ ۱۔ ہارون جس کی نسل بنو ہارون کے
نام پر مشہور ہے۔ ۲۔ داؤد الاکبر اور اس کی نسل بنو بُدبُد کے نام پر مشہور ہوئی۔ اور حسن بن قاضی الحرمین کا
لڑکا عبداللہ ہُوا جس کے لڑکے تو بہت ہیں لیکن نسل جن سے جاری ہوئی ان کے نام یہ ہیں۔ ۱۔ محمد اللحیاتی۔ ۲۔ قا
۳۔ موسیٰ۔ ۴۔ طاہر۔ ۵۔ اسمٰعیل۔ ۶۔ یحیٰ۔ ۷۔ جعفر۔ ۸۔ عبید اللہ۔ پھر ان میں سے اسمٰعیل بن عبداللہ کے دو
لڑکے ہوئے جن کے نام یہ ہیں۔ ۱۔ حسن۔ ۲۔ علی۔ پھر ان میں سے حسن بن اسمٰعیل کا لڑکا محمدؐ۔ اور اس
کا آمل الحنین۔ اور اس کا حسین ہُوا۔ اور علی بن اسمٰعیل کے یہ دو لڑکے ہوئے۔ ۱۔ حسن۔ ۲۔ حسین

پس بایں تحقیق عقب عباس کا شجرہ یوں ہُوا۔

تحقیق سوم

اس میں اولادِ عمر بن علیؑ امیر المومنین کا بیان ہے ۔ سو اس بارہ میں عمدۃ الطالب فی انساب ا
ابی طالب کی اصل سوم کی فصل پنجم (یعنی کہ عقبِ عمر بن علی امیر المومنین کے عنوان) میں سید احمد کرمانی نے ع
بن علی امیر المومنین کی ماں صہبا کا نسب نامہ یوں بیان کیا ہے۔ صہبا ، المشہور اُمِ حبیب بنتِ عباد بن
ربیعہ بن یحیٰی بن العبد بن علقمہ اور علامۂ وقت پیر نامی نے اپنی کتاب (نسب نامۂ رسولِ مقبول) میں اولا
علی بن ابی طالب کے عنوان میں تحریر کیا ہے کہ عمر بن علی امیر المومنین کا نکاح اسماء بنتِ عقیل بن ا
طالب کے ساتھ ہُوا ۔ اور اس کا محمدؐ نامی ایک لڑکا اور اُمِ موسیٰ ایک لڑکی تھی ۔ پھر اُسی کتاب نسب نا
رسولِ مقبول میں پیر نامی نے تحریر کیا ہے کہ محمدؐ کے چار لڑکے ہُوئے جن میں سے یہ تین (۱) عبد اللہ
۲۔ عبید اللہ ۔ ۳۔ عمر تو خدیجہ بنتِ علی (زین العابدین) کے بطنِ پاک سے تھے اور (۴) جعفر اُمِ ہاشم
بنتِ جعفر بن جعدہ کے بطنِ پاک سے ہُوا ۔ پھر عمدۃ الطالب فی انساب آلِ ابی طالب کی اصل سوم
کی فصل پنجم میں احمد کرمانی نے یوں بیان کیا ہے کہ اِن چاروں میں سے عبد اللہ کے چار لڑکے ہیں
۱۔ احمد ۔ ۲۔ محمدؐ ۔ ۳۔ عیسیٰ المبارک ۔ ۴۔ یحییٰ الصالح ۔ پھر ان چاروں میں سے محمدؐ کے پانچ لڑکے
ہیں ۔ ۱۔ قاسم ۔ ۲۔ صالح ۔ ۳۔ علی المشطب ۔ ۴۔ عمر منخورانی ۔ ۵۔ ابو عبد اللہ جعفر الملک مُلتانی پھر ان
تمام میں سے قاسم کے بارہ میں تو عمدۃ الطالب فی انساب آلِ ابی طالب کی اصل سوم کی فصلِ پنجم یعنی عنوان
عمر میں احمد کرمانی نے بیان کیا ہے کہ وہ طبرستان میں پیدا ہُوا ۔ پھر چونکہ وہ طالقان کا بادشاہ ہوا تھ
اس لئے وہ ملک الطالقان کے نام پر مشہور ہُوا ۔ اور آقا میرزا محمدؐ خان ملک الکتاب نے (اپنی کتاب
بحر الانساب میں تحریر کیا ہے کہ بعد قاسم (المشہور ملک الطالقان) کے اُس کا لڑکا محمد نامی حکمران ہُوا
اور ابو عبد اللہ جعفر ملک الملتانی کے لڑکے بہت ہوئے ہیں لیکن ان تمام میں سے عبد الحمید ایک بڑا نامو
ہُوا ہے ۔ اور ملکِ ہند میں وہ ملکِ لحیہ .... کے نام پر مشہور ہُوا ۔ اور اس کا ایک لڑکا ملک عبد اللہ
ہُوا تھا جس کا نسب عمدۃ الطالب فی انساب آلِ ابی طالب کی فصلِ سوم کے عنوانِ جعفر بن اسحٰق میں احمد
کرمانی نے یوں تحریر کیا ہے کہ جعفر بن اسحٰق کو (جو کہ محمدؐ الاکبر بن حنفیہ کی پشت سے تھا) قتل کیا ۔ ملک عبد اللہ

بن عبد الحمید بن جعفر ملک الملتانی عمری نے ۔ اور اس کے بارہ میں سید تحمل حسین شاہ حکیم نقوی بخاری اچوی
نے اپنی کتاب باغِ سادات نامی میں یوں تحریر کیا ہے ۔ کہ اس کی پشت سے ملک اور حکیم
ہوئے ہیں ۔
اب ملک عبد اللہ کے نسب نامہ کو میں حسبِ تحت پیش کرتا ہُوں ۔

امیر المومنین
|
عمرؓ
|
محمدؐ — اُمِ موسیٰ
|
عبد اللہ
|
محمدؐ
|
جعفر
|
عبد الحمید
|
ملک عبد اللہ
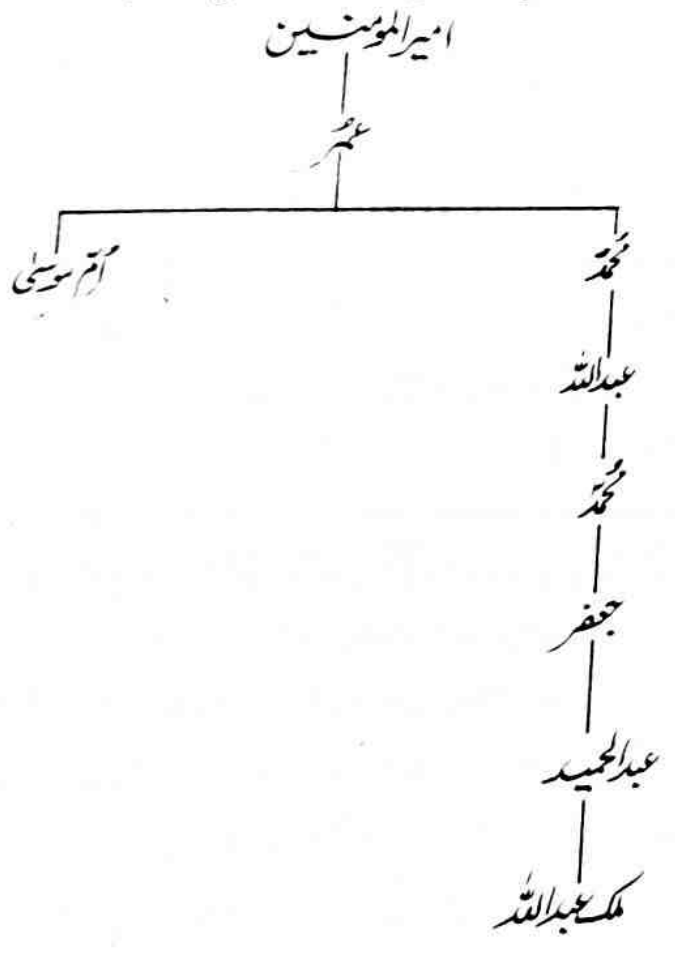
عنوان دوم

اس میں بالاختصار صحیح طور پر سادات علویہ میں سے قومِ اعوان کے مُوجد (یعنی کہ بانی) کی سوانح الحیات یعنی سیرتِ پاک کا بیان ہے۔ سو وہ تین تحقیقات پر مرتب ہے۔ تحقیق اوّل۔ اس میں مؤلف کتاب کے ارادۂ مطلب و قومِ اعوان کے بانی کے نسبِ پاک و واقعاتِ تاریخی کے بارہ میں امتیازِ درستی و نادرستی کی شناخت کا بیان ہے۔ سو اوّل میں اپنے ارادۂ مطلب کے مطابق جملہ قومِ اعوان کی خدمت میں بآدابِ مناسب یہ التماس پیش کرتا ہوں۔ کہ جملہ قومِ اعوان کا یہ دعویٰ ہے کہ ہم بنی ہاشم جناب علی امیر المومنین سید العرب و مہاجر مکہ و امام المتقین کی پُشتِ مبارک سے ہیں۔ لیکن چونکہ اب یہ قومِ اعوان بوجہ اپنی بے علمی کے اپنے آباء الکرام کے مراتب شرافت و تکریم اور اُن کے انساب و تواریخ کو نہ جانتی ہوئی۔ اُن سے کوسوں دُور کہیں کی کہیں پڑ چکی ہوئی ہے۔ اس لئے میں ایک عرصہ بعید سے یہ ارادہ کرتا ہوا آ رہا تھا کہ میں قومِ اعوان کے آباء الکرام میں سے اس قومِ اعوان کے موجد (یعنی کہ بانی) حسین بن محمد بن علی بن الحق بن عبداللہ راس المذری بن جعفر الثانی بن عبداللہ بن جعفر الاصغر بن محمد الاکبر بن علی المومنین کے نسبِ پاک و تاریخ کو جناب علی امیر المومنین تک صحیح روایتوں کی بناء پر بیان کروں تاکہ قومِ اعوان اُس کو پڑھ کر اپنے آباء الکرام کے اُسوۂ حسنہ کو اختیار کرتی ہوئی اپنی شرافت و تکریم رفتہ پر واپس آ جائے۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا آمین۔ المطلب جب قومِ اعوان کے بانی عون نامی و قطب شاہ کے نسبِ پاک و تاریخ کے بیان کرنے میں میرا یہ ارادۂ دیرینہ پختہ ہو چکا تھا تو تب میں نے اُن کے نسبِ پاک و تاریخ کے بارہ میں علماءِ انساب و تواریخ کی عام کتابوں کو پڑھنا شروع کیا۔ حتیٰ کہ اب تک اُن کتابوں میں سے جتنی کتابیں کہ میرے دیکھنے میں آ چکی ہیں اُن کو میں ایک فہرست میں حسب تحت پیش کرتا ہوں۔

(فہرست صفحہ ۷۹ پر دیکھیں)

فہرست کُتب

نمبر شمار	نام کتاب	نام مؤلف کتاب
۱	زاد الاعوان	مولانا مولوی نور الدین ساکن خفری (معروف بہ خفری)
۲	باب الاعوان	" " "
۳	انوار الاعوان جلد دوم	مولانا محمد نور عالم (البشیر) ساکن گدازی خورد۔
۴	نسب الاعوان	مولوی حسام الدین ساکن بسائری
۵	تاریخ سالار مسعود غازی ترجمہ مرأت مسعودی	علوی عبدالرحمٰن (معروف بہ عبدالرحیم) چشتی
۶	تاریخ حیدری	مولانا ملک حیدر علی اعوان لدھیانوی۔
۷	تاریخ الاعوان	ملک شیر محمد خان ساکن کالا باغ۔
۸	تحقیق الاعوان معروف بہ تاریخ الاعوان ہزارہ۔	ملک محمد خواص خان ساکن ہیراں۔

المطلب ان جملہ کتابوں کے پڑھنے سے متحقق ہوتا ہے کہ عون و امیر قطب شاہ کے نسب نامہ کے بارہ میں قومِ اعوان کے دو فریق بنے ہوئے ہیں۔ جن میں سے فریقِ اوّل تو مولانا حکیم نور الدین کا اتباع کرتے ہوئے یہ کہتا ہے کہ عون (معروف بہ امیر قطب شاہ) عباس بن علیؓ امیر المومنین کی پشت سے ہے جس کی مطابقت پر فہرستِ مرقومہ میں کتاب نمبر ا سے لے کر نمبر ۴ تک میں عون (معروف بہ امیر قطب شاہ) کا نسب نامہ یوں مرقوم ہے۔ عون (معروف بہ امیر قطب شاہ) بن یعلیٰ بن حمزہ بن طیار بن قاسم بن علی بن جعفر بن حمزہ بن حسن بن عبیداللہ بن عباس بن علیؓ امیر المومنین اور اسی روایت کو ہی بغدادی علماءِ انساب و تواریخ کا اتباع کرتے ہوئے مولانا مولوی نور الدین نے اپنی کتاب زاد الاعوان و باب الاعوان (یعنی کہ دونوں) میں تحریر کیا ہوا ہے۔ جس کے مطابق عون قطب شاہ کا شجرۂ نسب حسبِ تحت مسطور ہے۔

عون قطب شاہ — یعلیٰ — حمزہ — طیار — قاسم — علی — جعفر — حمزہ الاکبر — حسن — عبیداللہ — عباس — علی امیر المومنین

یعنی کتاب منتہی الآمال فی تواریخ النبی و الآل مطبوعہ طہران جلد اول بعنوان ابو یعلی حمزہ بن قاسم صفحہ ۲۲۲ تا ۲۲۳ میں مؤلفہ الحاج شیخ عباس قمی نے کہا ہے کہ رجال نجاشی (نام کتاب) میں بروایت شیخ نجاشی ابو یعلی کا نسب نامہ یوں مسطور ہے ۔ ابو یعلی حمزہ بن قاسم بن علی بن حمزۃ الاکبر بن حسن بن عبید اللہ بن عباس بن علیؑ امیر المومنین جس کے مطابق یعلی بن حمزہ کا شجرۂ نسب حسبِ تحت مسطور ہے ۔

علی امیر المومنین
عباس
عبید اللہ
حسن
حمزۃ الاکبر
علی
قاسم
حمزہ
یعلی

پس اس بنا سے محقق ہوا کہ مولانا مولوی نور الدین کی روایت درحقیقت نادرست ہے بایں وجہ کہ شیخ نجاشی کی روایت میں اس کی روایت کے یہ تین نام ۱۔ جعفر ۔ ۲۔ طیار ۔ ۳۔ عون (معروف بہ میر قطب شاہ) نہیں آتے ۔ پھر چونکہ اس کے سوا عمدۃ الطالب فی انساب آلِ ابی طالب نام کتاب (جو کہ باعتبارِ صحت تمام کتبِ انساب میں فوقیت کے مرتبہ پر مرتب ہے) کی فصلِ چہارم (یعنی کہ عقبِ عباس بن علیؑ امیر المومنین) کے عنوان میں یہ دونوں روائتیں یعنی کہ ۱۔ مولانا نور الدین کی ۔ ۲۔ شیخ نجاشی کی مسطور نہیں ہیں ۔ بایں وجہ روشن ہوا کہ عباس کی پشت سے کوئی عون (معروف بہ قطب شاہ) نہیں ہوا ۔ لیکن فریق دوم ۔ باتباع ملک حیدر علی اعوان جیسا کہ اس نے اپنی کتاب تاریخ حیدری میں تحریر کیا ہوا ہے ، یہ کہتا ہے کہ امیر قطب شاہ محمد الاکبر بن علیؑ امیر المومنین (معروف بہ ابنِ حنفیہ کی پشت سے ہے ۔ جس کی مطابقت پر فہرست مرقومہ میں کتاب نمبر ۵ سے لے کر ۸ تک میں امیر قطب شاہ کا نسب نامہ یوں مسطور ہے ۔ امیر قطب شاہ بن میر عطاء اللہ غازی بن میر طاہر غازی بن میر طیب غازی

بن میر محمد غازی بن عمر غازی بن ملک آصف غازی بن میر بطل غازی بن میر عبد المنان غازی بن امام محمد الاکبر بن علی امیر المومنین ۔ لیکن اصلیت اس نسب نامہ کی میری تحقیق میں تو میر مسعود غازی کا نسب نامہ ہے جس کو علوی عبد الرحمٰن (معروف بہ عبد الرحیم) چشتی نے اپنی کتابِ فارسی مرأتِ مسعودی میں یوں درج کیا ہوا ہے ۔ میر مسعود غازی بن میر ساہو غازی بن میر عطاء اللہ غازی بن میر طاہر غازی بن میر طیب غازی بن میر محمد غازی بن میر عمر غازی بن میر آصف غازی بن میر بطل غازی بن عبد المنان بن محمد الاکبر بن علی امیر المومنین پس میری تحقیق میں تو ملک حیدر علی اعوان نے اس روایت میں محمد ابن الحنفیہ و عبد المنان (یعنی کہ ان دونوں کے درمیان صرف ایک پشت عون سکندر نامی کو بڑھا کر امیر قطب حیدر کو اس میر ساہو کا برادرِ حقیقی قرار دے کر باقی بعینہ اس روایت کو اپنی کتاب تاریخِ حیدری میں بطور سرقہ نقل کر مارا ہوا ہے جس کے مطابق میر قطب شاہ کا شجرہ نسب حسبِ تحت مسطور ہے ۔

علی امیر المومنین
محمد ابن الحنفیہ
عون سکندر ثانی
عبد المنان غازی
بطل غازی
ملک آصف
عمر غازی
محمد غازی
طیب غازی
طاہر غازی
عطاء اللہ غازی

امیر ساہو — میر مسعود غازی
امیر قطب شاہ
امیر سیف الدین
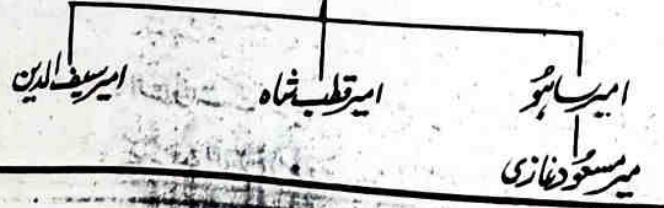
لیکن میری تحقیق میں تو یہ نسب نامہ بسہ وجوہ استقام مشکوک ہے۔ ا۔ یہ کہ اس نسب نامہ میں عبد المنا[illegible]
بن ابن الحنفیہ آیا ہوا ہے حالانکہ یہ نام ابن الحنفیہ کے کسی لڑکے کا تھا۔ ۲۔ یہ کہ نسب نامہ سالار مسعود غا[illegible]
کا ہے جس کو کہ تاریخ سالار مسعود غازی اردو ترجمہ مرأتِ مسعودی میں اس کے راوی علوی عبدالرحمٰن
(معروف بہ عبدالرحیم) چشتی نے روایت کیا ہوا ہے۔ لیکن ملک حیدر علی اعوان نے اپنی کتاب تاریخ [illegible]
میں ملک قطب حیدر کو (جس کا کہ اس کتاب مرأتِ مسعودی میں صرف نام ہی نام دو تین بار آیا [illegible]
ہے) میر ساہو کا صرف اپنی ہی رائے پر برادرِ حقیقی قرار دے کر دونوں کا یہ ایک ہی نسب نامہ تحریر کیا
ہے۔ حالانکہ علوی عبدالرحمٰن چشتی نے تو اس اپنی کتاب مرأتِ مسعودی کے تمام اوراق میں میر ساہو
میر قطب حیدر کو کہیں برادر تحریر ہی نہیں کیا ہوا۔ ۳۔ یہ کہ ملک حیدر علی اعوان نے میر ساہو کے سا[illegible]
میر قطب حیدر کو پیوند کرنے پر کسی سند (یعنی کہ اپنے کسی نوشتۂ تاریخ) کو پیش نہیں کیا۔ پس ان وجوہِ استق[illegible]
کے رو سے متحقق ہوا کہ میر ساہو کا میر قطب حیدر (معروف بہ امیر قطب شاہ) نامی کوئی برادر نہ تھا۔ لیکن
میرے محترم برادر ملک محمد خواص خان نے اپنی کتاب تحقیق الاعوان معروف بہ تاریخ الاعوان ہزارہ کے صف[illegible]
۱۹۰، ۱۹۱ پر اس روایت کی تاویلِ دروسی ایک عجیب طرح پر یوں کی ہے کہ تاریخی حالات و واقعات کی ر[illegible]
میں ایسا نمودار ہوتا ہے کہ میر قطب حیدر شاہ عون بن ابی یعلیٰ حمزہ ملقب بہ میر عطاء اللہ غازی و اما[illegible]
شاہ بن الحسین ملقب بہ میر طاہر غازی سلطان حسین شاہ شاہِ مرات بن زید ملقب بہ میر طیب غازی بن جعف[illegible]
ثالث ملقب بہ میر محمد غازی بن عبداللہ ملقب بہ میر عمر غازی بن جعفر ثانی ملقب بہ ملک آصف غاز[illegible]
بن عبداللہ رأس المذری ملقب بہ میر بطل غازی بن جعفر الاصغر ملقب بہ عبدالمنان سکندر ثانی بن محمد الاکب[illegible]
معروف بہ ابن الحنفیہ بن جناب علیؓ امیر المومنین ہے لیکن اس روایت میں نہایت ہی ایک سقم اکبر یہ ہ[illegible]
کہ ملک محمد خواص خان نے اس روایت میں میر قطب حیدر شاہ (معروف بہ عون) کو ابی یعلیٰ حمزہ کے ساتھ پیو[illegible]
کرنے (یعنی کہ میر قطب حیدر شاہ بن ابی یعلیٰ حمزہ کے تحریر کرنے) پر کسی سند (یعنی کہ کسی نوشتۂ کتاب) کو پیش
نہیں کیا۔ بلکہ اس نے باقی روایت کی تمام پشتوں کے اسماءِ پاک کے القاب کو اپنی رائے پر ہی تحریر کیا ہوا ہے
المطلب علوی عبدالرحمٰن (معروف بہ عبدالرحیم) چشتی کی اس روایت کے مقابلہ پر میری تحقیق میں ایک اور
روایت ہے جس کو کہ تذکرۃ السادات کے ترجمۂ اردو بحر المحان نامی کے حصۂ آخری میں سید محبوب شا[illegible]
نے یوں روایت کیا ہوا ہے۔ سعید الدین (معروف بہ سالار مسعود) غازی بن میر ساہو غازی بن میر عطاء اللہ

[illegible]ی بن میر طاہر غازی بن میر طیب غازی بن میر محمد غازی بن اسید شاہ غازی بن میر آصف غازی بن
[illegible] (معروف بہ قطب غازی بابا) بن علی بن محمد الاکبر بن علیؓ امیر المومنین پس اس روایت کے رو سے
[illegible] سالار مسعود غازی کا شجرۂ نسب یوں ہوا۔

علیؓ امیر المومنین
|
محمد الاکبر
|
علی
|
عون
|
میر آصف غازی
|
اسید شاہ غازی
|
میر محمد غازی
|
میر طیب غازی
|
میر طاہر غازی
|
میر عطاء اللہ غازی
|
میر ساہو غازی
|
سالار مسعود غازی

المطلب ملک حیدر علی اعوان نے اپنی کتاب تاریخ حیدری میں میر عطاء اللہ شاہ کے بارہ میں یوں تحریر
کیا ہوا ہے کہ اس کے تین لڑکے تھے۔ ا۔ میر ساہو۔ ۲۔ میر قطب حیدر۔ ۳۔ میر سیف الدین اور ان میں سے
میر قطب حیدر چوتھی صدی ہجری کے آخیر ۳۸۵ھ میں پیدا ہوا۔ اور غزنی میں سلطان محمود کا ان تینوں کے
ساتھ کافی پیار ہو چکا تھا اور سلطان ہمیشہ دربار میں ان کا بہت ہی احترام کیا کرتا تھا۔ پھر چونکہ وہ ہر مشکل
میدانِ حرب میں سلطان کی اعانت کیا کرتے تھے۔ بایں وجہ سلطان نے ان کو اپنی طرف سے اعوان کا
خطاب عطا کیا تھا لیکن ملک مرحوم نے اپنی اس تحقیق پر کسی سند (یعنی کہ نوشتۂ کتاب) کو پیش نہیں کیا۔
صرف خود بخود آپ ہی اپنے دماغ کی تحقیق سے یوں تحریر کیا ہوا ہے۔ کہ میر عطاء اللہ کے تین لڑکے

امیر ساہو۔ ۲۔ میر قطب حیدر۔ ۳۔ میر سیف الدین تھے اور ان تینوں کو خود بخود ہی سلطان محمود نے اپنی
طرف سے اعوان کا خطاب عطا کیا ہوا تھا۔ لیکن اب تک یہ میری تحقیق میں نہیں آیا کہ ملک مرحوم نے اس
نوشت کو اپنی کتاب تاریخِ حیدری میں کہاں سے تحریر کیا ہوا ہے۔ حالانکہ تاریخ سالار مسعود غازی اُردو ترجمہ
مرات مسعودی میں بردئے روایت علوی عبدالرحمٰن (معروف بہ عبدالرحیم) چشتی یُوں مرقوم ہے کہ میر ساہو کے ساتھ
سلطان محمود کا کافی پیار تھا۔ حتیٰ کہ سلطان نے اپنی خوشی سے ہی اپنی ہمشیرہ بی بی ستر معلی کا اس کے ساتھ
نکاح کیا تھا۔ پھر چونکہ میر ساہو بوقتِ حاجت سلطان کی ہر میدان حرب میں ہر طرح کی اعانت کیا کرتا تھا۔ بایں
وجہ سلطان نے اُس کو اپنے لشکرِ اسلامی کا امیر بنایا ہوا تھا اور وہ فنِ حرب میں نہایت ہی ایک اعلیٰ
مدبر و ماہر اور تجربہ کار کارکن تھا اور سلطان کو اُس کے ہر کام کے کرنے میں اس کی دیانتداری اور متانت
پر پورا پورا اطمینان تھا۔ سو انہیں وجوہ کی بناء پر غزنی سے سلطان نے اس کو (اُس وقت جبکہ مظفر خان حاکمِ
اجمیر نے اپنی طلبِ امداد کے واسطے چار شتر سواروں کو اُس کے دربار میں روانہ کیا تھا) [illegible]ھ میں ہنودِ ہند
کے ساتھ جہاد کرنے کی خاطر اپنے چند معتبرین اُمراء و نواسبِ عراقی و خاص اپنی کمر کی تلوار اور سات ہزار سوار
دے کر بطورِ پیش خیمہ اجمیر کو روانہ کیا تھا اور جب سالار ساہو بمعیت اپنے لشکرِ اسلامی کے اجمیر میں پہنچا تو اوّل
اُس نے اجمیر کو فتح کیا۔ پھر اُس نے کاہلیر کو سر کر کے فتح نامہ سلطان کے دربار میں تحریر کر کے روانہ کیا۔ تب
سلطان نے خوش ہو کر سالارِ ساہو کو (بطورِ انعام) کاہلیر کا ملک عطا کیا اور اجمیر سے بی بی ستر معلی کو اس کے
پاس روانہ کیا۔ اور اُس بی بی کے بطنِ پاک سے سالارِ ساہو کا صرف ایک ہی لڑکا میر مسعود غازی ۴۰۵ھ
کے ماہِ رجب کی اکیسویں تاریخ کو اجمیر میں پیدا ہوا۔ بعدہٗ میر ساہو نے کاہلیر میں اپنا مقامِ سکونت بنایا،
اور یُوں اپنے مقامِ سکونت کے قرب و جوار میں وہ ہنود کے ساتھ خدا کی راہ میں جہادی لڑائیاں کیا کرتا
تھا اور اسی تاریخ سالار مسعود غازی کے صفحہ ۴۶ میں مرقوم ہے کہ سالار مسعود غازی ایک بار غزنی میں (یعنی کہ
اپنے نانکے) سلطان محمود کے پاس تشریف آور ہوا۔ اور خواجہ احمد بن حسن میمندی وزیر چونکہ اُس کو وہاں ہر
وقت بچشمِ حسد دیکھتا تھا۔ اور سر بسر کر منور ہوتا تھا۔ بایں وجہ سلطان محمود نے اپنی آخری عمر کے دَور میں ایک
دن تخلیہ میں سالار مسعود غازی کو مخاطب کر کے کہا کہ خواجہ احمد وزیر چونکہ تیرا رشک کرتا ہے اور میرے انتظامِ
ملکی میں ہر طرح کی خرابی پیدا کرتا ہے۔ بایں وجہ فی الحال تو کاہلیر میں اپنے والدین کے پاس جا کر رہو اور اپنے دل
میں ان تین باتوں کا یقین رکھنا۔ ۱۔ ہمارے جلدی انتظامِ ملکی کرنے کا۔ ۲۔ خواجہ احمد وزیر کے اسیر کرنے کا۔ ۳۔ اُس

قائم مقام امیر جنگ (یعنی کہ امیر حرب) میکائیل کے وزیر ہونے کا۔ پھر ہمارے خبر کرنے پر ہمارے پاس آنا۔
[illegible] اسی تاریخ کے ہی صفحہ ۵۱ میں بحوالۂ روضۃ الصفا مؤلفہ محمد اخوند شاہ متوفی بہ ۹۰۳ھ میں یوں مسطور ہے کہ
[illegible] سومنات کے بعد جب بادشاہ سلطان محمود خواجہ احمد وزیر کے فتور و ہر طرح کی خرابی سے مجبور ہوا۔ تو تب اُس
[illegible] قلعہ کالنجر (یعنی کہ کاہلیر) ملکِ ہند میں خواجہ احمد کو اسیر کیا۔ اور احمد حسین امیر حرب میکائیل کو وزیر کیا۔
[illegible] اسی امیرِ حرب میکائیل کو محمد اخوند شاہ کے لڑکے امیر اخوند متوفی بہ ۹۴۲ھ نے اپنی تالیف دستور الوزراء میں
[illegible] علی حسین حسنک میکال بن محمد تحریر کیا گیا ہے۔ المطلب تاریخِ سالار مسعود غازی کے صفحہ ۶۰ میں مسطور
ہے کہ امیر حرب میکائیل کے وزیر ہونے کے بعد سالار ساہو کی بیوی بی بی ستر معلی ۴۲۰ھ میں وہیں سفرِ
آخرت کو راہی ہوئی۔ اور غزنی میں اُس کے تابوت کو میر ساہو نے روانہ کیا۔ پھر اسی تاریخ میں مسطور ہے
کہ سالار ساہو نے ملک عبداللہ کو کڑے کا اور ملک قطب حیدر کو مانک پور کا حاکم مقرر کیا۔ لیکن اس تاریخ میں
ان کے حاکم مقرر ہونے کی کوئی تاریخ مرقوم نہیں ہے۔ صرف تاریخِ حیدری میں ہی یُوں مسطور ہے کہ میر ساہو نے
۴۲۳ھ میں ملک عبداللہ کو کڑے کا اور ملک قطب حیدر کو مانک پور کا حاکم مقرر کیا تھا اور تب عمر ملک
قطب حیدر کی ۳۹ برس تھی۔ پس اس تاریخ نوشتہ سے متحقق ہوا کہ ملک قطب حیدر [illegible]ھ میں پیدا ہوا۔
[illegible] برس میں سے ۳۸ برس منہا کرنے سے بقایا ۳۸۵ برس ہی [illegible] تاریخِ حیدری میں ملک
قطب حیدر کی یہی تاریخ پیدائش ۳۸۵ھ مسطور ہے۔ پھر اسی تاریخ میں مسعود [illegible] یُوں مسطور ہے کہ سالارِ
ساہو بعد ملک قطب حیدر کو مانک پور کا حاکم مقرر کرنے کے اُسی ۴۲۳ھ کے شوال کی ۱۲ تاریخ کو مقام
[illegible] اوار کی ایک بستی ستر کھہ نامی میں سفرِ آخرت کا راہی بنا اور وہیں اُس کی تربت پاک بنی۔ پھر اُسی تاریخ
میں ہی مسطور ہے کہ بعد ۸ ماہ ۲۳ یوم کے اللہ کی راہ میں جہاد کرتے کرتے ۴۲۴ھ کے ماہ رجب کی
۱۴ تاریخ میں بمقام سورج کند اوّل تو میر سیف الدین وغیرہ تمام نے شہادت پائی۔ پھر میر مسعود غازی
معروف بہ سلطان ال[illegible] نے بجولی کے راجے شہر دیو کے تیر سے شہادت کا مرتبہ پایا۔ اور وہیں اُن تمام
بزرگوں کی پاک تربتیں بنی ہوئی ہیں۔ لیکن اس لڑائی میں ملک قطب حیدر کا شریک ہونا تواریخ میں کسی نے
تحریر نہیں کیا۔ سو میری تحقیق میں تو اِس لڑائی میں اُس کے شریک نہ ہونے کی خاص وجہ یہ ہے کہ وہ اس
لڑائی سے چونکہ پیشتر کا ہی ۴۲۳ھ میں مانک پور کا حاکم مقرر ہو چکا ہوا تھا۔ بایں وجہ ہو سکتا ہے کہ جب یہ
لڑائی ہوئی ہو تو تب وہ مانک پور میں ہو۔ پس اس بنائے تحقیق سے یہ متحقق ہوا کہ ان دونوں

ذہن میں ہے مرتب کا دعویٰ بوجوہ حسبِ تحت بعید از حقیقت (یعنی کہ بے معنی) اور نادرست ہے۔ جیسے فریق اوّل کی طرف سے تو میر قطب شاہ کا نسب نامہ مولانا مرحوم مولوی نورالدین نے خلاصۃ الانساب و میزان القطبی و میزان الہاشمی سے اپنی دونوں کتابوں۔ ا۔ زاد الاعوان ۲۔ باب الاعوان میں پیش کیا ہُوا ہے وہ مصنوعی نسب نامہ ہے کیونکہ وہ بغدادی علماءِ انساب و تواریخ کی صرف اُن کتابوں کے سوا جو کہ اُوپر تحریر میں تین ہو چکی ہیں۔ بقایا عرب وغیرہ مُلکوں کے علماء النساب و تواریخ کی حسبِ تحت کتابوں میں سے کسی کتاب میں ہی سطور نہیں ہے اور وہ کتابیں یہ ہیں۔ ا۔ نسب القریش عربی عن ابی عبداللہ المصعب بن عبداللہ بن المصعب زبیری۔ جو کہ سنہ ۱۵۶ھ میں پیدا ہُوا اور سنہ ۲۳۶ھ میں بعمر ۸۰ برس سفرِ آخرت کو راہی ہُوا۔ ۲۔ سر السلسلۃ العلویہ عربی عن ابی نصر البخاری جو کہ سنہ ۳۴۱ھ کو تحریر میں آئی۔ ۳۔ جمہرۃ الانساب عربی عن ابی محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم اُندلسی یہ سنہ ۳۸۴ھ میں پیدا ہُوا۔ اور سنہ ۴۵۰ھ میں راہِ آخرت کو راہی ہُوا ۴۔ عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب عربی عن احمد بن علی بن حُسین کرمانی یہ سنہ ۸۲۸ھ میں راہِ آخرت کو راہی ہُوا۔ ۵۔ منتہی الآمال فی تاریخ النبی والآل فارسی از شیخ عباس قمی یہ سنہ ۱۳۵۶ھ میں راہِ آخرت کو راہی ہُوا۔ اوران کتب انساب و تواریخ کے سوا اور بہت سی کتابیں ہیں کہ جن میں میر قطب شاہ کا وہ نسب نامہ جس کو کہ مولوی نُورالدین نے روایت کیا ہُوا ہے۔ نہیں آیا۔ سو میری تحقیق میں تو اس قدر بہت ہی مشاہیر و معتبرین کتب انساب و تواریخ کو مولوی نُورالدین کا اپنی پسِ پشت کر کے صرف بغدادی نسابوں و مؤرخوں کی ہی دو تین کتابوں (جو کہ اب دُنیا میں نایاب ہونے کے برابر ہیں) کے نوشتہ کو ہی اختیار کرنا کہاں کا انصاف اور دیانتداری ہے۔ کیا یہ صریحاً بے انصافی نہیں تو اور کیا ہے۔ اَب میں میر قطب شاہ کے نسب نامہ کو بروایتِ مولوی نُورالدین حسبِ تحت دوبارہ پیش کرتا ہوں جو کہ بالکل ہی نادرست ہے۔

(شجرہ صفحہ ۸۷ پر دیکھیں)

علی امیرالمومنین

عباس

عبیداللہ

حسن

حمزۃ الاکبر

جعفر

علی

قاسم

طیار

حمزہ

یعلی

قطب شاہ

اورایسے ہی فریق دوم کی طرف سے جو میر قطب شاہ کا نسب نامہ ملک حیدر علی اعوان نے اپنی تاریخ حیدری میں پیش کیا ہے وہ نادرست ہے بلکہ وہ درحقیقت میری تحقیق میں تو نقل ہے۔ امیر مسعُود غازی کے اس نامہ کی جس کو تاریخ میر مسعُود غازی اُردو ترجمۂ مراۃِ مسعودی میں علوی عبدالرحمٰن (معروف بہ عبدالرحیم) چشتی نے یوں تحریر کیا ہُوا ہے۔ میر مسعود غازی بن میر ساہو غازی بن میر عطاءاللہ غازی بن میر طاہر غازی بن میر طیّب غازی بن میر محمّد غازی بن میر عُمر غازی بن ملک آصف بن میر بطل غازی بن عبدالمنان بن مُحمّد ابن الحنفیہ بن علی امیرالمومنین۔ لیکن میری تحقیق میں تو سرے سے علوی عبدالرحمٰن (معروف بہ عبدالرحیم) کی یہ روایت ہی نادرست ہے۔ بایں وجہ کہ محمّد الاکبر (معروف بہ ابن الحنفیہ) کا عبدالمنان نامی تو کوئی لڑکا ہی نہ تھا۔ جیساکہ بیشتر تحریر ہو چکا ہے۔ المطلب ملک حیدر علی اعوان نے اپنی تحقیق میں اوّل تو علوی عبدالرحمٰن (معروف بہ عبدالرحیم) چشتی کی اس روایت کے ناموں میں محمّد الاکبر (معروف بہ ابن الحنفیہ) و عبدالمنان کے درمیان عون سکندر نامی کو تحریر کیا ہُوا ہے اور بعدہٗ میر عطاءاللہ کے بارہ میں یوں تحریر کیا ہُوا ہے کہ اُس کے تین لڑکے تھے ا۔ میر ساہو ۲۔ میر قطب شاہ

۳۔ میر سیف الدین۔ لیکن اُس نے اپنی تحقیق پر کسی سند (یعنی کہ نوشتہ کتاب) کو پیش نہیں کیا۔ اب میں امتیاز برائے میر مسعود غازی و امیر قطب شاہ (یعنی کہ دونوں) میں سے ہر ایک کے نسب کی روایت کو حسبِ تحت پیش کرتا ہوں۔

نسب نامہ

میر مسعود بروایت علوی عبدالرحمٰن (معروف بہ عبدالرحیم) چشتی

علیؓ امیر المومنین
محمد ابن الحنفیہ
عبدالمنان
میر بطل غازی
ملک آصف
میر عمر غازی
میر محمد غازی
میر طیب غازی
میر طاہر غازی
میر عطاء اللہ غازی
میر ساہو غازی
میر مسعود غازی

نسب نامۂ میر قطب شاہ بروایت ملک حیدر علی اعوان

علیؓ امیر المومنین
محمد ابن الحنفیہ
عون سکندر ثانی
عبدالمنان
میر بطل غازی
ملک آصف
میر عمر غازی
میر محمد غازی
میر طیب غازی
میر طاہر غازی
میر عطاء اللہ غازی
میر ساہو غازی — میر قطب شاہ — میر سیف الدین

المطلب میری تحقیق میں تو اس فریق دوم کے نسابوں اور مؤرخوں کا یہ دعویٰ تو صحیح ہے کہ قومِ اعوان کا بانی من عقب۔ امام محمدؐ الاکبر بن علی امیر المومنین ہے اور وہ ساداتِ فاطمیہ یا سُلطان محمود کی اعانت سے عون اور اس کا عقب بروئے نسب پدری اُس کی طرف منسوب ہو کر اعوان کے نام پر مشہور ہوا۔ لیکن انہوں نے جو عون کا نسب نامہ روایت کیا ہوا ہے وہ قطعاً ہی نادرست ہے۔

پس بالآخر فریق اول میں سے مولانا مولوی نُورالدین نے اپنی کتاب زاد الاعوان و باب الاعوان (یعنی کہ ہر دو) میں یوں تحریر کیا ہُوا ہے کہ عون (معروف بہ میر قطب شاہ) کی چار بیبیاں تھیں جن کے نام یہ ہیں۔ اوّل بی بی عائشہ بنتِ سید عبداللہ سومتی تھی جس کے بطنِ پاک سے دو لڑکے پیدا ہوئے جن کے نام ہیں۔ ا۔ عبداللہ (معروف بہ گوہر علی)۔ ۲۔ محمدؐ (معروف بہ کندلان)۔ دوم بی بی زینب گوکریہ تھی۔ جس کے بطنِ پاک سے تین لڑکے اور ایک لڑکی تھی۔ جن کے نام یہ ہیں۔ ا۔ مزمل (معروف بہ کلگان) ۲۔ دُرِ یتیم (معروف بہ جہان شاہ)۔ ۳۔ زمان علی (معروف بہ گوگرہ) اور لڑکی کا نام رقیہ تھا۔ سوم بی بی خدیجہ چوہانیہ تھی۔ جس کے بطنِ پاک سے تین لڑکے اور ایک لڑکی تھی جن کے نام یہ ہیں۔ ا۔ نجف علی (معروف بہ محمد یحییٰ)۔ ۲۔ فتح علی (معروف بہ کلدان)۔ ۳۔ محمد علی (معروف بہ چوہان) اور لڑکی کا نام فاطمہ تھا۔ چہارم بی بی اُمِ کلثوم طلجبہ تھی۔ جس کے بطنِ پاک سے تین لڑکے اور لڑکی تھی۔ جن کے نام یہ ہیں۔ ا۔ نادر علی (معروف بہ محمد عثمان)۔ ۲۔ بہادر علی (معروف بہ محمد طلع)۔ ۳۔ کرم علی (معروف بہ شاہ محمد رؤف) اور لڑکی کا نام ہاجرہ تھا۔ اور ایسے ہی فریق دوم میں سے ملک محمد خواص خان ہیڈ ماسٹر نے بعینہٖ مولوی نُورالدین کی طرح پر ہی اپنی کتاب تحقیق الاعوان میں یُوں تحریر کیا ہُوا ہے کہ میر قطب شاہ کے ان چار بیبیوں سے (جو کہ اُوپر تحریر میں آچکی ہیں)۔ ۱۱ لڑکے اور ۳ لڑکیاں (یعنی کہ ۱۴ کس) پیدا ہوئے۔ لیکن ملک شیر محمد خان رئیس القوم اعوان نے اپنی کتاب تاریخ الاعوان میں یُوں تحریر کیا ہُوا ہے۔ کہ میر قطب شاہ کے اس کی بی بی عائشہ کے سوا بقایا ۳ بیبیوں سے محمدؐ (معروف بہ کندلان) کے سوا بقایا۔ ۸ لڑکے اور ۳ لڑکیاں پیدا ہوئے اور ملک حیدر علی الاعوان نے اپنی کتاب تاریخِ حیدری میں تحریر کیا ہُوا ہے کہ میر قطب شاہ کے بی بی عائشہ کے سوا بقایا ۳ بیبیوں سے عبداللہ و محمدؐ کے سوا بقایا ۹ لڑکے اور ۳ لڑکیاں پیدا ہوئے۔ پس اس بنا سے یہ متحقق ہُوا کہ اب تک صحیح طور پر علماءِ انساب و تواریخ میں سے نہ تو کسی نے قومِ اعوان کے موجد (یعنی کہ بانی) حسین نامی (معروف بہ عون) و قطب شاہ کے نسب نامہ کو بیان کیا ہُوا ہے اور نہ ہی عون کی وجہِ تسمیہ کو روائت کیا ہُوا ہے۔ اور نہ ہی کسی نے قطب شاہ کے واقعات تاریخی کی تمام کڑیوں کو تحریر کیا ہُوا ہے۔ سو آخر کار ان وجوہِ اسقام کی بنا پر غور کرنے سے یہ امر بخوبی روشن ہُوا کہ واقعی اب تک قطب الدین (معروف بہ قطب شاہ) کی سیرتِ پاک کی حقیقت ان وجوہِ اقسام کے عقدۂ مُعما کے چیستان (یعنی کہ مُعمائے خاموشی کی تاریکی) میں پڑی ہُوئی ہے۔ پھر چونکہ اس کی سیرتِ پاک کی ہر ایک نسبی و تاریخی کڑی کو اس معمارِ خاموشی کی تاریکی

ے نکال کر مراتبِ حقائق میں (کما حقہٗ) اس کے مناسب مرتبہ پر بیان کرنا بھی خدمتِ قوم کرنے کے م
بر دُرست آتا ہے۔ بایں وجہ میں نے صحیح طور پر اس کی سیرتِ پاک کے تحریر کرنے کو شروع کیا۔

تحقیقِ دوم

اس میں عقبِ جناب علیؓ امیرالمومنین بن ابُوطالب میں سے ساداتِ فاطمیہ و ساداتِ علویہ کے
اپنے جدی وطنِ عرب سے ہجرت کر کے دوسرے قرب و جوار کے ملکوں میں آنے کی وجہ اور ساداتِ علویہ
میں سے من ساداتِ محمدیہ (یعنی کہ امام ابن الحنفیہ) چند ایک خاص خاص بڑی بڑی مشاہیر ہستیوں کے
القابی و خطابی اسمائے پاک میں سے ہر ایک نام کی وجۂ تسمیہ کا بیان ہے۔ المطلب عقبِ علی امیرالمومنین
میں سے ساداتِ فاطمیہ و علویہ تمام کے بارہ میں اُردو ترجمۂ تاریخ ابنِ خلدون کی جلدِ پنجم کے واقعۂ کربلا کے
عنوان میں یوں مرقوم ہے کہ بعد شہادتِ حُسین بن علی امیرالمومنین کے جو ساداتِ فاطمیہ و ساداتِ علویہ (جو کہ فاطمہ
بنتِ رسُولؐ کے سوا علیؓ امیرالمومنین کی دوسری بیویوں سے) بقایا بچی تھی۔ اُس کو عبیداللہ بن زیاد نے زحر بن
قیس اور شمر بن ذی الجوشن کے ساتھ شام کے شہرِ دمشق میں یزید بن معاویہ کے پاس روانہ کیا تھا۔ پھر یزید نے
اُن تمام کو مدینہ منورہ میں روانہ کیا۔ پھر بعدہٗ واقعۂ حُرہ میں جبکہ اہالیانِ مدینہ کو الزامِ بغاوت میں مُسلم بن عقبہ
کی زیرِ کمان میں بنو اُمیہ نے قتل کیا تھا تو تب سے ہی میری تحقیق میں کچھ کچھ ان دونوں سادات کے مردمان
کو مدینہ منورہ سے مہاجرین بن کر عرب کے قرب و جوار کے دوسرے ملکوں میں آنا پڑا۔ جیسا کہ سوانح الحیات
جناب سُلطان باہوؒ میں حافظ محمد حمید اختر نے یوں تحریر کیا ہُوا ہے کہ مناقبِ سُلطانی کے بابِ اوّل کی فصلِ
دوم میں بحوالہ تاریخ نیاتثیہ کے یوں مسطور ہے کہ جب بنو امیہ و بنو عباسیہ کے اُمرا تختِ حکومت پر مُتمکن ہو
کر آ رہے تھے تو تب تب ہی وہ اپنے اپنے دورِ حکومت میں ساداتِ فاطمیہ و ساداتِ علویہ پر بڑے بڑے
جور و ستم اور طرح طرح کی سختیاں کیا کرتے تھے۔ تو تب تب ہی اوّل تو وہ اپنے ملکِ عرب میں ہی نقل مکانی کرتے
آ رہے تھے۔ پھر رفتہ رفتہ جب آخر کار وہ اِن سختیوں کو برداشت نہ کرتے ہوئے بے کس و بے چارہ ہو چکے تھے

۹۱

ب وہ اپنے وطنِ عرب سے ہجرت (یعنی کہ ترکِ وطنی) کر کے عرب کے قرب و جوار کے ملکوں میں آنا شروع ہوئے
کہ ان میں بنو عباس بن علی امیرالمومنین تو مُلکِ عراق میں آئے اور بنو محمد الاکبر بن علی امیرالمومنین میں سے
تو فارس کے مُلکِ خراسان میں آئے اور کچھ ترکستان میں آئے تھے۔ جو خراسان میں آئے تھے اُن میں سے
ل اوّل تو ایک بڑی مشہور ہستی عبداللہ نامی (معروف بہ راس المذری) محمد الاکبر بن علی امیرالمومنین کے تحت میں
نچویں پُشت پر پیدا ہُوا تھا جس کے بارہ میں سلسلۃ الاعوان (یعنی مکتوبِ عارف کالونی) میں مسطور ہے۔
اس نے خلیفہ ہارون الرشید کے دورِ حکومت (جو کہ ۱۷۰ھ سے لیکر ۱۹۳ھ تک رہا تھا) میں خراسان
سے آکر افغانستان کے شہرِ ہرات میں اپنی سکونت بنائی۔ اور اُس وقت ہرات حکومتِ غور میں شمار ہوتا
تھا اور حکومتِ غور کا امیر تب بانجی بن نہاران شنسبانی تھا اور اس امیر بانجی اور عبداللہ راس المذری (دونو
کے درمیان تنازع پیدا ہُوا جس کے آخر میں ہارون الرشید نے چونکہ عبداللہ راس المذری کو سپاہِ غور کا
ل (جس کا معنے زبانِ غوری میں شش آتا تھا مقرر کیا تھا۔ پس بایں وجہ (یعنی بحیثیتِ شش) وہ خاندان
شانی کے نام پر مشہور ہوا پس عبداللہ راس المذری کے خاندانِ ششانی ہونے کی یہی وجہ تسمیہ دُرست
پھر بعدہٗ حکومتِ ششانی کا اقتدار ختم ہُوا، اور عبداللہ راس المذری محمدی کا یہ دَورِ حکومتِ ششانی
شروع ہُوا اور وہ دَورِ ہجری کی چوتھی صدی کے آخیر تک اِسی عہدہ پر قائم رہا۔ لیکن میری تحقیق میں واقعات
ریخی کے رُو سے یہ دَورِ ششانی حسین بن محمدؐ کے سفرِ آخرت کو راہی ہونے (یعنی کہ ۴۲۳ھ کے بعد)
قائم رہا۔ المطلب عبداللہ (معروف بہ راس المذری) کی پُشت سے اس کے تحت میں پانچویں پُشت
پر دو ہستیاں اور پیدا ہوئیں جن میں سے ایک ہستی تو محمد بن الثانی بن محمدؐ ہے جس کو سُلطان محمود
کے باپ سبکتگین نے (اس وقت جبکہ خلیفۂ عباسی ہارون الرشید کے دورِ حکومت میں اس
نے مُلکِ خراسان و غور کو سر کیا تھا) سپاہِ غور کا شش مقرر کیا۔ پھر چونکہ زبانِ غوری میں محمدؐ کا معنے
حمد ہے اور ثانی کا معنے سُوری ہے۔ پس ان وجوہ کے رُو سے وہ غور میں محمد الثانی ششانی کے مقام پر
حمدی سُوری ششانی مشہور ہُوا۔ پس میری تحقیق میں تو محمد الثانی شش کے حمدی سُوری خاندان
ششانی ہونے کی یہی وجوہ تسمیہ دُرست ہیں۔ پھر چونکہ اس نے اپنے حسبِ وعدہ سلطان محمود کی
اعانت کرنے سے انکار کیا تھا۔ بایں وجہ ۴۰۱ھ میں لڑائی ہوئی اور وہ غزنی کو سلطان محمود کے ہمراہ آتے
ہوئے جیلان کے قریب پہنچ کر (خودکشی کر کے) سفرِ آخرت کو راہی ہُوا، اور اس کا سلسلۂ عقبی صرف

اس کے ایک لڑکے ابوالحسن احمد سے جاری ہُوا اور اس نے ۴۲۴ھ میں ہند کے مُلک بنارس کو فتح کیا۔
المطلب بعد محمد الثانی کے سفرِ آخرت کو راہی ہونے کے سُلطان محمود نے اس کے عُہدہ شِشانی پر ایک
اور دوسری ہستی یعنی کہ اس کے برادرِ حقیقی حسین بن محمد (جو کہ محمد سُوری شِشانی کے دورِ حکومت میں غزنی کی
سپاہ کا سالارِ سپاہ تھا) کو شِشش مقرر کیا۔ اور تب اُس کا بڑا لڑکا عقیل نامی بیشتر کا ہی سپاہِ غور کا دوسرا
شِش تھا یعنی کہ تب پدر اور پسر (دونوں) کا سپاہِ غور پر حکومتِ شِشانی کا دور ایک ہُوا۔ پھر چونکہ ان کے
دورِ حکومت میں اکثر ساداتِ فاطمیہ کے مردمان نے عرب کے ان نواحی ملکوں میں سے جہاں کہیں کہ وہ بستے آ رہے
تھے وہاں سے ہی وہ صلہ رحمی کی اُمید پر حسین بن محمد کے پاس غور اور ہرات میں آئے اور وہیں اُنہوں
نے اپنی سکونت بنائی۔ پھر چونکہ حسین بن محمد نامی ہمیشہ ان کی بہت ہی اعانت کیا کرتا تھا بایں وجہ ان ساداتِ
فاطمیہ کے مردمان نے صرف اس واحد حسین بن محمد کو ہی بروئے نسبت اعانتِ عون کا خطاب عطا کیا تھا نہ کہ
اعوان کا۔ کیونکہ اعوان تو جمع عون کا نام ہے۔ پس عون کی یہی وجہ تسمیہ درست ہے۔ پھر چونکہ عقبِ حسین بن
محمد کے تمام مردمان اُس کے عون نامِ خطابی کی طرف منسوب ہیں۔ بایں وجہ (یعنی کہ بروئے نسبت پدری) وہ
اعوان کے نام پر مشہور ہوئے۔ پس اعوان کی یہی وجہ تسمیہ درست ہے۔ لیکن تاریخ السبکتگین مؤلفہ بیہقی
متوفی بہ ۴۷۰ھ میں اس کے عون نام ہونے کی وجہ تسمیہ یوں مسطور ہے کہ خلیفۂ وقت ابوالعباس احمد القادر
باللہ عباسی بغدادی نے سُلطان محمود کو اس کے آخری دورِ حکومت میں ایک خط لکھا جس میں ابوعلی حسین کے
بارہ میں یوں تحریر کیا ہُوا ہے کہ وہ فرقۂ قرامطہ کے ساتھ رغبت رکھتا ہے جس کے جواب میں سُلطان محمود نے
یہ تحریر کیا کہ میں نے ابوعلی حسین کی اعانت سے ہندوستان کو فتح کیا اور سندھ کے قرامطہ کے ساتھ لڑ کر
ان کی حکومت کو ختم کیا اگر وہ قرامطی ہے تو میں خود ہی قرامطی ہُوں۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ نہ تو وہ قرامطی
ہے اور نہ ہی میں ہوں۔ اور اسی موقع پر ہی بروایتِ مکتوب کا کوئی سُلطان محمود کی طرف سے ابوعلی حسین
و اس کے لڑکوں کو یہ خطاب کہ تم میرے بڑے اعوان ہو عطا ہوا۔ پس وہ یہی وجہ ہے کہ جس کے رُو سے
اُن کے اعقاب اپنے آپ کو اعوان کہتے آ رہے ہیں۔ لیکن میری تحقیق میں تو یہ خطابِ عون صرف ایک ہی
محترم ہستی حسین بن محمد نامی کو ساداتِ فاطمیہ کی طرف سے عطا ہُوا تھا۔ جیسا کہ سُلطان محمود کے اس خطاب
عون کے عطا کرنے سے پیشتر ہی اُوپر تحریر میں آ چکا ہے۔ پھر چونکہ میری دانست میں ساداتِ فاطمیہ کُلی طور پر
حسین (معروف بہ عون) کے لڑکے عقیل نامی کی حمایت میں ہمیشہ امن و امان کے ساتھ رہتے تھے۔ بایں وجہ وہ

...ن شاہ کے نام پر مشہور ہُوا۔ پس امان شاہ کی یہی وجہ تسمیہ دُرست ہے۔ پھر چونکہ وہ ان سادات پر بڑی بڑی
...ایا (یعنی کہ بخششیں) کیا کرتا تھا۔ بایں وجہ وہ عطایا شاہ کے نام پر مشہور ہُوا۔ پس عطایا شاہ کی یہی وجہ تسمیہ
...ست ہے۔ المطلب اسی حسین بن محمد (معروف بہ عون) پر دوبارہ یہ جرم قائم ہُوا کہ اس کو اس کی سالگرہ کے
...قعہ پر مکہ مکرمہ میں مصر کے خلیفۂ فاطمیہ نے خلعتِ فاخرہ روانہ کی تھی۔ اس جُرم کے تحت میں اُس پر مقدمہ
...ر ہُوا۔ اور پھر وہ بوجہ خلیفۂ بغداد ابوالعباس احمد و سُلطان مسعود بن سُلطان محمود کی ذاتی دشمنی کے سُلطان مسعود
...ن سُلطان محمود کے حُکم سے عوام الناس کی اشکبار آنکھوں کے سامنے دارِ موت پر سوار ہو کر راہِ آخرت کو راہی ہُوا۔
...ر اس کا سرِ مُبارک سُلطان مسعود نے بغداد میں ابوالعباس احمد کے پاس روانہ کیا۔ اور مؤرخین اس کے راہِ
...خرت کو راہی ہونے کی تاریخ ۴۲۳ھ بتلاتے ہیں۔ المطلب پھر بعدہٗ میری تحقیق میں اسی حسین بن محمد (معروف
...عون) کے لڑکے عقیل کے دو لڑکے۔ ۱۔ امیر محمد (معروف بہ ورد) ۲۔ امیر قطب الدین نامی (معروف بہ امیر
...طب شاہ) پیدا ہوئے جن کا صحیح طور پر باترتیب نام بنام نسبِ پاک عمدۃ الطالب فی انساب آلِ ابی
...الب کی اصلِ سوم کی فصلِ سوم (یعنی کہ عنوانِ عقبِ محمد الاکبر (معروف بہ ابن الحنفیہ) میں سید احمد بن علی
...ن حسین کرمانی نے علیؑ امیر المومنین بن ابوطالب سے لے کر تحت میں عقیل نامی (یعنی کہ یارہویں پُشت)
...ت یوں تحریر کیا ہُوا ہے۔ علیؑ امیر المومنین مِنہُ مُحمّد الاکبر مِنہُ جعفر الاصغر مِنہُ عبداللہ
...منہ جعفر الثانی منہُ عبداللہ (معروف بہ راس المذری) مِنہُ ابوعلی اسحٰق مِنہُ علی مِنہُ
...محمّد منہ حسین مِنہُ عقیل پیدا ہُوا۔ پس بالآخر اس احقر کو اس عقیل بن حسین کے بارہ
...ں کُتب انساب و تواریخ میں غور کرنے سے یہ متحقق ہُوا کہ اس عقیل کے دو لڑکے تھے۔ ۱۔ محمد (معروف
...ورد) ۲۔ قطب الدین (معروف بہ قطب شاہ) جیسا کہ بابِ الاعوان کے بابِ دوم کی فصلِ نہم میں مولانا مولوی
...دالدین نے یوں بیان کیا ہُوا ہے کہ جالندھر وغیرہ کے کچھ اعوانوں کے نسب نامہ میں یُوں مسطور ہے
...طب الدین لقبہٗ قطب شاہ بن عقیل شاہ کُنیت ابومحمد آیا شاہ اور میری تحقیق میں یہ آیا شاہ درحقیقت
...عطایا شاہ تھا جیسا کہ اُوپر تحریر میں آ چکا ہے۔ لیکن ہند کے تمام راوی اس کو بوجہ اپنی بے علمی و بے احتیاطی
...کے بجائے حرفِ ع الف کو اور حرف ط و الف (یعنی کہ طا) کو ترک کر کے عطایا شاہ کو آیا شاہ روایت
...کرتے آ رہے ہیں جو کہ بالکل ہی معمائے نادرستی میں پڑا ہُوا ہے۔ پس اس بنا کے تحقیق سے متحقق ہُوا کہ یہ دو
...نام ہیں جن میں سے امان شاہ کو سوانح الحیات جناب شیخ سُلطان باہو کے بابِ اوّل کی فصلِ اوّل

(یعنی کہ عنوانِ نسب سُلطان باہُو ہو کر نقل از مناقبِ سلطانی فارسی بحوالۂ کتاب انساب نامہ جس کو مؤلفِ کتب انساب نامہ نے فتاوائے غیاثیہ سے روایت کیا ہُوا ہے) میں محمد حمید اختر نے یوں تحریر کیا ہُوا ہے شیخ قطب شاہ دھوبن شیخ امان شاہ وھوبن شیخ سُلطان حسین شاہ۔ پس اس روایت سے متحقق ہُوا کہ عقیل شاہ کا صفاتی نام امان شاہ ہے اور اس کے کُنیتی نام ابو محمد عطایا شاہ سے روشن ہُوا کہ عقیل بن حسین کے دو لڑکے تھے۔ ۱۔ محمدؒ (معروف بہ وردر) ۲۔ قطب الدین (معروف بہ امیر قطب شاہ) اور ان میں سے محمدؒ (معروف بہ وردر) کا عقب اعوانِ ملک کے نام پر اور امیر قطب شاہ کا عقب اعوانِ قطب شاہی کے نام پر مشہور ہُوا۔ اور یہ دونوں۔ ۱۔ امیر محمدؒ (معروف بہ وردر) ۲۔ امیر قطب الدین (معروف بہ قطب شاہ) حقیقی برادران ہیں اور وہ علی امیر المومنین کی پُشت سے نیچے میری تحقیق میں بارہویں پُشت پر آکر پیدا ہُوئے اور ان کا شجرۂ نسب یوں ہے۔

علیؓ امیر المومنین
↓
محمد الاکبر
↓
جعفر الاصغر
↓
عبداللہ
↓
جعفر الثانی
↓
عبداللہ رئیس المذری
↓
اسحٰق
↓
ابو علی
↓
علی
↓
محمد
↓
حسین
↓
عقیل
↓
امیر قطب الدین (معروف بہ قطب شاہ) — امیر محمد (معروف بہ وردر)

المطلب اس شجرۂ نسب کے رُو سے مُحقق ہُوا کہ جناب علیؓ امیر المومنین کی پُشت سے نیچے بوساطت محمد الاکبر (معروف بہ ابن الحنفیہ) بارہویں پشت پر ایک معروف ہستی عقیل نامی (معروف بہ دو نام خطابی۔ ۱۔ امان شاہ۔ ۲۔ عطایا شاہ) پیدا ہُوا۔ اور اس کے دو لڑکے تھے۔ ۱۔ محمدؒ۔ ۲۔ قطب الدین۔ پس اس بنائے تحقیق سے متحقق ہوا کہ جناب علیؓ امیر المومنین سے نیچے بارہویں پُشت پر محمدؒ اور قطب الدین (یعنی کہ دونوں برادران) پیدا ہوئے۔ اور ان میں سے محمدؒ کے بارہ میں ضلع سیالکوٹ کی تحصیل خاص میں ایک قلمی کتاب الانساب اعوان نوشتہ امیر نتھو نساب ساکن مُراقیوال میں یُوں مسطور ہے کہ وہ ہند میں وردر کے نام پر مشہور ہُوا۔ اور وہ ملکِ ماروائی راہِ آخرت کو راہی ہُوا۔ اور وہیں اُس کی تربتِ پاک بنی ہے۔ اور اس کے تین لڑکے تھے جن کے نام یہ ہیں۔ ۱۔ صیف اللہ۔ ۲۔ طارق (معروف بہ دو نام ۔ ۱۔ تارخ۔ ۲۔ ملک الدّہر) ۳۔ داراب اور ایک لڑکی سارہ نامی تھی۔ اور ان میں سے ملک الدہر کا لڑکا عبدالحئی نامی ہُوا۔ اور اُس کا لڑکا کمال الدین (معروف بہ ملک ہُوا) اور اس کے چار لڑکے تھے۔ ۱۔ سیف الدین۔ ۲۔ بہرام خاں۔ ۳۔ شیر علی ۴۔ خواجہ رُستم۔ پھر ان میں سے شیر علی کا لڑکا ابوبکر (معروف بہ ہی پال) ہُوا۔ اور اس کا ایک لڑکا ابراہیم (معروف بہ بھو) ہُوا۔ اور اس کا ایک لڑکا خواجہ الیاس نامی (معروف بہ دو نام۔ ۱۔ مہپال ۲۔ شہپال) تھا۔ پھر اس کا لڑکا پائندہ خان ہُوا۔ جس کے بارہ میں آئینِ اکبری میں بعنوان جدول بزرگانِ جاوید دولت یوں مسطور ہے کہ اس کے جملہ پسران میں سے ولی بیگ ذوالقدر اس لفظ کے بارہ میں دربارِ اکبری میں یوں مسطور ہے کہ یہ ترکمان میں ایک قبیلۂ نامور کا نام تھا۔ پھر چونکہ ذوالقدر کا معنی صاحبِ قدر ہے۔ بایں وجہ ولی بیگ قدر خان کے نام پر مشہور ہُوا۔ نمبر شمار ۳۵۵ دو صدی کے منصب پر معمور تھا اور اس کے دو لڑکے تھے۔ ۱۔ حسین قلی خاں (معروف بہ خان جہان) نمبر شمار ۲۴ پنج ہزاری کے مرتبہ پر معمور تھا۔ ۲۔ اسمٰعیل قلی خان (معروف بہ تلسی خان) نمبر شمار ۴۶۔ سہ ہزار پنج صدی کے مرتبہ پر مامور تھا اور اس کے تین لڑکے تھے۔ ۱۔ ابراہیم قلی خان نمبر شمار ۳۱۸ سہ صدی کے مرتبہ پر مامور تھا۔ ۲۔ سلیم قلی خاں نمبر شمار ۳۵۳ دو صدی کے مرتبہ پر مامور تھا۔ ۳۔ خلیل قلی خان نمبر شمار ۳۵۴ دو صدی کے مرتبہ پر مامور تھا۔ پھر چونکہ دربارِ اکبری میں بعنوانِ اسمٰعیل قلی خاں یوں مسطور ہے کہ اسمٰعیل قلی خاں ۹۳۳ھ میں گجرات کا حاکم ہُوا۔ اور ۹۳۹ھ میں وہ کابل کو رُخصت ہُوا۔ تاکہ وہ اپنی جائے بخشیش کو کاشت کرائے۔ پھر وہ ۹۴۲ھ کے جلوس میں چار ہزاری منصب کے مرتبہ پر مامور ہُوا۔ بعدہٗ اس نے بوجہ کسی نہ کسی امر کے سیالکوٹ کی مغربی طرف میں دو کوس کی دُوری پر آکر ایک ویران میدان میں اپنی سکونت بنائی اور وہاں کی زمین بخشیش کو اس نے اپنے تین لڑکوں پر یوں تقسیم کیا۔ ابراہیم کو جنوب کی طرف اور خلیل کو شمال کی طرف کیا اور سلیم کو اُن کے

درمیان میں رکھا اور خود آپ سلیم کے ساتھ رہا اور وہیں وہ راہِ آخرت کو راہی ہُوا۔ اور وُہیں اس کی پاک بنی ہُوئی ہے۔ یہ خانقاہِ شاہ اسمٰعیل کے نام پر مشہور ہوتی ہوئی آرہی ہے اور وہیں عقب سلیم و خلیل کے مردوں کی قبریں بنتی آرہی ہیں۔

المطلب محمد (معروف بہ ورد) سے نیچے بارہویں پشت پر سلیم پیدا ہُوا۔ جس کا لڑکا نادر علی ہُوا۔ اور اس کا لڑکا عنایت اللہ تھا۔ جس کے دو لڑکے ہُوئے۔ ۱۔ تورا ۔ ۲۔ بوڑا۔ پھر ان میں سے بوڑا کا لڑکا برخوردار ہُوا اور اس کے دو لڑکے تھے۔ ۱۔ وارث ۔ ۲۔ وریام۔ پھر ان میں سے وریام کے تین لڑکے ہُوئے۔ ۱۔ نانک ۲۔ موبھو ۔ ۳۔ شادی ۔ پھر ان میں سے نانک کا لڑکا دسوندی ہُوا۔ اور اس کے دو لڑکے تھے۔ ۱۔ نتھو ۲۔ اروڑا۔ پھر ان میں سے نتھو کے دو لڑکے تھے۔ ۱۔ محمد علی ۔ ۲۔ نواب۔ پھر اُن میں سے محمد علی کے تین لڑکے ہُوئے۔ ۱۔ ہاشم الدین ۔ ۲۔ برکت ۔ ۳۔ علی محمد۔ پھر ان میں سے ہاشم الدین مؤلفِ کتاب حقیقۃ الاعوان فی آلِ حبیب الرحمٰن کے تین لڑکے ہیں۔ ۱۔ سخی اللہ۔ ۲۔ نسیم اللہ۔ ۳۔ منیر اللہ۔

اب خود میں اپنے نسب نامہ کو اس مقام پر حسبِ تحت تحریر کرتا ہُوں۔

نمبر شمار	مادری نام	معروفی نام	کیفیت
۱	مُحمد	ورد	
۲	طارق	تارخ	پھر چونکہ اس طارق کا ہی خطابی نام ملک الدہر ہے۔ بایں وجہ اس کا عقب اعوان ملک کے نام یعنی کہ موغی پر مشہور ہُوا۔
۳	عبدالحی	حیتو	
۴	کمال الدین	کمال	
۵	شیر علی	شیر	
۶	ابوبکر	مہی پال	
۷	ابراہیم	بھتو	
۸	خواجہ الیاس	سہپال	میری تحقیق میں درحقیقت یہ نام شہپال ہے۔
۹	پایندہ خان	بابا پیو	
۱۰	ولی بیگ ذوالقدر	قدر خاں	
۱۱	اسمٰعیل	تلسی خان	
۱۲	سلیم قلی خان	سلیم	
۱۳	نادر علی	نادر	
۱۴	عنایت اللہ	عنایت	
۱۵	بُوڑا	بُوڑا	
۱۶	برخُوردار	برخوردار	
۱۷	وریام	وریام	
۱۸	نانک	نانک	
۱۹	دسوندی	دسوندی	
۲۰	نتھو	نتھو	
۲۱	محمد علی	محمد علی	
۲۲	ہاشم الدین	ہاشم الدین	
۲۳	سخی اللہ نسیم اللہ منیر اللہ		
۲۴	تقی اللہ نعمت اللہ حشمت اللہ		

المطلب میری تحقیق میں تو جناب علیؑ امیر المومنین کی پشت سے لیکر قطب شاہ کا نیچے آکر بارہویں پشت پر پیدا ہونا ثابت ہے۔ لیکن سر سلسلۃ الاعوان (یعنی کہ مکتوب کاکوئی) میں یوں مسطور ہے کہ عقیل سے امیر عباس منہ امیر محمد منہ حسن منہ حسین منہ قطب شاہ پیدا ہوا۔ یعنی کہ اس روائیت کے رُو سے علی امیر المومنین کی پشت سے لیکر قطب شاہ کا نیچے آکر سولہویں پشت پر پیدا ہونا تسلیم کرنا پڑتا ہے لیکن میری تحقیق میں تو عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب کی روائیت (جو کہ اوپر تحریر ہو چکی ہے) میں امیر قطب شاہ کا نسب پاک صحیح طور پر باربط و باترتیب نام بنام بارہ پشتوں پر مرتب ہے۔ لیکن بنسبت اس روایت کے مکتوب کاکوئی کی روائیت میں عقیل کے نیچے اور قطب شاہ کے اوپر (یعنی کہ دونوں ناموں) کے درمیان میں یہ چار نام ۱۔ عباس۔ ۲۔ محمد۔ ۳۔ حسن۔ ۴۔ حسین اور مسطور ہیں۔ لیکن میری تحقیق میں ان چاروں ناموں کا اوپر قطب شاہ کے نسب پاک میں تسلیم کرنا مشکوک اور نادرست ہے۔ بایں وجہ کہ آئینہ حقیقت نما کے باب سوم کے شرح کے افغان خاندان غوری میں مولانا اکبر شاہ خاں نے یوں تحریر کیا ہوا ہے کہ افغان شنب بن حریق (جو کہ غور کا رئیس تھا) کی پشت سے محمد بن سوری سیاہ غور کا حاکم ہوا۔ اور اس کے بعد اس کا لڑکا ابو علی حاکم غور ہوا۔ بعد اس کے اس کا برادر حقیقی شیش امیر غور ہوا۔ بعدہٗ اس کا لڑکا عباس امیر غور ہوا۔ اس کے بعد اس کا لڑکا محمد امیر ہوا۔ پھر اس کا لڑکا قطب الدین حسن امیر ہوا۔ پھر اس کا لڑکا عزالدین حسین امیر ہوا۔ اور اس کے سات لڑکے تھے ۱۔ فخرالدین مسعود۔ ۲۔ قطب الدین محمد۔ ۳۔ سیف الدین سوری۔ ۴۔ بہاؤالدین سام۔ ۵۔ علاؤالدین حسین ۶۔ شہاب الدین محمد۔ ۷۔ شجاؤالدین علی۔ جن کا شجرہ نسب حسب تحت مسطور ہے۔

سوری
|
محمد

- ابو علی
- شیش
  - عباس
  - محمد
  - حسن
  - حسین
    - فخرالدین مسعود
    - قطب الدین محمد
    - سیف الدین سوری
    - بہاؤالدین سام
    - علاؤالدین حسین
    - شہاب الدین محمد
    - شجاؤالدین علی
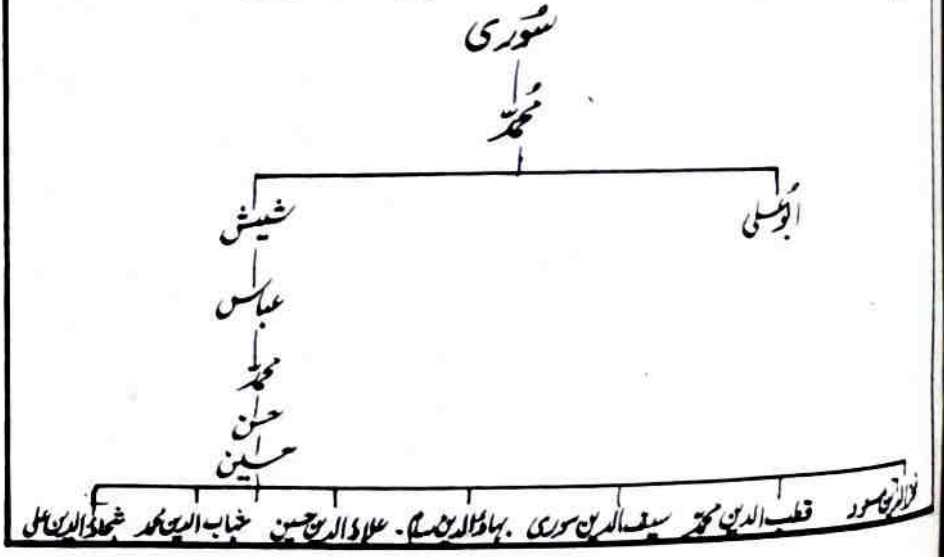
اب امیر قطب شاہ کے شجرۂ نسب کو میں بروایت مکتوب کاکوئی یہاں پیش کرتا ہوں۔

عبد المطلب
|
ابو طالب
|
علی امیر المومنین
|
محمد الاکبر
|
جعفر الاصغر
|
عبد اللہ
|
جعفر الثانی
|
عبداللہ راس المذری
|
ابو علی السحق
|
علی
|
محمد

- محمد الثانی
  - ابوالحسن احمد
- ابو علی حسین
  - عقیل
  - امیر عباس
  - امیر محمد
  - قطب الدین حسن
  - حسین
  - قطب شاہ
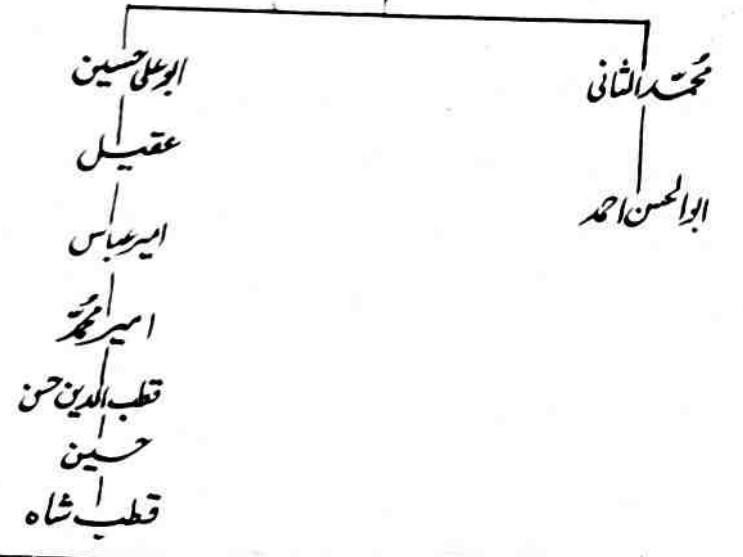
انتباہ

اس تحقیقِ دوم پر غور کرنے سے متحقق ہوتا ہے کہ درحقیقت سالار ساہو کا نام سالار حسین بن محمد بن علی بن
اسحٰق تھا۔ لیکن ہندی راویوں میں چونکہ یہ دستور مدت کا جاری ہو کر آرہا تھا۔ کہ وہ ہر ایک بڑی بڑی نامور ہستی کے نام
کے آخر پر بوجہ اس کی مشہوری کے شاہ کا لفظ بڑھا کر روائیت کیا کرتے آرہے تھے۔ بایں وجہ وہ اپنے اس دستورِ ملکی
کی مطابقت پر اپنی اپنی روایت میں حسین نام کے آخر پر شاہ کا لفظ بڑھا کر حسین شاہ روائیت کرتے آرہے تھے۔ پھر بعد
کچھ مدت کے ان راویوں نے اپنی آسان بیانی کی خاطر حسین شاہ کے نام سے حسین کو ترک کر کے صرف شاہ کا
ہی شاہو بنا کر شاہو روایت کرنا شروع کیا۔ پھر بعدہٗ وہ شاہو کے شین کو سین بنا کر ساہو روائیت کرتے آ
رہے ہیں۔ جیسا کہ تحقیقِ اوّل میں بحوالۂ تاریخ سید سالار مسعود غازی اُردو ترجمہ مرأتِ مسعودی پیشتر کا یہ امیر ساہو
نام تحریر ہو چکا ہُوا ہے۔ سو اس بنا کے رو سے روشن ہوا کہ حسین بن محمدؒ کے کل اسمائے پاک حسبِ تحت آٹھ
سطور ہیں۔ ۱۔ احمد حسین بن محمد۔ ۲۔ ابو علی حسین۔ ۳۔ حسین شاہ۔ ۴۔ امیر شاہو۔ ۵۔ امیر ساہو۔
۶۔ امیر حرب میکائیل۔ ۷۔ حسنک میکال۔ ۸۔ عون۔ پس یہ تمام اسمائے پاک درحقیقت ایک ہی محترم
ہستی حسین نامی کے ہیں۔ جن میں سے دو نام حسین (معروف بہ حسین شاہ)۔ ۲۔ امیر شاہو (معروف
بہ امیر ساہو) جو ہیں۔ ان میں سے حسین شاہ کے بارہ میں مکتوبِ کاکوئی میں یوں مسطور ہے کہ وہ
۴۲۳ھ میں ذرہِ موت پر سوار ہو کر سفرِ آخرت کو راہی ہوا۔ اور اسی طرح ہی امیر ساہو کے بارہ میں
تاریخ سید سالار مسعود غازی اُردو ترجمہ مرأتِ مسعودی میں یوں مسطور ہے کہ وہ ۴۲۳ھ کے ماہِ شوال
کی پچیسویں تاریخ کو راہِ آخرت کو راہی ہُوا۔ پس اس بنا کے رُو سے متحقق ہُوا کہ یہ دونوں نام۔ ا۔ حسین شاہ
میر ساہو ایک ہی آدمی کے نام ہیں۔ کیونکہ ان دونوں ناموں کے راہِ آخرت کو راہی ہونے کی ایک
ہی ۴۲۳ھ کے ماہِ شوال کی پچیسویں تاریخ مسطور ہے۔

تحقیق سوم

اِس میں مُستند و مختصر صحیح طور پر جناب قطب الدین (معروف بہ قطب شاہ) کی سیرتِ پاک کا بیان ہے۔
سو اس بارہ میں ملک عارف کاکو کے مکتوب میں یوں مرقوم ہے کہ واقعۂ کربلا کے اوّل تحریکِ علوی کا امام محمد الاکبر بن
علیؓ امیر المومنین (معروف بہ محمد بن الحنفیہ) ہُوا۔ اور دوسرا امام محمد ابن الحنفیہ کا بیٹا ابو ہاشم علی ہُوا۔ اور
اس نے ۱۰۰ھ میں سفرِ آخرت کو راہی ہوتے ہوتے اِس تحریکِ علوی کا امام اپنے ہم جدی محمد بن علی بن عبداللہ بن
عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم کو مقرر کیا۔ یعنی کہ آغاز تحریکِ عباسیہ کا یوں ہُوا۔ پھر خلافتِ بنو عباسیہ قائم ہوئی۔
المطلب اس تحریکِ علوی کے امام محمد (بن) الحنفیہ نامی کا سلسلہ عقبی صرف عبداللہ راس المذری بن جعفر الثانی بن عبداللہ
بن جعفر الاصغر بن محمد الحنفیہ سے جاری ہُوا۔ پھر چونکہ اس کا یہ سلسلہ عقبی بطور امتیاز جناب امام محمد ابن الحنفیہ کی طرف
منسوب ہے۔ بایں وجہ وہ ساداتِ محمدیہ اور بنو حنفیہ کے نام پر مشہور ہوا۔ سو اس بنا سے متحقق ہُوا کہ عبداللہ راس
المذری ساداتِ محمدیہ (معروف بہ ساداتِ حنفیہ) سے تھا۔ جس کے نیچے ساتویں پشت پر ہر قطب شاہ کا ہجری
کی پانچویں صدی کے رُبع آخری میں پیدا ہُوا۔ جس کی سیرت کے بارہ میں اس تحقیق کے اوراق میں واقعاتِ تاریخی
کا بیان باربط و باترتیب اپنے اپنے مقامِ مناسب پر مسطور ہے۔ جن پر بروئے انصاف محققانہ طور پر غور کرنے سے
متحقق ہوتا ہے کہ اوّل امیر قطب شاہ کی صرف ایک ہی بیوی عائشہ بنت سید عبداللہ تھی۔ جس کے بطنِ پاک
سے صرف دو ہی لڑکے ۱۔ عبداللہ (معروف بہ گوہر علی)۔ ۲۔ محمدؒ (معروف بہ کندلان) پیدا ہُوئے۔ اب اس مقام
پر میں تقریبِ مناسب کے رُو سے سیرتِ قطب شاہ کے بیان کرنے سے پیشتر بصورتِ مقدمہ اصولی طور پر محققین
کے روبرو تین سطروں کو پیش کرتا ہُوں تاکہ ہر طرح کے سقم اور شکوکِ طالب سے یہ سیرت پاک رہے۔ ا۔ یہ کہ
زادالاعوان (نام کتاب) کے باب چہارم کی فصل ہفتم میں مولانا مولوی نور الدین نے حسبِ تحت یوں
بیان کیا ہُوا ہے کہ تاریخ مخزنِ ہند مطبوعۂ نولکشور کی فصلِ پنجم کے صفحہ ۱۲۲ میں منشی ہنومان پرشاد
نے یوں تحریر کیا ہُوا ہے۔ وقتیکہ محمود غزنوی لشکرِ اسلام را بہند آوردہ بود۔ اکثر اقوامِ ہند خصوصًا اقوامِ
نواح پنجاب و کوہستان او در اسلام آوردند۔ و در ہمیں اثنا شہاب الدین غوری تاخت آورد۔

لودی افغان و خلجی ترکان بیار اعوانِ اُو بودند تا انکہ سلطنتِ اسلام بعدِ غوری در خاندانِ غلامان مستقل قائم شد۔ شاہانِ شاہان اکثر خلق را خصوصًا اقوامِ شمالی ہند را در اسلام آوردند۔ و در اجمیر و خراسان معین الدین نام شخصے ساکن شُد۔ و در مُلتان از بغداد بہاؤ الدین نام شخصے آمد۔ بدستِ ایشاں چنداں اسلام آوردند۔ و از نو مسلم اقوام ساکنانِ غیر ملک پیوند ے یافتند۔ اکنوں در مُلکِ ہند اکثر مسلمان از ہماں نو مسلمان اند۔ چنانچہ اولادِ معین الدین اجمیر از دختر راجہ بسیار است۔ و از دختر راجہ گوکر ہم بسیار شُدند۔ گویند کہ امیر قطب نام شخصے از بغداد بہند آمد۔ سہ زنانِ ہند در نکاح آوردہ بود۔ و از ایشاں نسل بسیار شد۔ ترجمۂ اُردو۔ جبکہ محمود غزنوی لشکرِ اسلام کو ہند میں لے کر آیا تھا تو ہندوستان کی اکثر قوم میں خاص کر نواحِ پنجاب و کوہستان کی مسلمان ہوئیں۔ اور اُسی زمانہ میں شہاب الدین غوری نے حملہ کیا جس کے لودی افغان اور خلجی ترک بہت معاون تھے حتّٰے کہ بعد خاندان غوری کے خاندانِ غلاماں میں سلطنت اسلامیہ مستقل ہوئی اور شاہانِ غلامی نے اکثر خلق کو خاصکر شمالی ہند کو مسلمان کیا اور اجمیر میں ایک ولی معین الدین نامی خراسان سے آیا اور مُلتان میں بغداد سے شیخ بہاؤ الدین نامی آکر مقیم ہُوا۔ بہت سے آدمی ان کے ہاتھ پر مُسلمان ہوئے اور ان نو مسلموں سے اقوام ساکنانِ غیر ملک کا ناطہ ہونا شروع ہُوا۔ اب ملک ہند میں انہیں نو مُسلموں سے بہت مُسلمان ہوتے آرہے ہیں جیساکہ ولی معین الدین اجمیری کی اولاد ایک راجہ کی لڑکی کے بطنِ پاک سے بہت ہے۔ اور ایسے ہی راجہ گوکر کی لڑکی کے بطنِ پاک سے بہت ہوئی۔ کہتے ہیں کہ ایک شیخ امیر قطب نام بغداد سے ہند میں آیا۔ اُس نے ہند کی تین عورتوں کے ساتھ نکاح کیا تھا اور ان سے بہت لڑکے لڑکیاں پیدا ہوئے۔ لیکن میری تحقیق میں واقعاتِ تاریخی سے متحقق ہوتا ہے کہ امیر قطب شاہ غور سے مُلکِ ہند کے قلعۂ کالنجر (یعنی کہ کاہیلہ) میں آیا نہ کہ وہ بروئے روائیتِ مولوی نور الدین بغداد سے آیا تھا۔

۱۔ یہ کہ سیرتِ امیر قطب شاہ کے بیان کرنے سے پیشتر ہی تحقیقِ اوّل میں یہ تحریر ہو چکا ہے کہ جب حسین بن محمد (معروف بہ امیر ساہو) نے ۱۰۱۸ھ میں بحکمِ سلطان محمود غزنوی ہند میں آکر اجمیر و کالنجر (معروف بہ کاہیلہ) وغیرہ کو فتح کر کے فتحنامہ سلطان کے دربار میں روانہ کیا تھا تو تب سلطان نے خوش ہو کر سالارِ ساہو کو بطورِ انعام کاہیلہ کا ملک عطا کیا تھا۔ پھر بعدہٗ امیر ساہو نے کاہیلہ میں اپنا مقامِ سکونت بنایا۔ اور وہیں اپنے مقامِ سکونت کے قرب و جوار میں وہ ہنود کے ساتھ جہاد (یعنی کہ خدا کی راہ میں) لڑائیاں کرتا رہا تھا۔ پس بایں وجہ متحقق ہوا کہ تب (یعنی کہ ۱۰۱۸ھ) سے ہی امیر ساہو کا وطن یہ مُلکِ ہند بن چکا ہُوا تھا۔

۲۔ یہ کہ ایسے ہی تحقیقِ دوم کی تحریر میں یہ پیشتر آچکا ہے کہ عبداللہ راس المذری بعہدِ ہارون الرشید سیاہ غور کا شیش

یعنی کہ جرنل) مقرر ہُوا تھا اور بعدہٗ رفتہ رفتہ اس کا یہ عُہدہ حکومتِ شنشانی حسین بن محمد (معروف بہ امیر ساہو) کو عطا ہُوا۔ پھر اس کے سفرِ آخرت کو راہی ہونے کے بعد اس کے لڑکے عقیل (معروف بہ امان شاہ) پر ختم ہُوا جس کا لڑکا امیر قطب شاہ نامی تھا۔ پھر چونکہ امیر قطب شاہ سے پیشتر کا ہی اُس کے آباء الکرام میں سے اس کے دادا اور باپ کا حکومتِ غزنویہ سے ہر قسم کا تعلق منقطع ہو چکا ہُوا تھا۔ بایں وجہ اس نے بعد اپنے باپ امان شاہ کے راہِ آخرت کو راہی ہونے کے بعیت اپنے اقربائے کُنبہ کے مجاہدین کی ایک بہت بڑی جماعتِ اسلامیہ کو غور وغیرہ سے تیار کر کے ہند میں اپنے دادا کے وطن (یعنی کہ کاہیلہ) میں آیا اور وہیں مقیم ہو کر وہ وہاں کے قرب و جوار میں جہادی (یعنی کہ ہنود کے ساتھ خدا کی راہ میں) لڑائیاں کرتا رہا تھا حتّٰے کہ وہ صوبۂ بہار میں پہنچا اور وہاں اُس نے کافی نورِ ایمان کا سکہ جاری کیا۔ تا آنکہ پھر اُس نے راجۂ منیر پر حملہ کر کے منیر پر فتح پائی۔ پھر اس نے نواح دہلی وغیرہ میں پہنچ کر نورِ اسلام کو خُوب روشن کیا۔ حتّٰے کہ اُس کی جہادی شجاعت کے بارہ میں ہند کے کونہ پر نعرۂ اللہ اکبر کا شہرہ ہُوا۔ بعدہٗ پھر اس نے پنجابِ شمالی میں پہنچ کر شیخوپورہ کے قریب اپنا ایک مقامِ سکونت بنایا۔ اور اس کا نام خانقاہِ علویتین کھا اور اس کے اس مقامِ سکونت کے قبرستان کا نام قُبّۃ الشہدا کے نام پر مشہور ہُوا۔ پھر چونکہ اس قبرستان میں بعد کافی بُعدِ دہور کے ۱۰۱۱ھ میں قومِ ڈوگر کے ایک ولی نعمت اللہ (معروف بہ حاجی دیوان) کی تربتِ پاک بنی تھی۔ بایں وجہ تب سے اُس خانقاہِ علویتین کا نام خانقاہِ ڈوگراں کے نام پر مشہور ہو کر آرہا ہے۔ المطلب امیر قطب شاہ اپنے اس مقامِ سکونت کے قرب و جوار میں جہادی (یعنی کہ ہنود کے ساتھ خدا کی راہ میں) لڑائیاں کرتا رہا حتّٰے کہ وہ پنجاب شمالی کے کوہستانِ نمک کی اُن وادیوں میں آیا جن کا سلسلہ داؤد خیل کی سرحد سے لے کر دریائے سندھ کی سمت شرقی سے شروع ہو کر جہلم تک آتا ہے۔ اور اِن وادیوں میں وہ داؤد خیل کی طرف سے ہو کر اوّل دین کوٹ میں آیا، اور وہاں کے رئیس (یعنی کہ راجہ کلک راجپوت گوکر) کے ساتھ وہ معرکہ آرا ہُوا۔ اور آخرکار وہ راجہ بمعیت اپنی تمام رعایا کے مسلمان ہُوا۔ اور اس نے مُسلمان ہو کر اپنی خوشی سے اپنی لڑکی (جس کا اسلامی نام اُس نے زینب رکھا تھا) کا نکاح امیر قطب شاہ کے ساتھ کیا۔ بعدہٗ امیر قطب شاہ نے بہکر کو فتح کیا۔ پھر اس نے پوٹھوہار کو اپنا رُخ کیا۔ اور وہاں کے راجہ پرتھوی راج نامی راجپوت چوہان کو مسلمان ہونے کی ہدایت کی لیکن اوّل وہ وہاں پر نہ آیا۔ بلکہ وہ برعکس آپ کی ہدایت کے لڑائی کرنے پر تیار ہُوا۔ اور آخرکار وہ لڑائی میں شکست کھا کر مُسلمان ہوا۔ پھر اس نے راجہ کلک کی طرح ہی اپنی لڑکی (جس کا اسلامی نام اُس نے خدیجہ رکھا تھا) کا نکاح امیر قطب شاہ کے ساتھ کیا۔ بعدہٗ امیر قطب شاہ نے سون سکیسر کو فتح کیا۔ پھر اس نے راجۂ طلح راجپوت کو اپنا مطیع کیا۔ پھر راجہ نے اپنی

لڑکی جس کا اسلامی نام اُس نے اُمِ کلثوم رکھا تھا) کا نکاح امیر قطب شاہ کے ساتھ کیا۔ پھر امیر قطب شاہ نے
دینار، کہوٹ وغیرہ کو سر کرکے کوہستانِ نمک کی تمام وادیوں میں نُورِ ایمان کو روشن کیا۔ پس اس بنا کی رُو سے متحقق
ہوا کہ امیر قطب شاہ کی چار بیویاں تھیں۔ اوّل عائشہ تھی جس کے بطنِ پاک سے دو لڑکے پیدا ہوئے جو کہ پیشتر تحریر
ہوچکے ہیں۔ دوم زینب بنت راجہ کلک راجپوت گوکر تھی جس کے بطنِ پاک سے تین لڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئے۔
۱۔ عون علی (معروف بہ کلان)، ۲۔ احمد علی معروف بہ دو نام خطاب۔ ا۔ درِ یتیم، ۲۔ جہان شاہ)، ۳۔ زمان علی معروف
بہ گوکس اور لڑکی کا نام رقیہ تھا۔ سوم خدیجہ بنت راجہ پرتھوی راج راجپوت چوہان تھی جس کے بطنِ پاک سے تین لڑکے
اور ایک لڑکی پیدا ہوئے۔ ا۔ نجف علی (معروف بہ محمد یحییٰ)، ۲۔ فتح علی معروف بہ کلدان)، ۳۔ محمد علی (معروف بہ
ذہان) اور لڑکی کا نام فاطمہ تھا۔ چہارم اُمِ کلثوم بنت راجہ طلیع راجپوت تھی۔ جس کے بطنِ پاک سے تین لڑکے
اور ایک لڑکی پیدا ہوئے ا۔ نادر علی معروف بہ محمد عثمان)، ۲۔ بہادر علی (معروف بہ محمد طلیع)، ۳۔ کرم علی (معروف
بہ محمد رؤف) اور لڑکی کا نام ہاجرہ تھا۔ پس اس بنا کے رو سے متحقق ہوا کہ امیر قطب شاہ کے کُل ۱۱ لڑکے اور
تین لڑکیاں تھیں۔ جن کی معیت میں وہ وہیں اپنے مقامِ سکونت کی نواح میں جہادی (یعنی کہ خدا کی راہ میں) لڑائیاں
کیا کرتا رہا حتےٰ کہ اُسی اثنائیں محمد (معروف بہ سُلطان شہاب الدین) بن سام غوری نے غزنی سے ایک عساکرِ اسلامیہ
کی جمعیت تیار کرکے ہند میں آکر راجۂ قنوج پتھورا نامی (معروف بہ پرتھوی راج) پر حملۂ دوم کیا تھا۔ اور اس حملہ کے
بارہ میں طبقاتِ ناصری کے الطبقۃ التاسعۃ عشر کے عنوانِ ثانی (یعنی کہ محمد بن سام) میں بروایتِ منہاج الدین عثمان
بن سراج الدین یوں مسطور ہے کہ سُلطان شہاب الدین غوری نے یہ حملہ ۵۸۸ھ راجہ قنوج پتھورا نامی (معروف بہ
پرتھوی راج) پر علاقۂ تھانیسر کی ایک بستی تراوڑی نامی (معروف بہ ترائن) کے میدان میں دوبارہ کیا تھا۔
اور اس لڑائی میں راجۂ پرتھوی راج نامی ہلاک ہُوا۔ اور سُلطان شہاب الدین غوری نے فتح پائی اور اس لڑائی کے
بارہ میں تاریخِ حیدری کے صفحہ ۲۸ میں یوں مسطور ہے کہ پنڈت لکھمی داس کشمیری نے بروئے روایت چند بردہ (مقرب
راجہ پرتھوی راج) اپنی اُردو تاریخ ہند نامی میں یُوں تحریر کیا ہُوا ہے کہ راجہ پرتھوی راج نامی کے ساتھ محمدؐ
(معروف بہ سُلطان شہاب الدین غوری) بن سام کی لڑائی ہوئی اور اس لڑائی میں سُلطان شہاب الدین غوری
نے فتح پائی۔ راج مسلمانوں کا ہُوا اور سُلطان شہاب الدین غوری کے لشکر میں بہت سے مجاہدین آئے۔
جن میں سے کچھ تو واپس ہوئے اور کچھ یہاں ہی رہے اور جو یہاں رہے تھے اُن میں سے ایک امیر قطب مجاہد
نامی تھا جس نے ہندی تین عورتوں کے ساتھ باری باری اپنا نکاح کیا اور اُن سے بہت لڑکے لڑکیاں پیدا ہوئے۔

پس اس روایت سے متحقق ہُوا کہ جب سُلطان شہاب الدین غوری نے راجہ پرتھوی راج پر حملہ کیا تھا تو تب امیر قطب شاہ
اپنے اس مقامِ سکونت (جو کہ اوپر خانقاہ علویتین کے نام پر تحریر میں آچکا ہے) سے اپنی جماعت مجاہدین کو اپنے
ساتھ لے کر سُلطان شہاب الدین غوری کے لشکرِ اسلامیہ میں شریک ہوکر رہا تھا۔

الملطب میری تحقیق میں تو واقعاتِ تاریخی کے رُو سے بعد فتح سُلطان شہاب الدین غوری کی اس لڑائی کے
امیر قطب شاہ صوبۂ بہار کو روانہ ہُوا۔ اور وہیں وہ راہِ آخرت کو راہی ہُوا۔ لیکن عارف کا کوٹ کے مکتوب میں بحوالہ
تاریخ مکدہ (یعنی کہ بہار) مؤلفہ فصیح الدین بلخی یوں مسطور ہے کہ کچھ مؤرخین تو امیر قطب شاہ کا مزار پاک غزنی
میں اور کچھ صوبۂ بہار کی ایک بستی شہید اعوان نامی کی مسجد کے پس پُشت کے میدان میں بتاتے ہیں اور اس کے راہِ
آخرت کو راہی ہونے کی تاریخ کسی نے تو ۵۴۳ھ اور کسی نے ۵۵۶ھ اور کسی نے ۵۸۵ھ تحریر کی ہے لیکن
یہ تینوں تاریخیں ہی نادرست ہیں۔ بایں وجہ کہ ان تاریخوں کے بعد ۵۸۸ھ تک تو وہ حیات تھا۔ جیسا کہ اُوپر کی
لڑائی میں اس کی شراکت سے اس کی برہانِ حیاتی روشن ہوچکی ہے۔ پس ان واقعاتِ تاریخی کے رُو سے متحقق ہُوا
کہ امیر قطب شاہ ۵۸۸ھ کے بعد صُوبۂ بہار کی ایک بستی شہید اعوان نامی میں راہِ آخرت کو راہی ہُوا۔ اور وہیں منیر
سے پُورب کی طرف دو کوس کی دُوری پر شہید اعوان نامی کی مسجد کے پس پُشت کے میدان میں اس کی تربتِ پاک
بارانِ رحمت کا نشان بنا ہوا ہے۔ اور غزنی کی طرف اس کو منسوب کرنا بعید از حقیقت ہے اور ایسے ہی کچھ اعوان
یہ کہتے ہیں کہ امیر قطب شاہ نے پنجاب شمالی میں جھنگ سے شمال کو ۱۴ کوس کی دُوری پر اپنا ایک مقامِ سکونت اور
بنایا تھا۔ پھر وہیں بمعیت اپنے عساکرینِ اسلام کے اشاعتِ اسلام کرتے ہوئے آپ نے سفرِ آخرت کو اختیار
کیا اور وہیں آپ کی تربتِ پاک بنی ہوئی ہے اور وہ قطبِ اعوان کے نام پر مشہور ہے اور اس کا نقشہ عنوانِ
سوم کی تحقیق دوم میں چھپا ہے لیکن یہ کسی نوشتۂ تاریخ میں نہیں ہے۔ الملطب امیر قطب شاہ کے سفرِ آخرت کو
راہی ہونے کے بعد اوّل صوبۂ بہار سے عبداللہ (معروف بہ گوہر علی) بمعیت اپنے برادر محمد (معروف بہ کندلان) کے پنجاب
شمالی (یعنی کہ کوہستان نمک) کے کوہِ سکیسر میں آیا اور وہاں اس کی پشت سے اعوان بہت رہتے ہیں۔ پھر
بعدہٗ خانقاہِ علویتین نامی میں علویوں کی کافروں کے ساتھ ایک لڑائی ہوئی تھی جس میں گوہر علی (معروف بہ
گوہر شاہ) شہید ہُوا۔ اور اس کے ساتھی اس کی نعش کو اپنی اس بستی کے قبرستان رقبہ (الشہدا نامی) میں بطور
امانت رکھ کر ان کافروں کے ساتھ لڑتے رہے۔ پھر جب مقابلہ کرنے سے کافر فرار ہوئے تو تب اس کے ساتھیوں
نے اس کی نعش کو اس قبرستان سے اٹھا کر کوہِ سکیسر کی پہاڑیوں میں (اس سڑک کے جنوبی کنارہ پر جو کہ خوشاب

سے ڈھیرو کو جاتی ہے) ایک پہاڑی کی کوہان پر شب باش کیا مریعنی کہ تربتِ پاک بنائی) اور ان دونوں مقاموں (یعنی کہ ۱۔ خانقاہ علویتین۔ ۲۔ قبر گوہر علی (معروف بہ گوہر شاہ) میں سے ہر ایک مقام کا نقشہ عنوانِ سوم کی تحقیق دوم میں چھپا ہے۔ المطلب میری اس تحقیق سے روشن ہوا کہ امیر قطب شاہ کے تمام پسران میں سے پسر گوہر علی نامی تھا پھر چونکہ وہ میدانِ حرب کا ایک بہادر اور بڑا ماہر تھا۔ بایں وجہ جب وہ ہنود کے مقابلہ پر میدانِ حرب میں آتا تھا تو تب ہنود اس کی دہشت سے کانپتے تھے اور برائے رشک مخالفت اس کے نام گوہر علی سے علی کو ترک کر کے صرف گوہر کو لقب تصغیر (یعنی کہ رائے ہندی والف مقصورہ) کے ساتھ گوہر ڑا کہتے تھے۔ پس یہی وجہ ہے کہ وہ گوہر ڑا کے نام پر مشہور ہوا۔ پس گوہر ڑا کی یہی وجۂ تسمیہ درست ہے۔ پھر بعدہٗ یہ نام رفتہ رفتہ راویوں کی غلطی سے کے ترک ہونے سے گودڑا ہوا جو کہ بالکل ہی غلط ہے۔ پس میری اس بنائے تحقیق سے روشن ہوا کہ گوہر علی کا ہنود نے لقبی نام گوہر ڑا رکھا ہوا تھا اور وہ برائے حقارت گوہر علی کو اس تصغیری نام (گوہر ڑا) کے ساتھ پکارتے تھے۔ پس یہ حقیقت ہے جو کہ اب تک راویوں کی غلطی سے اِس عقدۂ معمّا (یعنی کہ اسمِ غلط گودڑا) میں مخفی تھی لیکن میں نے خدا کی ہدایت سے اس عقدۂ معمّا سے اس حقیقت کو روشن کیا ہے۔ شعر

محقق کا یہ شیوہ ہے کہ مخفی کو عیاں کرنا　　اور عقدۂ معمّا سے حقیقت کو بیاں کرنا

المعد گوہر علی کے بارہ میں بحوالۂ میزانِ ہاشمی باب الاعوان کے بابِ چہارم کی فصلِ نہم میں مرقوم ہے کہ اس کی دو بیویاں تھیں۔ ۱۔ مریم بنتِ عقیل۔ ۲۔ سارہ بنتِ ابراہیم جن میں سے اس کا مریم کے بطنِ پاک سے تو صرف عالم الدین نامی ایک ہی لڑکا اور سارہ کے بطنِ پاک سے یہ تین لڑکے۔ ۱۔ احمد علی۔ ۲۔ زمان علی۔ ۳۔ غلام علی تھے۔ اور خلاصۃ الانساب کے باب عباسی کے عنوان میں بروایتِ ابو منصور حسن یوں مسطور ہے کہ گوہر علی کی فاطمہ بنت حسین عثمانی عموی ایک اور بیوی تھی جس کے بطنِ پاک سے اس کے پانچ لڑکے تھے۔ ۱۔ محمد۔ ۲۔ احمد۔ ۳۔ علی۔ ۴۔ عمر۔ ۵۔ زید۔ لیکن میری تحقیق میں احمد تبرک علی چونکہ واقعات کے رو سے بطن سارہ سے اوپر تحریر میں آچکا ہے بایں وجہ فاطمہ کے بطنِ پاک سے درحقیقت یہ چار ہی لڑکے تھے۔ ۱۔ محمد۔ ۲۔ علی۔ ۳۔ عمر۔ ۴۔ زید۔ پس اس بنا کے رو سے محقق ہوا کہ گوہر علی کی تین بیویاں اور آٹھ لڑکے تھے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ تینوں بیبیاں بغداد کی ہوں۔ یا ہرات کی یا ان میں سے کوئی بغداد کی ہو اور کوئی ہرات کی ہو۔ پھر چونکہ ان تینوں میں سے ہر ایک کے باپ کا نام عربی تھا۔ بایں وجہ روشن ہوا کہ ان میں سے ملک ہند کی کوئی بی بی نہ تھی۔ لیکن تحقیق الاعوان معروف بتاریخ الاعوان ہزارہ کے عنوانِ عبداللہ میں میرے برادر محترم ملک محمد خواص خان نے ان میں سے فاطمہ بنت حسین عثمانی اموی

کے بارہ میں یوں تحریر کیا ہے کہ وہ ایک معزز خاندانِ گوکر کی مسلمان لڑکی تھی حالانکہ وہ درحقیقت عثمانیہ امویہ گنیہ کی عربی لڑکی تھی۔ المطلب گوہر علی (معروف بہ گوہر ڑا) کے بارہ میں باب الاعوان (نام کتاب) کے بابِ پنجم کی فصلِ دوم (یعنی کہ عنوانِ احمد علی بن گوہر علی) میں مولانا مولوی نورالدین نے یوں بیان کیا ہوا ہے کہ تاریخ کندلانی کے عنوانِ گوہر علی میں امام بخش یوں بیان کرتا ہے کہ گوہر علی پنجاب شمالی (یعنی کوہستانِ نمک) کے کوہ سکیسر پر آیا اور اس کا لڑکا احمد علی (معروف بہ بدرالدین وغیرہ) ہوا۔ اور بدرالدین کا لڑکا حسن دوست ہوا۔ جس کی پشت سے اعوان گوہر شاہی کی کوہ سکیسر کی وادی میں بہت سکونت ہے۔ پس اس بنا سے متحقق ہوا کہ گوہر علی کے تمام لڑکوں میں سے اعوانِ گوہر شاہی صرف احمد علی (معروف بہ بدرالدین) کے لڑکے حسن دوست کی پشت سے ہی تمام ہیں۔ اب میں تمام پسرانِ گوہر علی کے شجرہ کو حسبِ تحت پیش کرتا ہوں۔

گوہر علی

عالم الدین　احمد دین　زمان علی　غلام علی　محمدؐ　علی　عمر　زید
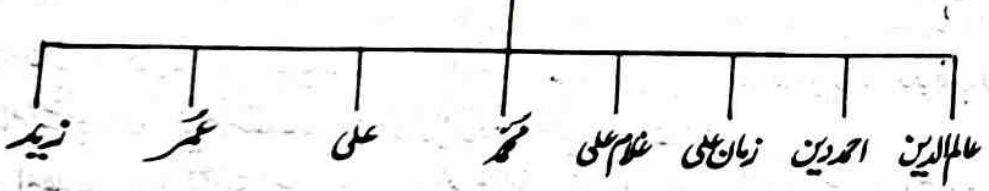
دوم محمدؐ (معروف بہ کندلان) میر قطب شاہ کا پسر تھا اور اس کے بارہ میں باب الاعوان کے بابِ پنجم کی فصلِ پنجم میں بحوالۂ تاریخ کندلانی یوں مسطور ہے کہ میر قطب شاہ کا یہ دوسرا لڑکا محمدؐ (معروف بہ کندلان) نامی تھا۔ اور وہ پنجاب شمالی کے کوہستانِ نمک سے دوآبہ چج میں آیا تھا اور وہ دوآبہ دریائے جہلم و چناب کے درمیان ہے اور وہیں کندلان کے لڑکے سکن (معروف بہ سکو) نامی کی پشت سے بہت کندلانی اعوان رہتے ہیں اور اس دوآبہ میں جہلم کے قریب ایک بستی کندلان کے نام پر اب تک مشہور آرہی ہے اور اس میں اعوانِ کندلانی کی بڑھ کر سکونت ہے اور اُس دوآبہ کے اعوانوں کے سوا کندلان کی پشت سے کچھ اعوان دریائے جہلم و اٹک کے درمیان دوآبہ سندھ ساگر سلسلۂ کوہستانِ نمک کی جانب شرقی کے ٹکڑا میں رہتے ہیں اور سکن بن کندلان کا صرف بدیع نامی ایک ہی لڑکا تھا جس کے شجرۂ نسب کو میں حسبِ تحت پیش کرتا ہوں۔

محمد

سکن

بدایع

سوم مزمل علی (معروف بہ کلکان) میر قطب شاہ کا پسر ہے۔ سو اس کے بارہ میں باب الاعوان (نام کتاب) کے باب چہارم کی فصل یازدہم (یعنی کہ بعنوان کلکان) میں کلکان کی دو وجوہ تسمیہ یوں مسطور ہیں۔ ا۔ یہ کہ کلکان لفظ کاف منسوب ہے بطرف کلک (نام شہر) کی اور وہ شہر تھا شمالی کوہستان نمک میں اور کلکان چونکہ وہیں پیدا ہوا تھا۔ بایں وجہ وہ کلکان کے نام پر مشہور ہوا اور کلکان کی اس وجہ تسمیہ سے متحقق ہوا کہ کلکان مشتق ہے کلک سے۔ ۲۔ یہ کہ کلکان کی ماں چونکہ کلکانیہ (یعنی کہ شہر کلک کی) تھی۔ بایں وجہ وہ اپنی ماں کلکانیہ کی طرف منسوب ہو کر کلکان کے نام پر مشہور ہوا۔

پس میری تحقیق میں تو یہ دونوں ہی اس کے کلکان نام ہونے کی وجوہ تسمیہ درست ہیں۔ اور اس نام کے سوا اس کا لقبی کلغان نام ایک اور تھا جس کے بارہ میں میرے محترم ملک شیر محمد ساکن کالاباغ نے اپنی کتاب تاریخ الاعوان نامی میں یوں تحریر کیا ہے کہ وہ چونکہ ہمیشہ اپنی دستار میں کلغی رکھتا تھا۔ بایں وجہ وہ کلغان کے نام پر مشہور ہوا۔ پس ہو سکتا ہے کہ کلغان کی یہی وجہ تسمیہ درست ہو۔

المطلب اس بنائے تحقیق سے روشن ہوا کہ مزمل علی کلک (نام شہر) میں پیدا ہوا اور اس کے القابی نام دو تھے۔ ا۔ کلکان (۲) کلغان۔ اور وہ صوبہ بہار سے قلعہ دین کوٹ میں آیا جیسا کہ اس کے بارہ میں تاریخ الاعوان میں میرے محترم ملک شیر محمد خان نے یوں تحریر کیا ہوا ہے کہ کلکان قلعہ دین کوٹ (جو کہ کالاباغ سے جانب مشرق بفاصلہ چار کوہ دریائے سندھ کے کنارہ میں سر بفلک پہاڑ پر تھا) میں آیا اور وہاں اس نے آکر اپنے دفتر حکومت کو قائم کیا اور قلمی کتاب انساب الاعوان نوشتہ میر نتھو میں مسطور ہے کہ بعدہٗ پھر وہ تلونڈی کے قریب تھانیسر کی ایک بستی تراوڑی نامی (معروف بہ ترائن) کے میدان میں ہنود سے جہاد کرتے ہوئے تلوار سے زخمی ہوا۔ اور اس کے ساتھی اس کو وہاں سے لدھیانہ میں لے آئے اور وہیں وہ شہید ہوا اور پھر وہیں اس کی تربت پاک بنی۔ اور ہمیشہ وہیں سال بہ سال ایک بڑا عرس اس کی تربت پاک پر ہوا کرتا ہے۔

پھر اسی قلمی کتاب الانساب اعوان نوشتہ میر نتھو میں مرقوم ہے کہ کلکان کے بارہ لڑکے تھے۔ جن کے نام یہ ہیں۔ ا۔ نذیر علی (معروف بہ کوٹلہ) ۔۲۔ امیر علی (معروف بہ اخوند) ۳۔ نصیر علی۔ ۴۔ بشیر علی (معروف بہ پال)

۵۔ غلام علی (معروف بہ غاند) ۶۔ کرم علی (معروف بہ کلی) ۷۔ خیر علی (معروف بہ خیری) ۔ ۸۔ بہادر علی (معروف بہ بہاری) ۔ ۹۔ قاسم علی (معروف بہ قس) ۔ ۱۰۔ ابراہیم (معروف بہ براہم) ۔ ۱۱۔ محمد مبین (معروف بہ مبین) ۱۲۔ محمد امین اور ان تمام میں سے امیر علی (معروف بہ اخوند) انبالہ کے قریب ایک بستی کھرڑ نامی میں سفر آخرت کو راہی ہوا۔ اور وہیں اس کی تربت پاک بنی ہوئی ہے۔ اور اس کی پشت سے نیچے آکر آٹھویں پشت پر ایک معروف ہستی محمد سالار نامی پیدا ہوا۔ جس کی سیالکوٹ سے شمال کی طرف چار کوس کی دوری پر ایک بستی کرول نامی کے ٹبہ پر تربت پاک بنی ہوئی ہے اور اسی کی پشت سے نیچے آکر چودھویں پشت پر اس مؤلف کتاب کی دادی مرحومہ میر بی بی اور اٹھارویں پشت پر نانی مرحومہ کرم بی بی پیدا ہوئیں جن کا شجرۂ نسب حسب تحت مسطور ہے۔
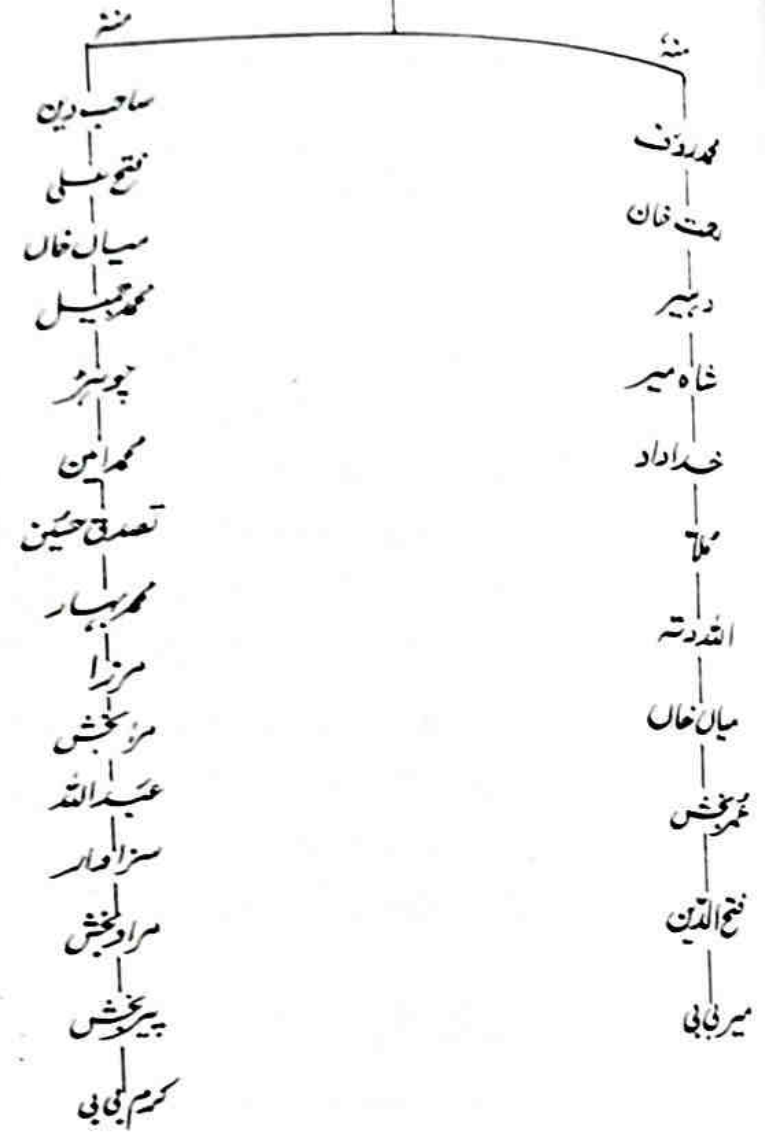
کلکان

|

اخوند

|

محمد عبداللہ

|

محمد ترحم

|

خیر الدین

|

محمد رکن الدین

|

امداد علی

|

پیر بخش

|

محمد سالار

↓

الملقب ان پسران کمہان کے اولاد کے تحقیق [illegible]
جیسا کہ تحقیق الاعوان کے باب چہارم میں [illegible]
کمہان اور نسب الاعوان میں [illegible] نے اپنے شجرہ نسب [illegible]
ہوا ہے ممکن ہے کہ نصیر علی کا [illegible]
تمام پسران کمہان کے شجرہ نسب کو حسب ذیل پیش کرتا ہوں۔

مزمل علی (معروف بہ کمہان)

نذیر علی — امیر علی — نصیر علی — بشیر علی — غلام علی — کرم علی — خیر علی — بہادر علی — تاج علی — ابراہیم — [illegible] — [illegible]

چہارم احمد علی قتر یتیم (معروف بہ جہان شاہ) قطب شاہ کا پسر [illegible] میری تحقیق میں کمہان کے
ساتھ ہی آیا تھا۔ سو اُس کے بارے میں باب الاعوان کے باب چہارم کی فصل دوسری میں یوں مرقوم ہے کہ
ہنود کے ساتھ جب جہاد (یعنی کہ خدا کی راہ میں لڑائی) کرتا تھا تو چونکہ وہ بہت تیز رفتار سے حملہ کرتا تھا۔
بایں وجہ وہ جہان (یعنی کہ تیز رفتار) کے نام پر مشہور ہوا۔ پھر چونکہ ہند میں ہمیشہ سے معروف نام کے ساتھ لفظ
شاہ بڑھانے کا دستور آرہا ہے۔ بایں وجہ وہ جہان شاہ کے نام پر مشہور ہوا۔ پس احمد علی قتر یتیم (معروف
بہ جہان شاہ) کی یہی وجہ تسمیہ درست ہے۔ اعساب الاعوان کی اسی فصل میں (جو کہ اوپر تحریر ہو چکی ہے)
یوں مسطور ہے کہ اس کے تین لڑکے تھے جن کے نام یہ ہیں۔ ۱۔ سلطان محمود علی (معروف بہ ذوالحسب بدھو
یا بدھا)۔ ۲۔ محمد محسن علی۔ ۳۔ محمد نور علی اور ان میں سے یہ دو ۱۔ محمد محسن علی ۲۔ محمد نور علی تو بے عقب
ہی رہے۔ صرف سلطان محمود علی کے دو لڑکے تھے۔ ۱۔ محمد یار علی جس کا کہ آخر پر کوئی عقب نہ رہا۔
۲۔ محمد حسان علی (معروف بہ سدھو) اور چونکہ سدھو کا معنی لغات اردو کے صفحہ ۱۸۲ میں صاحب کمال
و کامل مسطور ہے۔ بایں وجہ وہ کامل اور کمال الدین (یعنی کمال دونوں ناموں) پر مشہور ہوا اور عقب اس کا

کوہستانِ نمک وغیرہ میں بے شمار ہیں۔ اب میں پسرانِ جہان شاہ کے شجرۂ نسب کو حسبِ تحت پیش کرتا ہوں۔

جہان شاہ

سلطان محمود علی — محمد محسن علی — محمد نور علی

سلطان محمود علی ← کمال الدین
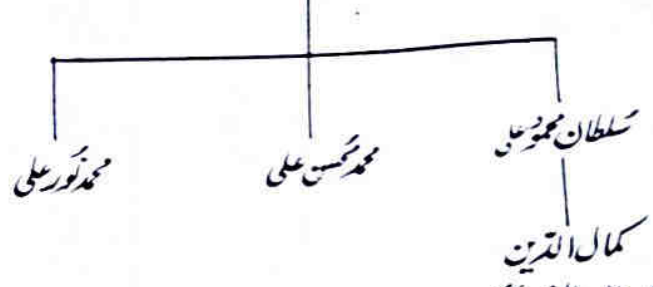
پسرِ پنجم۔ زمان علی (المشہور گوکھر) ہے اور یہ قطب شاہ کا بطنِ زینب سے پسرِ پنجم ہے جس کے بارہ میں مؤرخ ہند ملک امام بخش اعوان نے تاریخ کندلانی کے عنوانِ گوکر میں یوں تحریر کیا ہوا ہے کہ اس نے سلسلۂ نمک کے دامنِ کوہستان کے قریۂ موسے خیل میں آکر سکونت اختیار کی۔ پھر وہاں سے وہ بمقام کرانہ آکر تخت نشین ہوا اور کٹانہ بکسر کاف عربی و رائے فارسی نام ایک چھوٹی پہاڑی کا ہے (جو کہ دریائے جہلم و چناب کے درمیان دو آبہ چج میں ہے) موجب زمان علی گوکر تخت کرانہ پر متمکن ہوا تو تب اس نے سابقہ راجہ ہندو کو نیست و نابود کرکے اس کی دختر رانی بھر بھر نامی کے ساتھ اپنا نکاح کیا۔ پھر اس کے دو لڑکے ۱۔ سجن ۲۔ دگھرا اس رانی کے شکم سے پیدا ہوئے اور وہ اعوان گوکر کی نہی پر مشہور ہیں۔ پھر ان میں سے سجن کا کوٹ نامی ایک لڑکا ہوا۔ جس کا عقب اکثر دیہات ہند میں منتشر ہوا۔ اور لغاتِ اردو باب السین معہ الجیم کے صفحہ ۱۸۱ میں مسطور ہے کہ سجن بالفتح اوّل زبانِ ہندی کا نام ہے اور ہندی میں یہ بمعنی معزز دوست آتا ہے اور دگھر ابنِ زمان علی گوکر کا جیسر نامی ایک لڑکا ہوا جس کی پشت سے اعوان گوکر ہیں جن کا شجرہ یوں ہے۔

زمان علی

سجن — دگھرا

سجن ← کوٹ

دگھرا ← جیسر
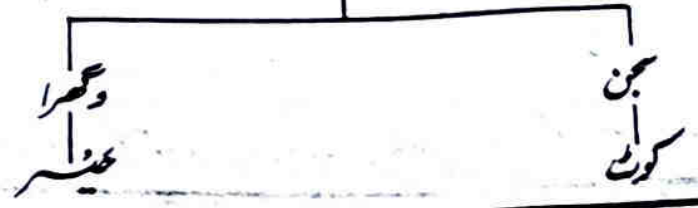
پسرِ ششم۔ نجف علی (معروف بہ محمد یحیےٰ) ہے۔ اور وہ قطب شاہ کا بطنِ خدیجہ سے پسرِ ششم ہے اور اُس کی پشت سے اعوانِ یحیائی ہیں۔

پسرِ ہفتم۔ فتح علی (معروف بہ کلدان) ہے اور وہ قطب شاہ کا بطنِ خدیجہ سے پسرِ ہفتم ہے اور اُس کی پشت سے اعوانِ کلدانی ہے۔

پسرِ ہشتم۔ محمد علی (معروف بہ چوہان) ہے اور وہ قطب شاہ کا بطنِ خدیجہ سے پسرِ ہشتم ہے اور اُس کی پشت سے اعوانِ چوہان ہیں۔

پسرِ نہم۔ نادر علی (معروف بہ محمد طلح) ہے۔ اور وہ قطب شاہ کا بطنِ اُمِّ کلثوم سے پسرِ نہم ہے اور اُسی کی پشت سے اعوانِ طلحی ہیں۔

پسرِ دہم۔ بہادر علی (معروف بہ محمد عثمان) ہے اور وہ قطب شاہ کا بطنِ اُمِّ کلثوم سے پسرِ دہم ہے اور اُسی کی پشت سے اعوانِ عثمانی ہیں۔

پسرِ یازدہم۔ کرم علی (معروف بہ محمد رؤف) ہے اور وہ قطب شاہ کا بطنِ اُمِّ کلثوم سے پسرِ یازدہم ہے اور اسی کی پشت سے اعوانِ رؤفی ہیں۔ اور یہ تمام ہی ہمارے دامنِ کوہستان میں آئے۔ سو اس بنا تے تحقیق سے روشن ہوا کہ قطب شاہی قومِ اعوان کی اصولی طور پر ۱۱ مہنیاں (یعنی کہ شاخیں ہیں)۔ ۱۔ گوہر شاہی ۲۔ کندلان شاہی ۔ ۳۔ کلکان شاہی گوکر ۔ ۴۔ جہان شاہی گوکر۔ ۵۔ زمان شاہی گوکر ۔ ۶۔ یحیائی۔ ۷۔ کلدانی ۔ ۸۔ چوہانی۔ ۹۔ طلحی۔ ۱۰۔ عثمانی ۔ ۱۱۔ رؤفی۔ اور ان تمام میں سے گوہر شاہی و کندلان شاہی و کلکان گوکر و جہان شاہی گوکر اور زمان شاہی گوکر تو تمام پنجاب و کوہستانِ ہند بلکہ تمام پاکستان مغربی وغیرہ منتشر ہیں اور باب الاعوان کے بابِ چہارم کی فصلِ چہاردہم میں یوں مسطور ہے کہ اعوان یحیائی روس میں جاکر آباد ہوئے اور روس کے سوا لقایا ممالک میں یہ بہت ہی کم ہیں اور کلدانی کچھ تو ہند میں رہے اور کچھ نے اور ملکوں میں اپنی اپنی سکونت کو اختیار کیا اور چوہان سندھ کے سوا اور ملکوں میں بہت ہی کم ہیں۔ اور عثمانی بہت تو ہند کے سوا غیر ملکوں میں جاکر رہے اور ہند میں بہت ہی کم ہیں اور طلحی کے بارہ میں روایت ہے کہ وہ ہند سے جاکر ممالکِ شام وغیرہ کے مقامی بنے اور ممکن ہے کہ ان میں سے کوئی ہند میں ہو۔ اور رؤفی کے بارہ میں میری تحقیق میں کتب الانساب کے تمام راوی خاموش ہیں۔ اب اس مقام پر میں تمام اولادِ قطب شاہ حیفی کے شجرہ کو پیش کرتا ہوں۔

قطب شاہ

- گوہر علی
  - عالم الدین
  - احمد علی
    - حسن دوست
  - زمان علی
  - غلام علی
  - محمد
  - علی
  - عمر
  - زید
- محمد
  - سکن
    - بلیع
- مزمل علی
  - نذیر علی
  - بشیر علی
  - نصیر علی
  - امیر علی
  - غلام علی
  - کرم علی
  - خیر علی
  - بہار علی
  - قاسم علی
  - ابراہیم
  - محمد مبین
  - محمد امین
- احمد علی
  - سجن
    - کوٹ
  - وگھرا
    - جیسر
  - سلطان محمود علی
  - محمد محسن علی
  - محمد نور علی
- زمان علی
- نجف علی
- فتح علی
- محمد علی
- نادر علی
- بہادر علی
- کرم علی
- رقیہ
- فاطمہ
- ہاجرہ

اِنتِباہ

اس میں افغان مولانا مولوی نُورالدین مرحوم کے اس دعوائے تغو و نادُرست کا بیان ہے جس کے مطابق اس نے اپنی تالیف زادالاعوان و باب الاعوان (یعنی کہ دونوں کتابوں) میں عون (معروف بہ امیر قطب شاہ) بغدادی کے نسبِ پاک کو اپنی مصنوعاتِ خود ساختہ اور عموماً تواریخی ہر ایک نادرست روائت کے ساتھ یوں بیان کیا ہوا ہے کہ جناب علیؓ امیرالمومنین سے نیچے بتوسطِ عباس (معروف بہ عَلَم دار) قوم اعوان قطب شاہی کا بانی امیر قطب شاہ عباسی بارہویں پُشت پر بغداد میں ۴۱۹ھ کو بدورِ سُلطان محمود غزنوی پیدا ہُوا اور وہ بن ۵۵۶ھ کو بعہدِ خسرو شاہ بن بہرام شاہ ماہِ صیام کی ۳ تاریخ میں بروزِ جمعہ سفرِ آخرت کو راہی ہُوا اور وہیں اس کی تربتِ پاک بنی ہُوئی ہے۔ لیکن میں نے مولانا کے اس دعوائے نادرست کے مقابلہ پر قومِ اعوان قطب شاہ کے بانی امیر قطب شاہ غوری کے نسبِ پاک کو خود قومِ اعوان کے دعوائے درست کے مطابق یوں تحریر کیا ہے کہ وہ جناب علیؓ امیرالمومنین سے نیچے بتوسط محمد الاکبر (معروف بہ ابن الحنفیہ) بارہویں پُشت پر غور میں پانچویں صدی کے نصفِ آخری میں پیدا ہُوا اور بعد ۵۸۶ھ کے وہ ہند کے صوبہ بہار میں ایک بستی مہید اعوان نامی میں راہِ آخرت کو راہی ہُوا۔ اور وہیں پر سے پورب کی طرف ۲ کوس کی دوری پر مہید اعوان نامی کی مسجد کے پسِ پُشت کے میدان میں اس کی تربتِ پاک بارانِ رحمت کا نشان بنا ہُوا ہے۔ المطلب میری تحقیق میں سے تو ان ہر دو فریق میں واسطے ہر ایک کے دعوائے کی درستی و نادرستی کے شناخت کرنے کے بارہ میں یہ معیار جن واقعاتِ تاریخی کی کڑیوں کو بالترتیب ایس کی مطابقت کرنے سے متحقق ہو سکتا ہے۔ ان کو میں حسبِ تحتِ محققین کے رُوبرو پیش کرتا ہوں۔

۱۔ یہ کہ طبقاتِ ناصری میں الطبقہ الحادی عشر کے عنوان الرابع عشر (یعنی کہ خسرو شاہ بن بہرام شاہ) میں یوں مسطور ہے کہ ۵۵۶ھ کو لاہور کے تخت پر خسرو شاہ بن بہرام شاہ حکمران تھا۔ بعدہٗ ۵۵۹ھ کو خسرو ملک بن خسرو شاہ تختِ لاہور پر متمکن ہُوا اور ۵۸۲ھ تک وہ لاہور پر حکمران رہا۔ یعنی کہ ۲۲ برس حکومت کر کے وہ راہِ آخرت کو راہی ہُوا۔

۲۔ یہ کہ اسی طبقاتِ ناصری کے الطبقۃ العاسعۃ عشر کے عنوان الثانی (یعنی کہ محمد بن سام معروف بہ سلطان شہاب الدین

میں یہ مسطور ہے کہ ۵۶۹ھ میں سلطان غیاث الدین نے اپنے برادر محمد بن سام کو تختِ غزنی پر متمکن کیا۔ اور وہ ۳۸ برس حکمرانی کر کے ۶۰۲ھ میں عالمِ آخرت کو راہی ہوا۔

۳۔ یہ کہ باب الاعوان کے باب دوم کی فصل پنجم (یعنی کہ عنوانِ بی بی زینب کوکریہ) میں یوں مسطور ہے کہ پنڈت لکھمی داس کشمیری نے اپنی کتاب تاریخ ہندارو میں یہ تحریر کیا ہوا ہے کہ والدہ جہان شاہ کوکر و کلکان (یعنی کہ بی بی زینب کوکریہ) بعہدِ ملک خسرو شاہ لاہور و سلطان شہاب الدین غوری بادشاہِ دہلی مسلمان ہو کر امیر قطب شاہ غوری کے نکاح میں آئی۔ پھر بعدہٗ اسی دَورِ حکومت میں بی بی خدیجہ چوہانیہ کا نکاح امیر قطب شاہ کے ساتھ ہوا اور اسی دَور میں بی بی امیر قطب شاہ کے ساتھ بی بی اُمِّ کلثوم کا نکاح ہوا۔ پس اس تواریخی بنائے وجوہ سے متحقق ہوا کہ عون (معروف بہ امیر قطب شاہ) ۴۱۹ھ میں پیدا ہوا اور ۱۳۶ برس کی عمر پا کر وہ ۵۵۶ھ میں راہِ آخرت کا راہی ہوا۔ پھر اُس کے بعد ۳ برس کے ۵۵۹ھ میں خسرو ملک بن خسرو شاہ لاہور کے تخت پر حکمران ہوا۔ پھر اس کے بعد ۱۰ برس کے ۵۶۹ھ میں سلطان شہاب الدین غوری تختِ غزنی پر حکمران ہوا۔ پس ان وجوہ تواریخی کے رُو سے متحقق ہوا کہ خسرو ملک شاہ لاہور و سلطان شہاب الدین غوری شاہِ دہلی (دونوں) کے دَورِ حکومت میں ۵۶۹ھ سے لے کر ۵۸۲ھ تک کے درمیان میں اتفاقیہ ۱۲ برس کا زمانہ ایک تھا جس کے درمیان میں امیر قطب شاہ غوری نے ہندی تین عورتوں کے ساتھ باری باری اپنا نکاح کیا تھا اور ان سے ۹ لڑکے پیدا ہوئے تھے۔ جن کی پشتوں سے اعوانِ کلکان شاہی گوکر و جہان شاہی گوکر و زمان شاہی گوکر و یحیائی و کلدانی و چوہانی و طلحی و عثمانی و رؤفی پیدا ہوتے آ رہے ہیں۔

۴۔ یہ کہ تاریخ حیدری کے صفحہ ۱۴۴ میں یوں مسطور ہے کہ پنڈت لکھمی داس کشمیری نے بحوالہ روایت چند بردائی (مداح راجہ پرتھوی راج) اردو تاریخ ہندنامی میں یوں تحریر کیا ہوا ہے کہ راجہ پرتھوی راج نامی کے ساتھ محمد (معروف بہ سلطان شہاب الدین محمد غوری) بن سام کی لڑائی ہوئی اور اس لڑائی میں سلطان شہاب الدین غوری نے فتح پائی۔ راج مسلمانوں کا ہوا۔ اور سلطان شہاب الدین غوری کے لشکر میں بہت سے مجاہدین آئے۔ جن میں سے کچھ تو واپس ہو گئے اور کچھ یہاں ہی رہے اور جو یہاں رہے تھے اُن میں سے ایک امیر قطب مجاہدین نامی تھا جس نے تین ہندی عورتوں کے ساتھ باری باری اپنا نکاح کیا اور ان سے بہت لڑکے لڑکیاں پیدا ہوئے۔ اور اس لڑائی کے بارہ میں اس کتاب کے عنوانِ دوم کی تحقیق سوم میں بروایت طبقاتِ ناصری پیشتر یہ تحریر ہو چکا ہے کہ یہ لڑائی ۵۸۸ھ میں ہوئی تھی۔ پھر چونکہ اس لڑائی میں بروئے روایت پنڈت لکھمی داس کشمیری امیر قطب

مجاہد سلطان شہاب الدین غوری کے لشکرِ اسلامیہ میں شریک تھا۔ پس امیر قطب شاہ کی بایں وجہ شراکت روشن ہوا کہ ۵۸۸ھ تک تو وہ حیات تھا۔ بعدہٗ صوبہ بہار کو وہ روانہ ہوا۔ پس بالآخر اس بنائے وجوہ سے متحقق ہوا کہ قطب شاہ دو تھے ایک تو عون (معروف بہ قطب شاہ) بغدادی تھا جس کی سیرۃ الحیات تو ۴۱۹ھ سے شروع ہو کر ۵۵۶ھ کے آخر پر تمام پوری ہو چکی تھی اور دوسرا قطب شاہ غوری تھا جس کی سیرتِ پاک ۴۷۵ھ سے شروع ہو کر ۵۸۸ھ کے بعد پوری ہوئی۔ پھر چونکہ ان ہر دو میں سے عون (معروف بہ قطب شاہ) بغدادی کی سیرت تو ۵۵۶ھ کے آخر پر ہی پوری ہو چکی تھی۔ بایں وجہ تب سے لے کر ۵۸۸ھ کے بعد تک اسی بناء کے رُو سے واقعاتِ تواریخی کی تمام کڑیوں کی مطابقت امیر قطب شاہ غوری کی سیرتِ پاک پر ہی درست آتی ہے۔ پس اس بناء سے روشن ہوا کہ قوم اعوان قطب شاہی کا بانی امام محمد الاکبر (معروف بہ ابن الحنفیہ) کی پشت سے امیر قطب شاہ غوری ہی تھا اور اسی کی چار بیویاں تھیں جن سے اس کے ۱۱ لڑکے پیدا ہوئے جن کی پشتوں سے تمام اعوان قطب شاہی پیدا ہوتے آ رہے ہیں۔

شعر: ستارۂ آسمان آتا را یہ میں نے
کیا رازِ پنہاں کو آشکارا میں نے

مکرر آنکہ انوار الاعوان نامی کتاب کی جلد دوم کے تبصرہ میں یوں مسطور ہے کہ امیر قطب شاہ کا اپنے حقیقی لڑکوں کے سوا ایک پسر متبنیٰ رائے ہرپال نامی بن انند پال بن راجہ جے پال اور تھا جس کو امیر قطب شاہ نے اپنے حقیقی تمام لڑکوں کے برابر کے حقوق عطا کر کے اپنے ان لڑکوں کو مخاطب کرتے ہوئے یہ وصیت کی تھی کہ تم پر ہمیشہ یہ لازمی طور پر مناسب ہے کہ تم اور تمہارے اعقاب عقبِ ہرپال کو اپنے برابر ہر کام میں شریک کیا کرتے رہیں پس وہ یہی وجہ ہے کہ جس کی بنا پر اعوان عقبِ ہرپال کو اپنے میں شمار کرتے آ رہے ہیں اور اسی بنا کے رُو سے میجر ولسن کا لاباغ نے امیر قطب شاہ کے شجرۂ پسران میں رائے ہرکارن (یعنی کہ یہ ہندی نام) پڑھ کر اعوانوں کو ہندوؤں میں شمار کر مارا۔ حالانکہ واقعاتِ تاریخی کے رُو سے یہ حقیقت نہ تھی۔ حقیقت تو یہ تھی کہ اعوان عرب سے فارس (یعنی کہ ایران) میں آئے۔ اور وہاں سے خراسان و ہرات میں آتے اور وہاں سے کچھ تو ترکستان میں آتے اور کچھ ہند میں آتے۔ لیکن میجر ولسن نے بجائے رائے ہرپال نامی رائے ہرکارن نام کو نادرست تحریر کیا ہوا ہے۔ جس کی خاص وجہ یہ ہے کہ اس ملک ہند میں قوم میراثی (جن کی یادداشت پر ہی انساب کے دارو مدار کا انتہا ہے) میں سے کئی ایک کی نادرست روایات کا دستور ہوتا چلا آ رہا ہے جس کی وجہ حسبِ تحت

مسطور ہے۔

۱۔ یہ کہ اس قوم کے لوگ چونکہ عموماً بے علم ہوتے ہیں بایں وجہ وہ تحریر میں انساب کو درست رکھنے سے محروم رہتے ہیں۔

۲۔ یہ کہ ان کا دار و مدار چونکہ صرف یاد داشت پر ہی ہوتا ہے۔ بایں وجہ سینہ بسینہ اُن سے روایات کے بیان کرنے میں نادرستیوں کا شیوع ہوتا رہتا ہے۔

۳۔ یہ کہ اُن کا شیوہ چونکہ ہمیشہ خوشامد کرنا ہوتا ہے۔ بایں وجہ وہ مبالغہ انساب کو روایت کرتے ہوئے ان سے بڑھ کر ان کو افراط اور تفریط پر پہنچا مارتے ہیں۔ پھر چونکہ اسی بنا کے رُو سے کئی ایک باتیں ذخائر ہو کر عوام الناس کی آنکھوں میں مسطور ہو کر مٹاتے نابودی میں جا پڑتی ہیں۔ بایں وجہ پھر ان باتوں کو (ان کے اس مُعما کو توڑ کر) ان کی حقیقت پر بیان کرنا خدا کی طرف سے ہدایت عطا ہونے کے سوا نہایت ہی ایک ناممکن امر ہوتا ہے۔

شعر:

مؤرخ کا شیوہ ہے کہ مخفی کو عیاں کرنا
مُعما کو فنا کر کے حقیقت کو بیاں کرنا

عنوانِ سوم در

خاتمۂ کتاب

یہ تین تحقیقات پر مُرتّب ہے۔

تحقیق اوّل: اس میں اولادِ آدمؑ میں سے ہر ایک آدمی کے نسب و قوم و تاریخ (یعنی کہ ان تینوں سے ہر ایک) کی حقیقت اور اس کے حکم کی نوعیت کا بیان ہے۔ سو اس بارہ میں اللہ سورۂ حجرات کے رکوع دوم میں یوں فرمایا ہے۔

یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ۔ یعنی کہ اے مردمان (لوگو) تحقیق ہم نے پیدا کیا ہے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے اور بنائی ہیں ہم نے تمہاری ذاتیں (یعنی کہ انساب) اور قبائل (یعنی کہ قومیں)، تاکہ ایک دوسرے کو تم پہچانو۔ تحقیق بہت بڑا تمہارا خدا کے نزدیک متقی تمہارا ہے۔ بیشک خدا علیم اور خبیر ہے۔ سو اس آیت سے متحقق ہُوا کہ ہر ایک آدمی پر واجب ہے کہ وہ اپنے نسب اور اپنی قوم کو پہچانے۔ اور ایسے ہی سورۃ بقر کے رکوع ۴۰ میں یوں مرقوم ہے۔ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا ط لَھَا مَا کَسَبَتْ وَعَلَیْھَا مَا اکْتَسَبَتْ ط یعنی کہ نہیں تکلیف دیتا اللہ کسی کو لیکن طاقت اُسی کی پر واسطے اسی کے ہے جو کمایا اُس نے اور اُسی پر ہے جو کہ کمایا اس نے، پس اس آیت سے روشن ہُوا کہ نسب اور قوم کے پہچاننے کی طرح پر ہی ہر ایک آدمی پر واجب ہے کہ وہ اپنی تاریخ کو پہچانے یعنی کہ کسبِ انسان اس کی تاریخ ہے۔

المطلب اس بنائے تحقیق سے آخر کار یہ روشن ہُوا کہ ہر ایک آدمی پر واجب ہے کہ اوّل وہ صحیح طور پر اپنے نسب اور قوم کی تحقیق کرے تاکہ اس کی تاریخ درست ہو۔ کیونکہ ہر آدمی کا نسب اس کی قوم کی حقیقت ہوتا ہے اور اس کی قوم اس کی تاریخ کی حقیقت ہوتی ہے۔ اور تاریخ اپنی حقیقت کی شاخ ہوتی ہے تو جب حقیقت ہی درست نہ ہو تو اس کی شاخ کہاں سے بن سکتی ہے۔

شعر

واجب ہے اس پہ نہ تاخیر کرنی
جانوں نسب قوم تاریخ اپنی

پس اس بنائے تحقیق سے روشن ہوا کہ بروئے قرآنِ کریم شعوب سے مراد انساب اور قبائل سے مراد قومیں ہیں۔ اور کسب سے مراد ہر قوم کی تاریخ ہے اور ان تینوں کا شناخت کرنا ہر انسان پر ایک اہم امر ہے۔ اس میں قومِ اعوان کے اجدادِ مشاہیر کے بارہ میں چند نقوشِ قبور کو میں پیش کرتا ہوں۔

تحقیق دوم: ضلع جھنگ کی تحصیل خاص میں جھنگ سے شمال کی طرف ۱۴ کوس کے فاصلہ پر ایک بستی قطب اعوان نامی ہے جس کی جانب شمال مغربی میں بفاصلہ تین سو کرم ایک مقبرۂ بوسیدہ قطب اعوان نامی ہے۔ اور اُس کی چاروں طرف ایک کچی دیوار پرانی ہے اور اس میں آٹھ نو قبریں اور آٹھ نو ون کے درخت بہت ہی پرانے ہیں۔ جن کے دیکھنے سے یہ روشن ہوتا ہے کہ وہ مقبرہ ۴/۵ سو برس سے کم کا نہیں بنا ہوا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کی جانبِ جنوب مشرقی میں ایک مسجد بنی ہوئی ہے۔ المطلب اس بستی قطبِ اعوان سے دو باتیں روشن ہوتی ہیں ۱ یہ کہ وہ بستی قومِ اعوان کی ہے۔ ۲ یہ کہ اس بستی کا بانی میر قطب شاہ ہے۔ پس ان وجوہ کی بنا سے یہ متحقق ہوا کہ واقعی وہ مقبرہ اس بستی قطب اعوان کے نام پر تمام قومِ اعوان کے بانی میر قطب شاہ کا ہے۔ اور وہ دربار قطب اعوان کے نام پر پکارا آرہا ہے۔ لیکن یہ کسی نوشتۂ تاریخ میں نہیں آیا۔ پھر چونکہ اب سے ۱۵۰ برس پیشتر قوم بلوچ کے ایک بڑے نیک آدمی عبدالواسع نامی کی وہاں تربتِ پاک بنی ہوئی ہے۔ بایں وجہ حالتِ موجودہ میں اس کو کچھ کچھ آدمی دربار عبدالواسع کے نام پر پکارتے ہیں۔ اور میں نے اس دربار کو سنہ ۱۹۶۶ء کے ساتویں ماہ کی ۲۳ تاریخ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ اور اس کا نقشہ حسبِ تحت مسطور ہے۔

خانقاہِ علوییین
شمال
۷۶ کرم
۱۰ کرم
۹ کرم
۱۲ کرم
قبرستان قُبتہ الشُہداء
۱۱ کرم
قبہ نمبر ۲ ۵
رقبہ
-۱۸-
مغرب
مشرق
۸ کرم
۹ کرم
قبہ نمبر ۵۰۶
۹ کرم
نمبر ۵۳
نمبر ۵۴
نمبر ۵۵
۲۲ کرم
۹ کرم
۴۵ کرم
۷ کرم
قبہ نمبر ۱ ۵
۷ کرم
۱-۱۷- رقبہ
۲۲ کرم
۹ کرم
کل نمبر
۴-۱۲-۱۰
جنوب
کوہستانِ نمک
شمال
سڑک
۱۵ فٹ
عبداللہ بن قطب شاہ
کی
تُربتِ پاک
۱۵ فٹ
۱۵ فٹ
۱۵ فٹ
۳۹ فٹ
۱۱ فٹ
مغرب
۱۱ فٹ
مسجد
۱۱ فٹ
۱۱ فٹ
۱۳ فٹ
۱۳ فٹ
مکان
۱۳ فٹ
۱۳ فٹ
۴۹ فٹ
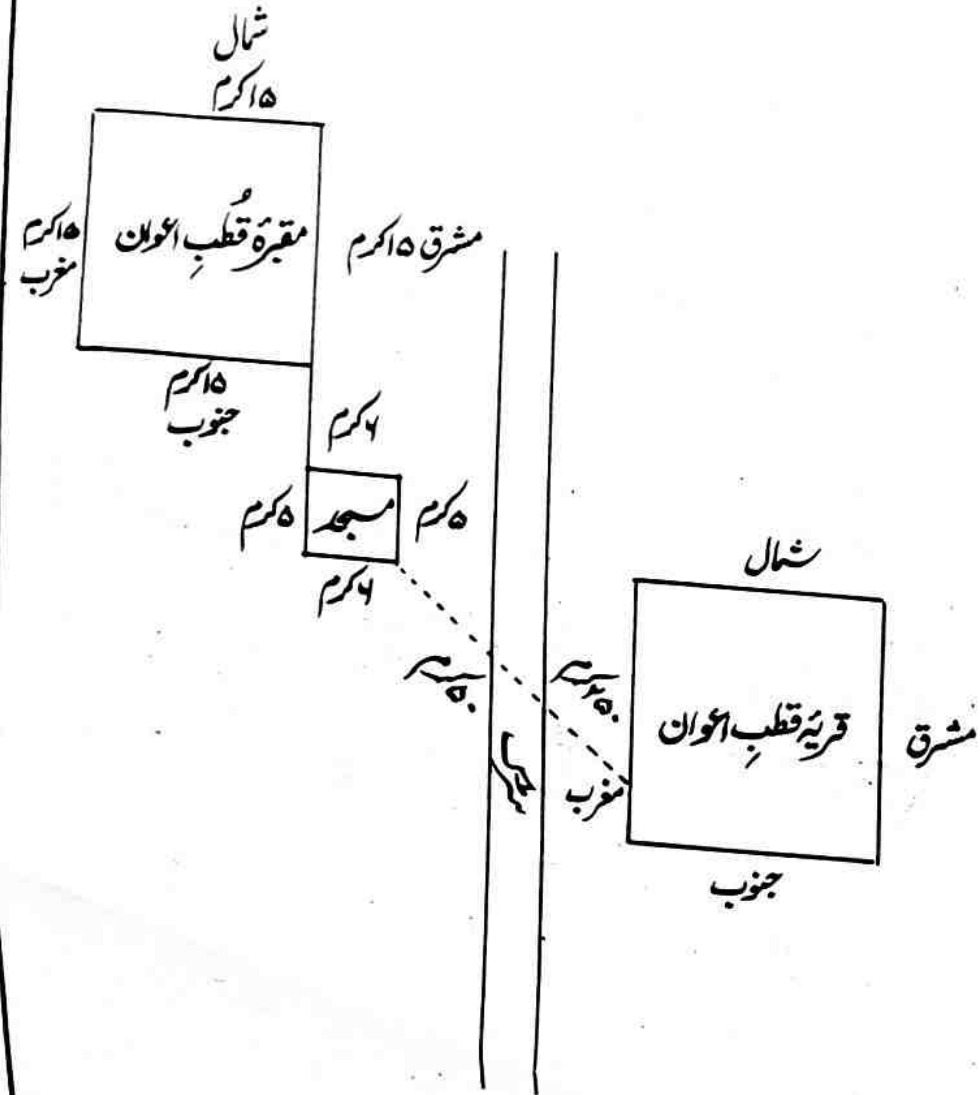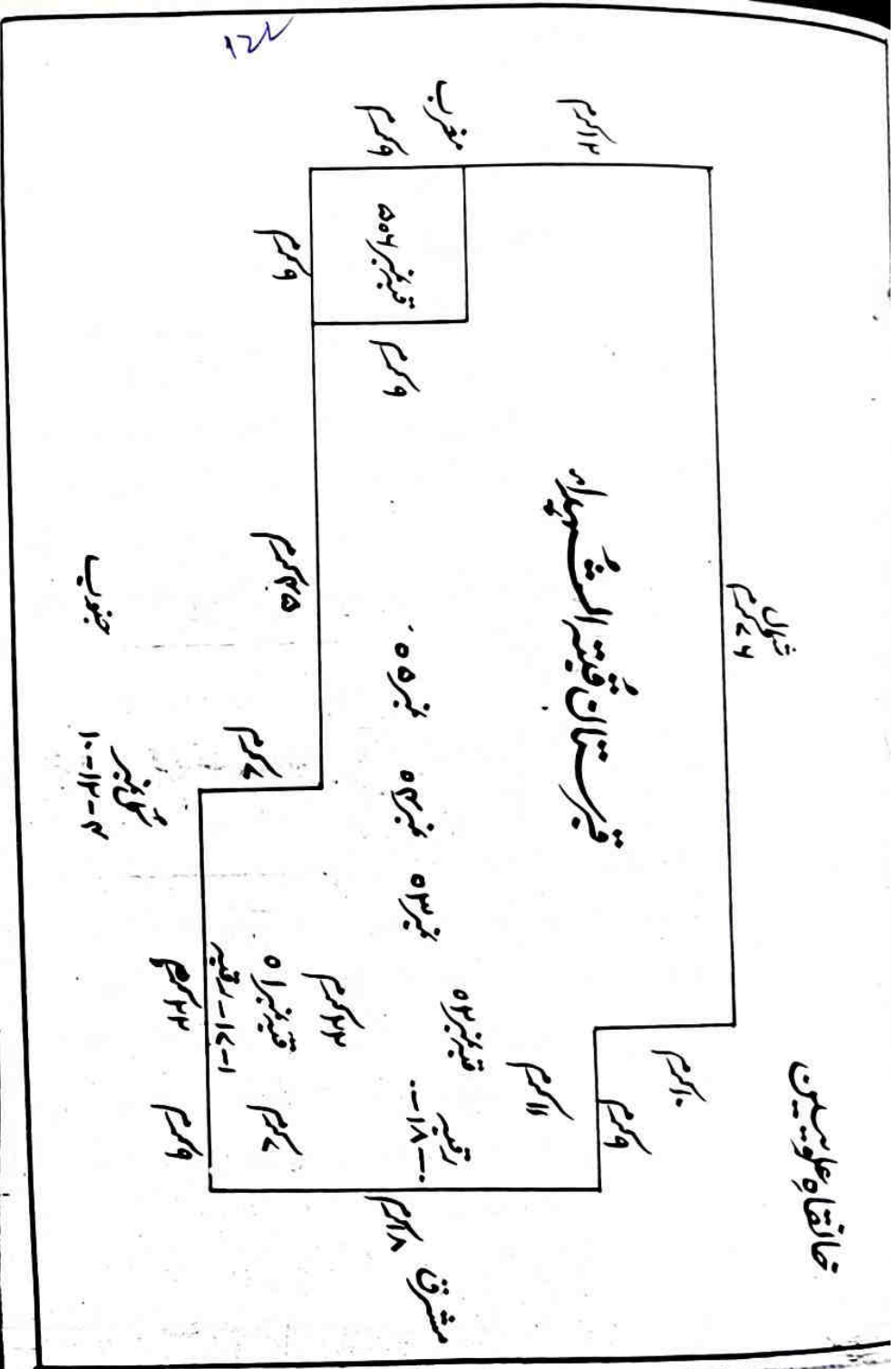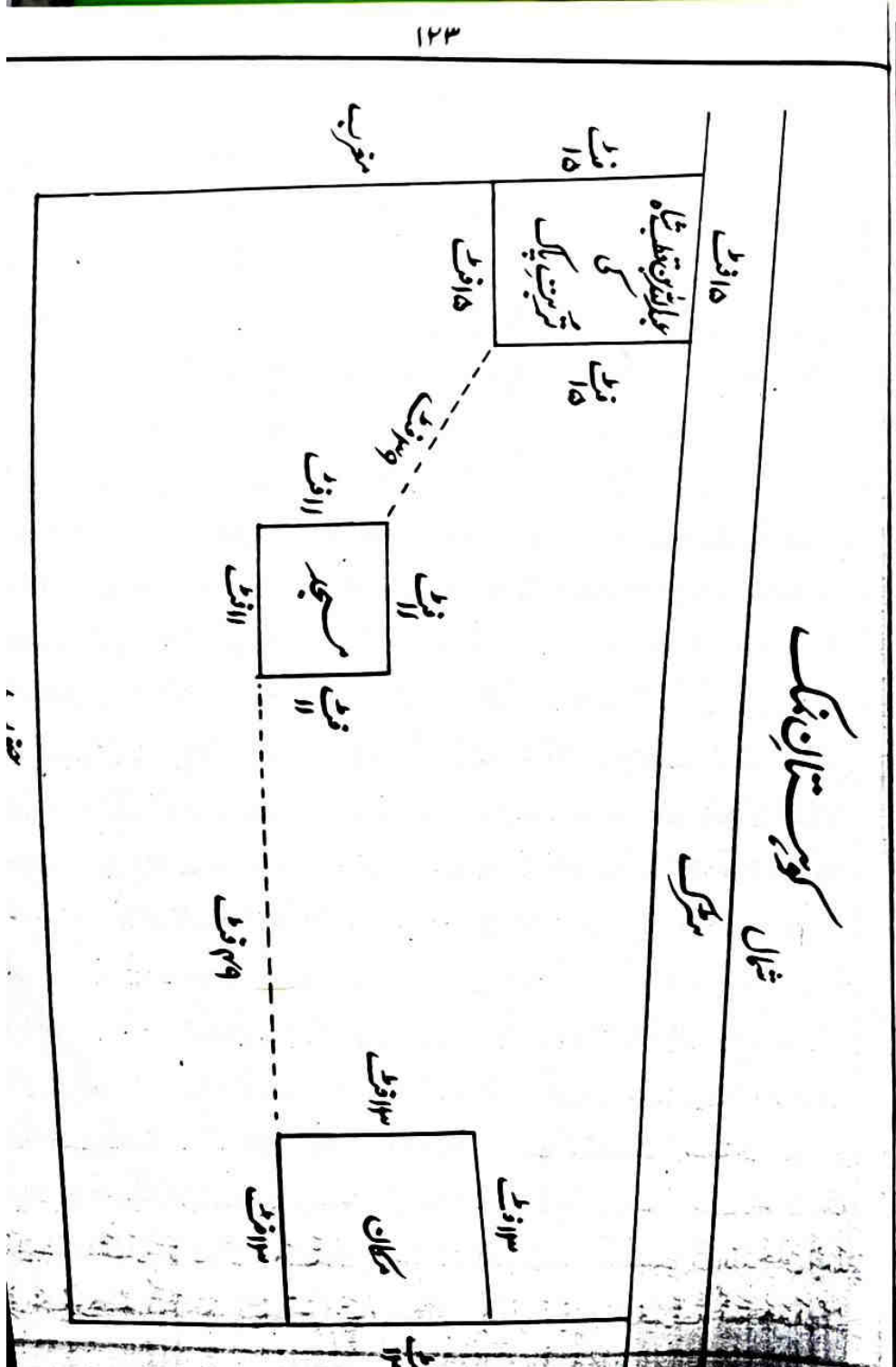
تحقیق سوم

اس میں جناب محمد رسُولِ خدا علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے شرفِ نسب واس کے طبقات کا بیان ہے سو اس بارہ میں قرآنِ کریم کی سُورۃ الحجرات میں یُوں مرقوم ہے ۔ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی وَ جَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ط اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ط اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ہ اے مردمان (یعنی کہ لوگو) ہم نے تم (سب) کو پیدا کیا ہے ۔ ایک مرد اور ایک عورت (یعنی کہ آدم وحوا) سے اور بنایا ہمنے تم کو قومیں اور کُنبے تاکہ ایک دوسرے کو تم شناخت کرو ۔ تحقیق اللہ کے پاس تم میں سے بڑا شریف وہ ہے جو کہ تم میں بڑا متقی ہو بے شک اللہ علیم اور خبیر ہے ۔ اس آئت میں شعب سے مراد ہے ۔ نسب (یعنی کہ ذات) اور قبیلہ سے مراد ہے قوم (یعنی کہ مٹھی)

المطلب اس آیت پر غور کرنے سے یہ متحقق ہوتا ہے کہ عزتِ نبی آدم کی دو مرتبہ پر مُرتب ہے اوّل عُرفی پر دوم شرعی پر جن میں سے عُرفی مرتبہ پر تو شعوب اور قبائل کا اور شرعی مرتبہ پر اَتقٰی کا اشارہ پڑتا ہے جس کے بارہ میں ایک حدیث پاک بروایتِ امام مُسلم یوں مرقوم ہے ۔ عَنْ وَّاثِلَۃَ بْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ اصْطَفٰی کِنَانَۃَ مِنْ وُّلْدِ اِسْمٰعِیْلَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَاصْطَفٰی قُرَیْشًا مِّنْ کِنَانَۃَ وَاصْطَفٰی مِنْ قُرَیْشٍ بَنِیْ ہَاشِمٍ وَاصْطَفَانِیْ مِنْ بَنِیْ ہَاشِمٍ ۔ یعنی کہ واثلہ بن اسقع سے روایت ہے کہ مَیں نے رسُولِ خدا کو فرماتے سُنا کہ اللہ بُلند و برتر نے کنانہ کو اسمٰعیل کی اولاد میں سے شرافت میں چُن لیا ۔ اور قریش میں سے بنی ہاشم کو چُن لیا اور بنی ہاشم میں سے میرے وجودِ پاک کو چُن لیا ۔ اور اسی شرافت کے مرتبہ پر ایک اور حدیثِ پاک بروایتِ امام ترمذی یوں مسطور ہے ۔ عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ وَدَاعَۃَ قَالَ جَآءَ الْعَبَّاسُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَاَنَّہٗ سَمِعَ شَیْئًا فَقَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَنْ اَنَا فَقَالُوْا اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ السَّلَامُ قَالَ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِھِمْ ثُمَّ جَعَلَھُمْ فِرْقَتَیْنِ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِھِمْ فِرْقَۃً ثُمَّ جَعَلَھُمْ

قَبَائِلَ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِھِمْ قَبِیْلَۃً ثُمَّ جَعَلَھُمْ بُیُوْتًا فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِھِمْ بَیْتًا وَّ خَیْرِھِمْ نَفْسًا ۔ یعنی کہ ابِ وداعہ سے روایت ہے کہ عباس رسُولِ خدا کے پاس آیا اور تحقیق اس نے یہ بات سُنی تھی کہ رسُولِ خدا نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ میں کون ہُوں ۔ صحابہ نے کہا آپ پیغمبرِ خدا ہیں آپ پر سلام ہو ۔ فرمایا میں محمد عبداللہ کا لڑکا عبدالمطلب کا پوتا ہوں ۔ خدا نے مخلوق کو پیدا کیا ۔ تو میرے وجودِ پاک کو ان کی بہترین خلق میں ٹھہرایا ۔ پھر اُن کے دو فرقے بنائے تو میرے وجودِ پاک کو اُن کے بہتر فرقہ میں ٹھہرایا ۔ پھر اُن کے بہت قبیلے بنائے تو میرے وجودِ پاک کو ان کے بہتر قبیلہ میں کیا ۔ پھر ان کے بہت سی بیت (یعنی کہ خانے) بنائے تو میرے وجودِ پاک کو ان کے بہتر بیت میں ٹھہرایا ۔ اور اُن (تمام) میں سے نیک نفس کیا ۔ جناب رسُولِ خدا نے اپنی قرابت (یعنی کہ نسبتِ نسبی) کے بارہ میں ایک بار منبر پر کھڑے ہو کر اس طرح بیان فرمایا ۔ مابال رجال یقولون ان رحم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا تنفع یوم القیامۃ بلا واللہ ان رحمی موصولۃ فی الدنیا والاخرۃ وانی ایھا الناس فرطکم علے الحوض اخرجہ الامام احمد والحاکم فی صحیحہ ۔ یعنی کہ کیا حال ہے ان آدمیوں کا جو کہتے ہیں کہ رسُولِ خدا کی قرابت (یعنی کہ نسبتِ نسب یومِ حشر میں مُفید نہیں ہے سو اللہ کی قسم کہ بے شک میری ہی قرابت (یعنی کہ نسبتِ نسبی مُفید ہے ۔ دُنیا اور آخرت میں ۔ پس تحقیق میں اے مردمان (یعنی کہ لوگو) کوثر پر واسطے تمہارے خوشی ہوں ۔ روائیت کیا اس کو امام احمد اور حاکم نے اپنی اپنی صحیح میں ۔ اور ایک اور حدیث میں رسُولِ خدا نے یوں فرمایا ہُوا ہے ۔ کل سبب ونسب منقطع یوم القیامۃ الا سببی ونسبی (اخرجہ ابو نعیم فی معرفۃ الصحابۃ عن عمر) یعنی کہ ہر ایک سبب اور نسب کا منقطع ہونا یومِ حشر میں ایک یقینی امر ہے ۔ میرے سبب اور میرے نسب کے سوا ۔ روائیت کیا اس کو ابو نعیم نے معرفتہ الصحابہ میں عُمر سے ۔ پس اس بنا پر تحقیق سے روشن ہوا کہ عزتِ عُرفی کا دار و مدار تو شرفِ نسب پر ہے اور باقی رہا عزتِ شرعی کا مرتبہ ۔ سو اس کا دار و مدار اتقا پر ہے ۔ پھر چونکہ ان ہر دو نوع میں سے عزتِ عرفی (یعنی کہ سلسلۂ جسمانی) کا نسب جعلِ حق خلقی بندہ کا فعلِ غیر اختیاری ہے ۔ یعنی کہ جو حقیقتاً باپ بن چکا ہُوا ہے اُس سے نسبت قطع کر کے کسی دوسرے کو اپنا باپ بنانے سے نہ تو وہ باپ بن سکتا ہے اور نہ سلسلۂ نسب ہی اس سے قائم ہو سکتا ہے پس یہی وہ وجہ ہے کہ جس کی بناء پر سعد بن ابی وقاص اور ابو بکرہ کہتے ہیں کہ رسُولِ خدا نے فرمایا من ادعی

الیٰ غیرابیہ وھو یعلم غیرابیہ فالجنۃ علیہ حرام رواہ البخاری ومسلم وابوداؤد وابن ماجہ ترغیب و ترہیب کی جلد سوم کے صفحہ ۷۸ میں مسطور ہے۔ یعنی کہ جو آدمی اپنے آپ کو اپنے باپ کے سوا کسی اور کی طرف منسوب کرے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ یہ میرا باپ نہیں تو اس پر جنت حرام ہے۔ روایت کیا اس کو امام بخاری وامام مسلم وابوداؤد اور ابن ماجہ نے مطلب یہ غیرت عربی (یعنی کہ شرافت نسبی) بجعل حق خلقی اللہ کی طرف سے ہر آدمی کے واسطے ایک نعمت غیراختیاری ہے۔ جس کی اصلیت (یعنی کہ باطن) محققین کی تحقیق میں بندہ کے اخلاق فطرتی وملکات نفسانیہ ہیں۔ پس اس تحقیق کا معنی یہ ہوا کہ انساب انسانی کے امتیازات انسانی کی حقائق (یعنی کہ اخلاق فطرتی وملکات نفسانیہ) کے تابع ہیں یعنی کہ انساب و قبائل کی کرامت ورذالت کا معیار ان اخلاق فطرتی وملکات نفسانیہ کے غیراختیاری کمالی ونقصانی مراتب ہیں۔ پس اس بنائے تحقیق سے یہ متحقق ہوا کہ جس طرح غیرت عربی (یعنی کہ سلسلۂ جسمانی) کا نسب جعل حق خلقی اور بندہ کا فعل غیراختیاری ہے اُس طرح پر ہی نسب کی یہ تین کڑیاں۔ ۱۔ تعداد انساب ۲۔ تمائز انساب۔ ۳۔ معیار انساب میں سے ہر ایک کڑی جعل حق خلقی اور بندہ کا فعل غیراختیاری ہے۔ ہاں البتہ دنیا میں آدمؑ سے لے کر اب تک کے تمام آدمیوں میں سے ہر ایک آدمی اپنے اپنے نسب کے سوا کسی اور کے نسب کے یاد کرنے میں امتیازی طور پر اس کی تمام پشتوں کو باسناد صحیح نام بنام باترتیب بیان کرنے میں مختار ہے۔

پھر چونکہ خدا نے ہر ایک آدمی کے نسب کی حقیقت (یعنی کہ اخلاق فطرتی وملکات نفسانیہ) کے کمالی ونقصانی مراتب بنائے ہوتے ہیں جیسا کہ اوپر تحریر ہو چکا ہے۔ بایں وجہ خدا نے جناب محمد رسول خداؐ کے نسب پاک کی حقیقت (یعنی کہ اخلاق فطرتی وملکات نفسانیہ) کے جو کمال ونقصانی مراتب بنائے ہوتے ہیں ان میں سے خدا نے چونکہ تمام کمال مراتب رسول امی میں پائے ہوئے ہیں۔ بایں وجہ خدا نے اس کامل الاخلاق ہستی کو قرآن پاک میں یوں مخاطب کر کے کہا ہے اِنَّکَ لَعَلیٰ خُلُقٍ عظیم یعنی کہ تحقیق تو بڑے خلق پر ہے۔ پس اُس مکارم الاخلاق ہستی کی اس سلسلۂ انساب میں یہی شان ہے کہ اُدھر فوقانی طرف سے جو آپ کے آباؤ اجداد کو کرامت نسب ملی ہوئی ہے تو وہ اس بنا پر کہ آپ کا کمالاتی نور ان کی پیشانیوں میں اور آپ کا مادۂ خلقیہ ان کی پشتوں میں بطور امانت منتقل ہوتا ہوا آ رہا تھا جس کو کہ آپ تک پہنچنا تھا اور ادھر تحتانی طرف سے آپ نے اپنی اولاد کے نسب کی کرامت اور اس کی امتیازی خصوصیات اپنی جزئیت کی وجہ سے یوں بیان فرمائی فاطمۃ بضعۃ منی من اذاھا فقد اذانی یعنی کہ فاطمہ ایک ٹکڑا ہے میرا جس نے اس کو اذا دی اس نے میرے روح کو اذا دی۔ اور جناب حسنؓ کے بارہ میں فرمایا۔ ابنی ھذا سید وغیرھا یعنی کہ یہ لڑکا میرا سید ہے اور وہیں اپنے نسب کو (یہ کہہ کر انا اکرمکم نسبا یعنی کہ میں تمہارا اکرم ہوں نسب کے رو سے)

باکرامت فرمایا۔ اور یہ آپ نے اپنے آباؤ الکرام کی کرامت نسب کو اپنی شرف کی وجہ سے روشن کیا ہے۔

المطلب بالآخر اس تحقیق سوم کی بنا پر غور کرنے سے متحقق ہوا کہ جو جناب محمد رسول خدا کا نسب پاک ہے وہی نسب پاک علیؑ امیرالمومنین بن ابوطالب کا ہے۔ پھر چونکہ ہر ایک آدمی کے نسب کی حقیقت (یعنی کہ اخلاق فطرتی وملکات نفسانیہ) کے ہر کمالی ونقصانی مراتب ہیں اُن پر ہی نجات وعذاب آخرت کا مدار ہے۔ یہ کہ اعمال پر اعمال تو صرف مخفی اخلاق فطرتی وملکات نفسانیہ کے ظہور پر علامات وامارات بن کر اتمام حجت کی سند بن سکتے ہیں۔ بایں وجہ روشن ہوا کہ آخرت میں ہر ایک آدمی کے نجات وعذاب پانے کا مدار اس کے اخلاق فطرتی وملکات نفسانیہ کے کمالی ونقصانی مراتب پر ہے۔ پھر چونکہ خدا نے جناب محمد رسول خدا کو تمام مخلوقات میں سے مرتبہ رسالت میں اور جناب علیؑ امیرالمومنین کو مرتبہ ولایت میں سب سے بڑھ کر اخلاق فطرتی وملکات نفسانیہ کے کمالی مراتب عطا فرمائے ہوئے ہیں۔ بایں وجہ جناب محمد رسول خدا کی سیادت واس کے نسبی رشتہ کا دنیا وآخرت میں مفید ہونے پر اشارہ پڑتا ہے اور میری تحقیق میں یہی حکم علیؑ امیرالمومنین کی سیادت واس کے نسبی رشتہ کا دنیا وآخرت میں مفید ہونے پر درست آتا ہے۔ بایں وجہ کہ جب رسول خدا اور علیؑ امیرالمومنین کا نسب ایک ہے تو پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ علیؑ امیرالمومنین کا نسبی رشتہ آخرت میں مفید نہ ہو۔ پھر چونکہ قسمت دوم کی تمہید میں بروایت عائشہ مسطور ہے کہ ابوتراب علیؑ امیرالمومنین آل عبا کے شمار میں برابر شریک ہے تو بایں وجہ متحقق ہوا کہ وہ آل رسولؐ میں شریک اور سیاست کا مالک ہے۔ جس کی پشت سے اس کے نیچے (بوساطت محمد الاکبر) دسویں پشت پر حسین نامی (معروف بہ عون) پیدا ہوا۔ پھر اس کی پشت سے اس کی نسبت پدری کے رو پر) اعوان پیدا ہوئے۔ پس اس بنا کے رو سے روشن ہوا کہ قوم اعوان کا موجد (یعنی کہ بانی) عون ہے۔ جس کی پشت سے اس کے نیچے (بوساطت عقیل) تیسری پشت پر دو لڑکے پیدا ہوئے ۱۔ محمد (معروف بہ وردا) ۲۔ قطب الدین (معروف بہ قطب شاہ) پیدا ہوا جس کے ۱۱ لڑکے تھے جن کے نام یہ ہیں ۱۔ عبداللہ (معروف بہ گوہرڑا) ۲۔ محمد (معروف بہ کندلان)، ۳۔ مزمل علی (معروف بہ کلکان) ۴۔ احمد علی (معروف بہ دو نام خطابی ۱۔ جہان شاہ ۲۔ درِیتیم) ۵۔ زمان علی (معروف بہ کوکس) ۶۔ یخف علی (معروف بہ محمد یحییٰ) ۷۔ فتح علی (معروف بہ کلدان) ۸۔ محمد علی (معروف بہ چوہان) ۹۔ نادر علی (معروف بہ محمد عثمان) ۱۰۔ بہادر علی (معروف بہ محمد طلیع) ۱۱۔ کرم علی (معروف بہ محمد یوسف) پس آخرکار اس بنا کے رو سے روشن ہوا کہ قوم اعوان چونکہ یقیناً شریف النسب و آل رسولؐ وسادات علویہ اور خاندان شاہی سے ہے سو ان وجوہ کے رو سے اس قوم کے تمام اعوانوں پر واجب ہے کہ وہ خدا کی ان نعمتوں کے شکریہ میں احکام اسلام وایمان واحسان کے اوامر ونواہی کے

نیں تاکہ یہ امر متحقق ہوکر بخوبی شناخت میں آسکے کہ اعوان اپنے شرفِ نسب کی حقیقت (یعنی کہ اخلاقِ
ملکاتِ نفسانیہ) کے کمالی و نقصانی مراتب کے احکام اور امر و نواہی کے واقعی مطیع ہیں اور وہ نجاتِ آخرت
پانے کے مستحق ہیں۔ کیونکہ نجات (یعنی کہ جنت میں خوشیاں) پانے کا مدار در حقیقت اخلاقِ
جنت میں خوشیاں) پانے کے مستحق ہیں۔ کیونکہ نجات (یعنی کہ جنت میں خوشیاں) پانے کا مدار در حقیقت اخلاقِ
ملکاتِ نفسانیہ کے کمالی و نقصانی مراتب کے احکام اوامر و نواہی کے اطاعت کرنے پر ہے نہ کہ اسلام و
احسان کے احکام اوامر و نواہی کے اطاعت کرنے پر یہ تو صرف اخلاقِ فطرتی و ملکاتِ نفسانیہ کے ظہور پر
و امارات بنکر اتمامِ برہان کے نشان بن سکتے ہیں۔ جیسا کہ اُوپر تحریر میں آچکا ہے لیکن میری تحقیق میں تو
فطرتی۔ ۲۔ ملکاتِ نفسانیہ۔ ۳۔ ایمان۔ ۴۔ احسان چاروں ایک ہی شئی ہیں۔ اور ایک ہی حکم ان چاروں کے
امر و نواہی کا ہے اور اسلام کے احکام اوامر و نواہی تو صرف انہیں چاروں کے احکام اوامر و نواہی کے ظہور کی
و امارات بنکر اتمامِ برہان کا نشان بن سکتے ہیں۔ اب میں نسبِ علیؓ امیر المومنین کے طبقات کو کتبِ انساب
تحریر کرتا ہوں۔ سو وہ شمار میں سات ہیں۔ ۱۔ شعب ہے۔ اس میں چند ایک قبائل ہوتے ہیں۔
ہے۔ اس میں کئی ایک عمائر ہوتے ہیں۔ ۳۔ عمارہ ہے اس میں کئی ایک بطون ہوتے ہیں۔ ۴۔ بطن ہے
کئی ایک افخاذ ہوتے ہیں۔ ۵۔ فخذ ہے۔ اس میں کئی ایک عشائر ہوتے ہیں۔ ۶۔ عشیرہ ہے۔ اس میں
فصیلہ ہوتے ہیں۔ ۷۔ فصیلہ ہے۔ اور ان تمام کی فہرست مثالی یوں ہے۔

نام طبقہ	نام مثال
شعب	خزیمہ
قبیلہ	کنانہ
عمارہ	فہر
بطن	لوّی
فخذ	ہاشم
عشیرہ	عباس و ابو طالب
فصیلہ	بنی عباس و بنی ابو طالب

حق البیان در مناقبِ اعوان

ہے اوّل یہ الحمد رب پہ کلام ۔۔۔ درود ہو پھر اس کے نبیؐ پہ تمام
ہے تالیف میری یہ حق پہ کلام ۔۔۔ مُرتب ہے آلِ نبی پہ تمام
تھا اُس میں علیؓ اِک بہادر امام ۔۔۔ کہ تھے نامور اس کے لڑکے تمام
ہُوا اُن میں بن حنفیہ اک کبیر ۔۔۔ کہ جس کی پُشت سے تھا عون اِک امیر
پھر اُس کی پُشت سے کُل اعوان ہوتے ہیں ۔۔۔ وہ مُلکی حکومت کے حاکم ہوئے یہاں
مجاہد اِک اُن میں ہُوا قطب شہ ۔۔۔ تھے پسر اُس کے یاراں بنی حنفیہ
بہادر وہ مثلِ علیؓ تھے تمام ۔۔۔ تھے مُلکی حکومت میں برتر تمام
قدیمی اعقاب اُن کے ہیں مسلمان ۔۔۔ وہ دُنیا تمامی کے تھے پاسبان
ہادی وہ دینِ نبیؐ کے ہُوئے ہیں ۔۔۔ وہ بے کس غریبوں کے حامی ہوئے ہیں
مجاہد تمامی وُہی تھے عرب کے ۔۔۔ وُہی پیشوا تھے شرق اور غرب کے
وطن اُن کا پیارا عرب کا مُلک تھا ۔۔۔ مدینہ تخت پایہ اُن کی مُلک تھا
بہادر بہر معرکہ وہ ہُوتے تھے ۔۔۔ اور ہر قوم کے راہنما وہ ہُوئے تھے
عرب میں وہ مکّی مہاجر بنے تھے ۔۔۔ وُہی حربِ خیبر کے فاتح بنے تھے
تھی دائم جہادوں میں اُن کی تیاری ۔۔۔ نہ دُنیا میں کوئی شے تھی ان کی پیاری

وہی دینی علموں کے ماہر بنے تھے ۔۔۔ سلاطینِ دُنیا کے حاکم بنے تھے

لیکن جواب ان کے اعقاب ہیں ۔۔۔ وہ غربت کی حالت میں بے تاب ہیں

ہے بے علم یہ قوم اعوان کی ۔۔۔ ہے یہ قوم بے خبر اعوان کی

بنے یہ ایسی غربت خطرناک میں ۔۔۔ جو شان اس کی تھی وہ پڑی خاک میں

یعنی جو کہ بدیاں خرافات کی ہیں ۔۔۔ وہ کڑیاں کل ان کے مکانات کی ہیں

اب افسوس اس قوم کے نام پہ ہے ۔۔۔ کہاں وہ مراتب کہاں قوم یہ ہے

نہ علمِ دینی کو یہ جانتے ہیں ۔۔۔ نہ نسب حسب اپنے کو یہ مانتے ہیں

وجوہ یہ کل ان کی بے علمی کی ہیں ۔۔۔ یہ راہیں کل ان کی تاریکی کی ہیں

اب اس حالت ان کی پہ غم میں نے کرکر ۔۔۔ اٹھا کر میں باران کا یہ اپنے سر پر

لکھی میں نے یہ سیرت قطب شہ ۔۔۔ ہوا جو کہ من عقبِ بن حنفیہ

بہ تالیف میری نوشت آخری ہے ۔۔۔ قطب شاہ کی سیرت پہ حرف آخری ہے

یہ معروف سیرتِ اعوان پہ ہے ۔۔۔ نسب قوم تاریخ اعوان پہ ہے

ہے قوم اعوان کی یہ امانت ۔۔۔ میرے پاس برسوں کی تھی یہ امانت

اب اس امانت کو ہر سُو بہ سُو ۔۔۔ کیا میں نے کل قوم کے رُو برُو

یہ حق نما اس کی تاریخ ہے ۔۔۔ یہ اپنی لطافت میں باریک ہے

یہ حق المبین میری تحقیق ہے ۔۔۔ یہ سیرت اعوان پہ تحریک ہے

سیرت ہے یہ قوم اعوان کی ۔۔۔ حقیقت ہے یہ شان اعوان کی

طاقِ اعوان میں رکھ کر یہ میں نے ۔۔۔ شب کی تاریکی میں روشن کی میں نے

یہ خدمت میری قوم کے رُو برُو ہے ۔۔۔ وہ مانے یا نہ اُس کی یہ آبرو ہے

اے قوم اعوان آلِ نبی ہے ۔۔۔ کل اقوام کی راہ نما تو بنی ہے

یہ خدمت صرف قوم اعوان کی ہے ۔۔۔ حیاتی یہ دُنیا میں اعوان کی ہے

یہ چالیس برسوں کی محنت میری ہے ۔۔۔ یہ اے قوم اعوان خدمت تیری ہے

سیرت ہے یہ آلِ عمران کی ۔۔۔ حقیقت ہے یہ قوم اعوان کی

دعا کر تو اے کنبہ پاک یہ ۔۔۔ ہو رحمت خدا کی تیری خاک پہ

یہ باغ فقر کے ہیں مالک اعوان ۔۔۔ ہیں حکم نوابی کے حاکم اعوان

وہ باغ کالا ہے اُن کا مکان ۔۔۔ قدیمی وہ اکبر ہے اُن کا نشان

دعا کر تو اے قوم اعوان یہ ۔۔۔ کہ سایہ رہے باغ اعوان یہ

کہ شاخوں میں اس کی مشک مہکتی رہو ۔۔۔ اور اُن پہ حکم کی چڑیاں چہکتی ہو

وہ شاخوں میں خوشبو رہے مہکتی ۔۔۔ اور اُن پہ وہ چڑیا رہے چہکتی

ہے آخر پہ یا رب میری یہ پکار ۔۔۔ ہمیشہ رہے چمن پہ یہ بہار

یہ وہ چمن اعوانوں کا اک بستان ہے ۔۔۔ وہ قوم اعوان کا اک نشان ہے

تھا وہ نام نامی ملک میر خان ۔۔۔ تھا وہ قوم اعوان کا مہربان

وہیں ہے محمد ملک شیر خان ۔۔۔ ہے وہ قوم اعوان کا کاروان

خدا اس پہ کرم اور رحمت کرے ۔۔۔ اور اس کی حیاتی میں برکت کرے

جو طبقہ کہ اعوانوں کا کارواں ہے ۔۔۔ اک اُن میں محمد ملک خواص خاں ہے

خدا اس پہ بارانِ رحمت کرے ۔۔۔ نام اُس کا نیکوں میں برتر کرے

ہے آخر پہ یا رب میرا یہ پیام ۔۔۔ کر اعوان تو ایک راہ پہ تمام

یہ تحقیق ہاشم معما کشا ہے

یہ اعوانوں کی آخری راہ نما ہے

ٹ

مناجات

الٰہی تیرے کرم سے یہ کتاب
لکھی شوق سے میں نے ہو کر بے تاب

لکھی میں یہ صحتِ روایات پر
اور آلِ نبیؐ کے بیانات پر

تو اِس کے اَجر میں اے رَبِّ انام
بخش جو خطائیں ہیں میری تمام

پھر جب عمر یا رَب میری ختم ہو
تو یُوں رُوح میری پہ تیرا کرم ہو

کہ تحفہ میرا موت میری کو کرنا
جُدا با خوشی رُوح میری کو کرنا

[illegible]ب ہوں موت کی دُور حیرانیاں
سکرات و شیطان کی شیطانیاں

نزع میں زبان میری ہو بیاں
اور رہو اس پہ کلمۂ طیب رواں

تو قائم رکھیں میرے ایمان کو
رکھیں دُور آنکھوں سے شیطان کو

ہو جب تن سے یا رَب میری رُوح رواں
تو روشن میرے تن پہ ہوں یُوں نشاں

اوّل زر و تن ہو میرا عیاں
عرق ہو پیشانی پہ میرا رواں

فراخ ہوں منخرین بینی میری کے
جاری اشک ہوں دو آنکھوں میری کے

نجس سے میرے تن کو تو پاک کرنا
میرا خاتمہ نیک بہ خاک کرنا

[illegible] قبر یا رَب کہ میرا مقام ہو
تو رحمت تیری سے وہ روشن تمام ہو

عذاب اُس کے سے ہو حمیت میری
حساب اُس کے میں ہو بریت میری

آرام اُس کو میرا حشر تک بتانا
وہ جنت کے چمنوں میں چمن اک بنانا

حشر کو میرے پر ہو تو مہرباں
تا آنکہ ہو جنت میرا آشیاں

الٰہی تیرے دَر پر میں آیا ہُوں
ہزاری مناجات یوں کرتا ہُوں

ہدایت بخش تُو میرے اے خُدا
نہیں بخش سکتا کوئی تیرے سوا

میں دُنیا میں بے شک جفاکار ہُوں
اطاعت تیری میں خطاکار ہُوں

سو اپنے کرم سے اے رَبِّ انام
بخش جو خطائیں ہیں میری تمام

میں پُر عیب بے شک سیاہ کار ہوں
پر آخر تیرا ہی پرستار ہُوں

پڑا خاک پر ہُوں اے میرے خُدا
نہیں حامی میرا کوئی تیرے سوا

تُو اپنے کرم سے یہ احسان کر
یعنی روزی میری کو آسان کر

تُو دُنیا بنا میری میرا چمن
بنا میرے خانہ کو میرا امن

پھر ہو اِک کلی اِس چمن میرے کی
رونق بنے وہ کرم تیرے کی

بس آباد وہ چمن میرا رہے
ہمیشہ کرم اُس پہ تیرا رہے

دُنیا میں یا رَبّ یہ میری کتاب
ہو اعوانوں میں شائع یہ پُر نکات

بالآخر درُود ہو نبیؐ پاک پر
اور ہو اس کی کُل آل کی خاک پر

بس اُن پہ کروڑوں میرا ہے سلام
مناجات اس پہ ختم ہے تمام

○

تصدیقُ الصّحتِ تحقیق الاعوان فِی آلِ حبیبُ الرحمٰن

(نامِ کتاب پر) کاروانِ قومِ اعوان کی تقریریں حسبِ تحت مسطور ہیں۔

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ۔ نَحمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُولِہِ الکَرِیمِ۔

کہ میں اپنی جملہ قومِ اعوان کے رُوبرو بطورِ انتباہ یہ درخواست پیش کرتا ہوں کہ ضلع جہلم کی تحصیل
دادنخان میں میرا مقامِ سکونت موضع باغانوالہ ہے۔ چونکہ میں نے اس کتاب مسمّٰی بہ حقیقتُ الاعوان
حبیبُ الرحمٰن جو کہ تالیفِ ملک محمد ہاشم سلیم پوری ہے) کو بغور پڑھا ہے اس لئے میں تصدیق کرتا
واقعی ملک موصوف نے اِس کتاب کو بڑی جاں افشانی اور سالہا سال کی محنتِ شاقہ سے مختصر طور
بارصرانت و جامعیت کے صحیح روایات کی بنا پر قومِ اعوان کے اجدادِ پاک میں سے میر قطب شاہ
تِ پاک (یعنی کہ واقعاتِ نسبی و تاریخی) کو تمام خوبیوں کے ساتھ باترتیب پیش کیا ہے۔
ب تمام اختلافات و استقام و شکوک نسبی و واقعاتِ تاریخی کی مرتفع ہے۔ چونکہ میرے
میں یہ کتاب نہایت ہی صحیح و مستحقِ تحسین ہے۔ اِس لئے میں اس کتاب میں یہ انسب
ہوئے اپنے نسب نامہ کو حسبِ تحت پیش کرتا ہوں۔

وہ شجرہ نسب یہ ہے۔

بہادر علی
|
طور خان
|
محمود
|
عبداللہ
|
شہاب الدین
|
محسن
|
ملک جعفر خان
|
محمد کھیا خان
|
نور محمد
|
اسلام خان
|
شاہ محمد
|
محمد کھیوہ خان
|
محمد وزیر
|
غلام محمد
|
احمد الدین
|
محمد الدین
|
ملک محمد افضل خان

ملک محمد افضل خان بقلم خود ۶ صفر ۱۳۸۶ھ

تقریر دوم حافظ محمد حسین علوی اعوان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

اما بعد من ہیچمدان اپنی قوم علوی سے استدعا کرتا ہوں کہ کتابِ مذکورہ بالا جو جامع الاوصاف جمیع اعتبار صرافت و جامعیت کے صحیح روایات کی بنا پر تحریر میں آچکی ہے۔ اس کا ہر ایک بیتِ علوی میں ہونا ضروری ہے کیونکہ یہ قومِ علوی کے نسب و تاریخ کا ایک لازوال خزانہ ہے۔ اور مصنف کتاب ہذا ملک ہاشم الدین صاحب علوی سلیم پوری کی محنتِ شاقہ کا نتیجہ ہے۔ مصنف کی یہ محنت قابلِ داد ہے۔ سالہا سال کی کوشش اور بعد تلاشِ تحقیق حق کے یہ کتاب تیار ہوئی ہے اور مؤلف نے قومِ علوی (یعنی کہ اعوان) کے اجدادِ پاک میں سے میر قطب شاہ کی مختصر طور پر سیرت و واقعاتِ نسبی و تاریخی کو بعد تحقیق کے باحسنِ دلائل و باترتیب قوم کے سامنے پیش کیا ہے اور تمام اختلافات و شکوک ... کو رفع کیا ہے اور قوم علوی (یعنی کہ اعوان) کے نامور افراد کا ذکرِ خیر فخریہ طور درج کیا ہے۔ سو چونکہ یہ کتاب بہت ہی حد تک جامع و صحیح اور مستحق تحسین ہے۔ بایں وجہ ... نے کتاب ہذا میں درج کرنے کے لئے اپنا نسب نامہ ملک صاحب موصوف کو دے دیا

العبد

احقر العباد ملک محمد حسین سید علوی ساکن پنڈ دادنخان

وہ شجرۂ نسب یہ ہے

(اعوان) قطب شاہ

محمد شاہ

احمد

داؤد

ملک شیخ سلیمان

شیخ قاسم

ملک بدرص

ملک ابراہیم

شیخ سعد اللہ

حافظ محمد مرید

عبدالباقی

حافظ زبردست

سلطان محمد

شرف الدین

حافظ غلام حسین

حاجی محمد امین

حافظ محمد حسین

کتبہٗ: بقلم خود محمد حسین علوی ۷ ماہ صفر ۱۳۸۶ھ

تقریر سوم ملک فضل داد (معروف بہ عارف) اعوان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم ۔ بعد حمد و صلوات اور سلام
[...] بخدمتِ قومِ اعوان بآدابِ مناسب التماس ہے کہ علمِ انساب و تواریخ جو کہ ادیانِ الہامیہ کے فنونِ لطیفہ میں سے ایک
[...] سا اہم عمر فن ہے جو کہ ہمیں کائنات کے واقعات و حالاتِ سابقہ سے روشناس کرتا ہے اور تعلیماتِ اسلامیہ کے ساتھ
[...] ہی لائحہ اعمالِ حسنہ (یعنی کہ کلی طور پر دینِ اسلام کے احکامِ اوامر و نواہی کے اختیار کرنے و تعمیری دستورِ حیات (یعنی کہ
[...] فطرتی و ملکاتِ نفسانیہ کی درستی) کو پیش کرتا ہے۔ پس ان وجوہ کی رو سے ہر ایک فردِ بشر کو مناسب ہے کہ وہ کتبِ
[...] و تواریخ کو پڑھ کر دینِ اسلامی کے احکامِ اوامر و نواہی کو اختیار کرے اور اپنے اخلاقِ فطرتی و ملکاتِ نفسانیہ میں سے
[...] کر کے اخلاقِ حمیدہ و ملکاتِ نفسانیہ کے تمام مراتبِ برتر کی درستی کرے تاکہ وہ ان کے اجر میں نجاتِ آخرت کو پا کر
[...] المطلب آج ۱۳۸۸ھ کے ماہِ شوال کی ۲۶ تاریخ کو اس فنِ انساب و تواریخ کے بارہ میں ایک قلمی نسخہ جناب
[...] والی (معروف بہ قطب شاہ) کی سوانح الحیات پر میرے ایک محترم محقق ملک محمد ہاشم الدین سیالکوٹی سلیم پوری کا تالیف
[...] مسمیٰ بہ حقیقتُ الاعوان فی آلِ جیب الرحمن میرے مطالعے میں آیا اور اس کی یہ تحقیقِ حقہ اپنی ماخذی کتبِ انساب و تواریخ
[...] میں قابلِ قدر اور شاندار تالیف ہے جس کو اس نے بسیج محنت اور جانفشانی اور انتہائی کاوش کاوش کے ساتھ ترتیب
[...] کیا ہے اور یہ وہ تذکرہ ہے جو کہ تاریخ الاسلام کے مجاہدِ کبیر و امام الانقلابِ ہند جناب قطب الدین (معروف بہ قطب شاہ)
[...] الحیات اور اس کے شجرہ نسب کو صحیح طور پر نام بنام باترتیب و باربط بیان کرتا ہے اور ملک موصوف نے اپنی اس
[...] میں جو کردار ادا کیا ہے اس کا اہالیانِ تحقیقات کے لئے مشعلِ راہ ہونا ایک یقینی امر ہے۔ اور ملک موصوف نے یہ
[...] جناب قطب شاہ کی سیرتِ پاک پر مرقوم فی التحریر کر کے ملتِ اسلامیہ و اہالیانِ پاکستان پر عموماً اور قومِ اعوان پر
[...] صاً ایک احسانِ کبیر کیا ہے جو کہ مردہ دلوں میں ایک نئی روح پھونکتا ہے اور وہ قوم کے ہر ایک آدمی کو اس کی حیاتی
[...] ش قومی پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ ہی پڑھنے والوں کو اپنے آباء اکرام کے نقشِ قدم پہ ترغیبِ راہ روی کی
[...] یت کرتا ہے۔ میں بحق واجب الاحترام ملک موصوف اپنا فرضِ اسلامی و اخلاقی جان کر دعائے خیر کرتا ہوں جس نے کہ
[...] کی حسبِ تحت دو آیتوں اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰہِیْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ذُرِّیَّۃً
[...] مِنْ بَعْضٍ وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۔ یعنی کہ تحقیق چن لیا اللہ نے آدم اور نوح اور آلِ ابراہیم اور آلِ عمران کو

تمام حیوانوں پر ان کی بعض اولاد کو بعض سے اور اللہ ہی سننے والا جاننے والا ہے۔ کی تفسیر کے بعد بنو ہاشم سے بالاختصار
صحیح طور پر آلِ رسولِ ہاشمی کے انساب و تواریخ کو بیان کیا ہے۔ میں یہ دعائے خیر کرتا ہوں کہ اللہ رب العلمین ملک موصوف کو
اس مسودہ کی طباعت اور اشاعت کی توفیق عطا فرماتے اور اس کی یہ قومی خدمت خدا کرے کہ اس کی وسیلہ نجاتِ آخرت و ملتِ
اسلامیہ کی رشد و سرمایۂ قوم اعوان کا موجب بنے اور قوم اعوان اس کو پڑھ کر اپنے آباء اکرام کے صحیح طور پر نسب و واقعات
و حالاتِ تاریخی کے اخبار سے باخبر ہو تاکہ قوم اعوان کے تمام افراد کا اتفاق (یعنی کہ رُخ) اپنی نسبتِ یک جہتی پر ایک ہو حتی کہ
وہ اپنے آباء اکرام کا کلی طور پر اتباع کرتے ہوئے اپنے لائحہ اعمالِ حسنہ (یعنی کہ دینِ اسلام کے احکام اور امر و نواہی) کو اختیار
کریں اور اخلاقِ فطرتی و ملکاتِ نفسانیہ کی درستی کریں تاآنکہ وہ دنیا میں اخلاقِ فطرتی و ملکاتِ نفسانیہ کی درستی کی طرف
منسوب ہو کر شریف قوم سے ہونے کا خطاب اور اسلامی احکام اوامر و نواہی کی طرف منسوب ہو کر دنیا میں متقی ہونے کا خطاب
اور آخرت میں ناجی (یعنی کہ جنتی) ہونے کا مرتبہ پائیں۔ آمین۔

المطلب قوم اعوان کے تمام انساب و تواریخ کا اس امر پر اتحاد ہے کہ برصغیر ہند و پاک اور افغانستان کے معروف و مشہور
قبیلہ اعوان کا موجد (یعنی کہ بانی من عقب) شیخ العرب و امام المتقین جناب علی امیر المومنین ہے لیکن اس کے شجرہ نسب میں
اختلاف ہے جس کی غلط بنا مولانا مولوی نور الدین نے اس تحفۃ الرجال کے آخری دور میں خلاصۃ الانساب و میزان القطبی
و میزان الہاشمی سے بغدادی علماء انساب و تواریخ کا اتباع کرتے ہوئے اس طرح پر قائم کی ہے کہ قوم اعوان کا بانی قطب الہند
عون قطب شاہ بن یعلی (معروف بہ قاسم) عباسی علوی کو قرار دے کر اس کے شجرہ نسب کو حسبِ تحت اپنی کتابوں میں یوں
بیان کیا ہوا ہے۔

علی امیر المومنین — عباس — عبید اللہ — حسن — حمزہ — جعفر — علی — قاسم — طیار — حمزہ — یعلی — عون قطب شاہ

المطلب آن مافوق البیان صرف تین کتابوں کے سوا قوم اعوان کے اس بانی عون قطب شاہ کا یہ شجرۂ نسب عربی وفارسی
اردو کتب انساب وتواریخ میں سے کسی ہی کتاب میں کہیں نہیں آیا اور نہ ہی اب تک ان کتابوں کے بارہ میں کسی کو یہ
پتہ ہوا ہے کہ وہ کب کب کی تحریر میں آئی ہوئی ہیں اور نہ ہی ان کتابوں کے مصنفین نے ان میں اپنے اپنے
ب کو بیان کیا ہوا ہے اور نہ ہی انہوں نے اپنی اپنی قوم کو تحریر کیا ہوا ہے اور نہ ہی انہوں نے ان میں اپنے
پنے مقام سکونت کو تحریر کیا ہوا ہے تو پھر ایسے بے پتہ نسابین ومورخین کا اتباع کرنے کی مولانا مولوی
نورالدین مرحوم کے پاس ان کے با اعتبار ہونے اور ان کی سچائی میں قوم اعوان کو یہ فریب دینے کے سوا اور کونسی
رہان تھی کہ جب اس نے یہ دیکھا کہ اعوانوں میں محقق تو کوئی ہے ہی نہیں اور ان کی بے علمی کا میدان اب میرے سامنے
ہے تو تب اس نے ہمارے میدانِ بے علمی میں طمع نفسانی کی خاطر ہوشیار ہو کر اپنے شترِ بے مہار کو دوڑانا شروع کیا۔
کہ اس نے قومِ اعوان کو کور چشم جانتے ہوئے عون قطب شاہ کو ایک معما بنا کر اس کے نسب کا انتہا عباس بن
علی امیرالمومنین پر کر مارا۔ حالانکہ عون وقطب شاہ درحقیقت دو نام ہیں اور ان دونوں کے درمیان میں
ایک عقیل نامی پشت (معروف بہ امان شاہ) تھی۔ لیکن مولانا مولوی نورالدین مرحوم نے ان تینوں پشتوں کے
تین ناموں ۱۔ قطب شاہ ۲۔ امان شاہ ۳۔ عون کو اپنے اس معما (یعنی کہ عون قطب شاہ) میں عون قطب شاہ
ہی نام بنا مارا۔ پس ملک موصوف کی تحقیق میں تو درحقیقت یہی مولوی نورالدین مرحوم کا معما قومِ اعوان کے اعوانوں میں
اختلاف اور ان کی بے اتفاقی اور حیرانی کا مقام بنا ہوا آ رہا ہے جس کے حل (یعنی کہ مشکل کشائی) کی شناخت
عون وقطب شاہ کے صحیح طور پر نسبِ پاک کو نام بنام باربط وباترتیب قومِ اعوان کے رُوبرو پیش کرنے کے
سکتی تھی۔ بایں وجہ ملک موصوف نے عمدۃ الطالب فی انساب آلِ ابی طالب کی اصل سوم کی فصلِ سوم
ان وغیرہ سے جناب عون وقطب شاہ کے نسبِ پاک کو اپنی تالیف حقیقت اعوان فی آلِ حبیب الرحمٰن
میں حسب تحت پیش کیا ہے تاکہ قومِ اعوان کا اس بارہ میں ہر قسم کا اختلاف وسقم۔ بے اتفاقی وحیرانی اور اس
ک دور ہو کر اس میں قومی یکجہتی کی نسبت پیدا ہو اور آئندہ دور میں قومِ اعوان کے کسی کارواں کو کوئی
پیش نہ آئے۔ پس عون وقطب شاہ کا وہ شجرۂ نسب یہ ہے۔

علی امیرالمومنین
|
محمد الاکبر
|
جعفر الاصغر
|
عبداللہ
|
جعفر الثانی
|
عبداللہ راس المذری
|
اسحٰق
|
علی
|
محمد
|
حسین معروف بہ عون
|
عقیل
|
قطب شاہ
|

عبداللہ ۔ محمد ۔ مزمل علی ۔ احمد علی ۔ زمان علی ۔ رقیہ ۔ نجف علی ۔ فتح علی ۔ محمد علی ۔ فاطمہ ۔ نادر علی ۔ بیاد علی ۔ کرم علی ۔ ہاجرہ

پس بالآخر اس شجرۂ نسب میں عون کے نیچے اور قطب شاہ کے اوپر عقیل (معروف بہ اماہ شاہ) یعنی کہ ان تین کو مولانا مولوی
نورالدین مرحوم نے عون قطب شاہ کے معما میں مخفی کیا ہوا ہے اور وہ شجرۂ نسب کی شکل میں یوں مسطور ہے۔

عون
|
عقیل
|
قطب شاہ پس معمائے عون قطب شاہ حل ہوا۔

المطلب بعد تذکرۂ مافوق البیان کے تاریخ الاعوان از ملک شیر محمد خان اعوان اور تحقیق الاعوان از ملک محمد خواص خان
...عوام کے مُنہ سے میں آئیں۔ انہوں نے عام طریقۂ بیان کو اختیار کرتے ہوئے بحوالۂ مراۃ مسعودی سُلطان محمُود کے دَورِ
...ت میں عقب محمد الاکبر معروف بہ ابن الحنفیہ عطاُ اللہ غازی کے تین بیٹوں (۱) میر ساہو سالار (۲) میر قطب حیدر۔
...میر سیف الدین کا بیان کرتے ہوئے میر قطب حیدر کو قوم اعوان کا بانی تحریر کیا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ قوم اعوان
...نی بن عقب محمد الاکبر (معروف بہ ابن الحنفیہ) تھا۔ اور اس نے سادات بنو فاطمہ یا سُلطان محمُود
...مداد و اعانت سے عون اور اس کا عقب اعوان کے خطاب پر مشہور ہُوا۔ لیکن انہوں نے جو قوم اعوان کے
...شجرۂ نسب بیان کیا ہے وہ قطعاً ہی غلط اور بے بُنیاد ہے۔ ملک محمد خواص خان نے جن واقعاتِ
...ز شجرۂ نسب کے اسمائے پاک کو ہجری کی چوتھی صدی کے وسط تک بیان کیا ہے وہ اہالیان تحقیقات
...ساب کے لئے مشعلِ راہ بن سکتے ہیں۔ بایں وجہ ہم ان کے زیرِ احسان ہو کر مشکور ہیں۔ اور اس کے ساتھ
...م ملک شیر محمد خان کالا باغ کو ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں جس نے کہ از سرِ نو اہالیانِ تحقیقات کے دلوں
...ی تیا جوش پیدا کیا۔

...مدہ احقر العباد فضل داد (معروف بہ عارف کاکو ٹی) نے ابتدائے سال ۱۳۸۸ھ میں اپنی تحقیق کی روشنی
...مکتوب سر سلسلۂ الاعوان نامی مطبوعہ جدون پریس ایبٹ آباد اہالیانِ تحقیقات کی خدمت میں پیش
...کا حوالہ دیکر ملک موصوف نے اپنی تحقیق میں یوں بیان کیا ہوا ہے کہ امام محمد الاکبر (معروف بہ ابن الحنفیہ)
...العرب علیؓ امیر المومنین بن ابو طالب بن عبد المطلب بن عمرو (معروف بہ ہاشم بن مغیرہ) (معروف
...ف) بن زید (معروف بہ قصی بن کلاب بن مرہ کا سلسلۂ نسل صرف عبد اللہ (معروف بہ راس المذری)
...نی بن عبد اللہ بن جعفر الاصغر بن امام محمد الاکبر بن علیؓ امیر المومنین کے تین بیٹوں ۱۔ ابو زید جعفرؒ
...یؒ۔ (۳) ابو علی اسحق سے جاری ہُوا۔ پھر ان میں سے ہر ایک کا عقب بوجہ نسب محمد الاکبر
...بوجہ نسبت عبد اللہ (معروف بہ راس المذری)، بنی النقیب اور غوری زبان میں حمدی شیشانی
...تھ مشہور ہُوا۔ مرآتِ مسعودی نام کتاب از عبد الرحمٰن (معروف بہ عبد الرحیم) چشتی
...کرتے کہ احمد بن حسن میمندی کے بعد امیر حرب میکائیل (یعنی کہ امیر ساہو) کو سُلطان محمُود
...یرِ اسل مقرر کیا ہُوا تھا اور وہ من عقب محمد الاکبر (معروف بہ ابن الحنفیہ) تھا۔ اور
...سعودی کی مانند کی کتبِ انساب میں سے ایک روضۃ الصفاء از محمد خاوند شاہ

متوفی بہ ۹۰۳ھ میرے دیکھنے میں آئی۔ اس میں اس وزیرِ اعلیٰ کا نام محمد خاوند شاہ نے احمد حسین
تحریر کیا ہُوا ہے اور محمد خاوند شاہ کے بیٹے خاوند امیر متوفی بہ ۹۴۱ھ نے دستور الوزراء
میں ابو علی حسین حسنک میکال بن محمد تحریر کیا ہُوا ہے اور ان کے سوا چند ایک اور کُتبِ
تواریخ میں اس وزیر کا نام حسنک منیکال و حسنک مشکاتی و حسنک کشکاتی مسطور ہے اور
اس کا ایک لڑکا عقیل (معروف بہ امان شاہ) تھا اور اس کا لڑکا قطب شاہ ہُوا جس کی پُشت سے
اعوان قطب شاہی آ رہے ہیں۔

العبد

احقر العباد فضل داد (معروف بہ عارف) اعوان کاکوٹی۔ ہزاروی بقلم خود

حضرت سلطان باہوؒ | حضرت بابا سجاول علوی قادری | حضرت سالار قطب حیدر شاہ غازی علوی | حضرت علی کرم اللہ وجہہ | حضرت سالار ساہو غازی | حضرت سالار مسعود غازی

شجرہ نسب علوی، بنی عون، اعوان، قطب شاہی اعوان

تحقیق: محمد کریم اعوان وائس چیئرمین ادارہ تحقیق الاعوان پاکستان 0312-9206639

تصدیق شدہ مستند شجرہ نسب علوی اعوان (بنی عون)

(1)	(2)	(3)	(4)	(5)	(6)	(7)	(8)
کتاب نسب قریش عربی (156ھ-236ھ) لابی عبداللہ المصعب صفحہ 77	کتاب المعقبین عربی (214ھ-277ھ) ابی الحسن یحییٰ ص 101	جمہرۃ الانساب العرب عربی (384ھ) لابی محمد علی بن احمد صفحہ 59	تہذیب الانساب ونہایۃ الانساب عربی 449ھ ابی الحسن محمد ص 74-273	منتقلۃ الطالبیہ عربی 471ھ۔ ابی اسماعیل ابراہیم طباطبا ص 303,352	المنتخب فی نسب قریش و خیار العرب عربی (656ھ) ابی عبداللہ بن عیسیٰ صفحہ 26	منبع الانساب فارسی (830ھ) سید معین الحق جھونسوی ص (103)363	بحر الانساب عربی (900 ہجری) تالیف السید محمد بن احمد صفحہ 245
ابی طالب	ابی طالب	ابی طالب	ابی طالب	ابی طالب	ابی طالب	ابی طالب	ابی طالب
علی	علی	علی	علی	علی	علی	علی المرتضیٰ	علی
محمد الاکبر[محمد حنفیہ]	محمد بن الحنفیہ	محمد بن الحنفیہ	محمد[حنفیہ]	محمد[حنفیہ]	محمد الاکبر[محمد حنفیہ]	ابوالقاسم محمد حنیف	محمد بن الحنفیہ
علی	علی	علی	علی	علی	علی	علی عبدالمنان	علی برغوث
عون	عون	عون	عون	عون	عون	عون عرف قطب غازی	عون
محمد[اسحل]	محمد		محمد اسحل	محمد اسحل	محمد[اسحل]	محمد آصف غازی	محمد
"بنی عون"			علی	علی	قبیلہ "بنی عون"	شاہ علی غازی	علی
			محمد[غازی]، احمد[غازی]	محمد، احمد، الحسین، عیسیٰ		شاہ محمد غازی	محمد، احمد، الحسین، عیسیٰ، الحسن علی
						طیب غازی	
						طاہر غازی	
						عطاءاللہ غازی	

مندرجہ بالا شجرہ نسب کی وضاحت اور حوالہ جاتی کتب کے لیے رابطہ فرمائیں محمد کریم اعوان 0312-9206639

(9)	(10)	(11)	(12)	(13)	(14)	(15)	(16)
مرات مسعودی فارسی (1037ھ) عبدالرحمٰن چشتی ص 7	تاریخ حیدری اردو (1909ء) مولوی حیدر علی اعوان ص 7	بحر الجمان اردو (1332ھ) سید محبوب شاہ داتا صفحہ 135	تحقیق الاعوان (1966ء) ایم خواص خان گوڑہ اعوان صفحہ 148، 156	تاریخ علوی اعوان (1999ء) محبت حسین اعوان صفحہ 347، 370	علامہ یوسف جبریلؒ تعارف علوی قبیلہ ص 10 و انگلش بک ص 637	حقیقت الاعوان (2002ء) صوبیدار (ر) محمد رفیق علوی صفحہ 32، 52	تاریخ سادات وعلوی اعوان مشائخ (2001ء) زین العابدین علوی ص 14 و 33
ابی طالب	ابی طالب	ابی طالب	ابی طالب	ابی طالب	ابی طالب	ابی طالب	ابی طالب
علی	علی	علی	علی	حضرت علیؓ	علی	حضرت علی کرم اللہ وجہہ	علی
محمد حنفیہؒ	محمد[محمد حنفیہ]	ابوالقاسم محمد الاکبر	محمد الحنفیہ	محمد الاکبر[محمد حنفیہ]	محمد الحنفیہ	ابوالقاسم محمد حنفیہ	محمد بن الحنفیہ
[علی]عبدالمنان	عبدالمنان غازی	علی	علی عبدالمنان	علی عبدالمنان	عبدالمنان	عبدالمنان غازی	علی
بطل غازی	بطل غازی	عون عرف قطب غازی بابا	عون عرف قطب غازی بابا	عون عرف قطب غازی	بطل غازی	بطل غازی	عبدالمنان عون سکندر غازی
محمد آصف[اسحل]	محمد محمد آصف[اسحل]	محمد آصف غازی	محمد آصف غازی	آصف غازی	آصف غازی	محمد آصف غازی	شاہ بطل غازی
عمر[علی] غازی	عمر[علی] غازی	شاہ غازی	شاہ عمر[علی]	شاہ غازی	عمر غازی	عمر غازی	شاہ عمر غازی
محمد غازی	محمد غازی	شاہ محمد غازی	شاہ محمد غازی	شاہ محمد غازی	محمد غازی	محمد غازی	شاہ محمد غازی
طیب غازی	طیب غازی	طیب غازی	شاہ طیب غازی	طیب غازی	طیب غازی	طیب غازی	شاہ طیب غازی
طاہر غازی	طاہر غازی	طاہر غازی	شاہ طاہر غازی	طاہر غازی	طاہر غازی	طاہر غازی	شاہ طاہر غازی
عطاءاللہ غازی	میر عطاءاللہ غازی	عطاءاللہ غازی	عطاءاللہ غاز	عطاءاللہ غازی	عطاءاللہ غازی	عطاءاللہ شاہ غازی	عطاءاللہ شاہ غازی
سالار ساہو غازی (داؤد)	میر قطب حیدر	سالار ساہو غازی	میر قطب حیدر (قطب شاہ)	قطب حیدر شاہ	قطب حیدر شاہ غازی	سالار میر قطب شاہ غازی	حضرت قطب شاہ غازی
سالار مسعود غازی		سالار مسعود غازی	11 فرزندان	11 فرزندان		9 فرزندان	مزمل علی کلگان

(17)	(18)	(19)	(20)	(21)	(22)	(23)	(24)
تاریخ اعوان (2009ء) محمد سرور خان اعوان صفحہ 163، 241، 247 شجرہ 27	تاریخ قطب شاہی علوی اعوان (2015) محمد کریم اعوان، محقق الٰہی اعوان ص 6	سوانحیات ملک قطب حیدر شاہ (2014) حافظ ریاض سیالوی ص 26	متاعِ رفتہ (تواریخ ہزارہ۔ ایک نظر میں) پروفیسر بشیر احمد سوز	تاریخ نیازی قبائل (2014) اقبال خان نیازی ص 1175	رحیل کارواں (2019) آمین یوسف زئی صفحہ 434	اعوان شخصیات ہزارہ (2019) محمد عظیم ناشاد صفحہ 4	حضرت بابا سجاول علوی قادریؒ تاریخ کے آئینے میں (2019) محمد کریم اعوان ص 9
ابی طالب	ابی طالب	ابی طالب	ابی طالب	ابی طالب	ابی طالب	ابی طالب	ابی طالب
علی	حضرت علی کرم اللہ وجہہ	حضرت علی کرم اللہ وجہہ	حضرت علی کرم اللہ وجہہ	حضرت علیؓ	حضرت علی کرم اللہ وجہہ	حضرت علی کرم اللہ وجہہ	حضرت علی کرم اللہ وجہہ
محمد حنفیہؒ	محمد الاکبر[محمد حنفیہ]	حضرت محمد بن حنفیہؒ	محمد الاکبر (محمد حنفیہؒ)	محمد الاکبر[محمد حنفیہ]	حضرت محمد حنفیہؒ	حضرت محمد حنفیہؒ	حضرت محمد حنفیہؒ
علی	علی عبدالمنان	غازی عبدالمنان	علی عبدالمنان	علی	غازی عبدالمنان	علی عبدالمنان	علی عبدالمنان
عون عرف قطب غازی بابا	عون قطب غازی	غازی بطلؒ	عون عرف قطب غازی	بطل (بطال)	عون قطب غازی	عون عرف قطب غازی لقب بطل	عون عرف قطب غازی لقب بطل
محمد آصف غازی	محمد آصف (اسحل) غازی	ملک آصف	محمد آصف غازی	محمد آصف غازی	محمد آصف غازی (محمد اسحل)	محمد آصف غازی	محمد آصف غازی
سید شاہ غازی	شاہ غازی	غازی عمرؒ	شاہ علی غازی	عمر غازی	شاہ علی غازی	شاہ علی غازی	شاہ علی غازی
محمد غازی	شاہ محمد غازی	غازی محمدؒ	شاہ محمد غازی	شاہ محمد غازی	شاہ محمد غازی	محمد غازی	شاہ محمد غازی
طیب غازی	طیب غازی	غازی طیبؒ	طیب غازی	طیب غازی	طیب غازی	طیب غازی	شاہ طیب غازی
طاہر غازی	طاہر غازی	غازی طاہرؒ	طاہر غازی	طاہر غازی	طاہر غازی	طاہر غازی	شاہ طاہر غازی
عطاءاللہ غازی	عطاءاللہ غازی	غازی نوراللہ (عطاءاللہ)	عطاءاللہ غازی	ابوعلی عرف عطاءاللہ غازی	عطاءاللہ غازی	عطاءاللہ شاہ غازی	عطاءاللہ شاہ غازی
شاہو غازی و میر قطب حیدر	سالار میر قطب حیدر	حضرت ملک قطب شاہؒ	سالار قطب حیدر شاہ غازی	میر قطب حیدر شاہ علوی اعوان	قطب حیدر شاہ غازی	سالار میر قطب شاہ غازی	حضرت قطب شاہ غازی
ص 163، 9 بیٹے	11 فرزندان	گیارہ فرزندان		11 فرزندان	گیارہ فرزندان	9 فرزندان	11 فرزند

ابی طالب
↓
حضرت علی کرم اللہ وجہہ
↓
حضرت محمد الاکبر المعروف محمد حنفیہؒ
↓
علی عبدالمنان
↓
عون عرف قطب غازی لقب بطل غازی (قطب شاہ بابا)
↓
محمد آصف غازی
↓
شاہ علی غازی
↓
شاہ محمد غازی
↓
طیب غازی
↓
طاہر غازی
↓
عطاءاللہ غازی
↓
قطب حیدر شاہ غازی علوی (قطب شاہ ثانی)
↓

عبداللہ گولڑہ | محمد شاہ کنڈان | مزمل علی کلگان | محمد علی | بہادر علی | نجف علی | زمان علی کھوکھر | جہان شاہ | فتح علی | نادر علی | کرم علی

نوٹ: قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کے شجرہ نسب کی تصدیق کے لیے یہاں چند کتب کا حوالہ دیا گیا ہے جب کہ ان کے علاوہ سینکڑوں کتب ادارہ تحقیق الاعوان پاکستان کی لائبریری میں موجود ہیں جن کی عکسی نقول عند الطلب مہیا کی جا سکتی ہیں

شجرہ نسب
قطب شاہی علوی اعوان (بنی عون)
حضرت علی کرم اللہ وجہہ
مزار حضرت علی نجف اشرف
مزار عون عرف قطب غازی تبریز
مزار سالار ساہو غازی ستر کھ انڈیا
مزار سالار قطب حیدر علوی مانک پور انڈیا
مزار سالار مسعود غازی بہرائچ انڈیا
مزار حضرت بابا سجاول نامسہرہ
حضرت امام حسنؓ
حضرت امام حسینؓ
حضرت محمد حنفیہؒ
حضرت عباس علمدارؓ
حضرت عمر اطرافؒ
ابو ہاشم عبداللہ
علی عبدالمنان
موسیٰ
عیسیٰ
جعفر
عون عرف قطب غازی لقب بطل غازی
عبیداللہ
حسن
عبداللہ
محمد الاکبر
محمد الاصغر
محمد آصف غازی
شاہ علی غازی
حسین
علی
الحسین
القاسم
منصور
حمزہ
عبدالمالک
سکینہ
رسیتہ
شاہ احمد غازی
حسن
موسیٰ
عیسیٰ
علی
قطب شاہی اعوانوں کی مختصر تاریخ اور قدیم ماخذ
تحقیق و ترتیب: محمد کریم اعوان ساکن اعوان منزل دبن سنگولہ حال مظفر آباد موبائل 0312-9206639 و ملک مشتاق الہی اعوان ساکن مردو آل وادی سون سکیسر حال کراچی موبائل 0302-2144561
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قبیلہ بنی ہاشم ہے جو اولاد حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بطن سے ہوئی وہ سادات بنی فاطمیہ کہلائی اور جو اولاد دیگر ازواج سے ہوئی وہ بنی علویہ کہلائی۔ حضرت امام حسنؓ و حضرت امام حسینؓ کی اولاد برصغیر پاک و ہند میں سید کہلاتی ہے۔ دوسری صدی ہجری تک عون عرف قطب غازی بن علی بن حضرت محمد حنفیہؒ بن حضرت علیؓ کی اولاد بنی عون اور علوی کہلاتی تھی۔ عون بن علی، یحییٰ بن زید کے (ہمراہ جو رشتہ میں ان) بھتیجے اور بھانجے تھے کے ساتھ 125 ہجری میں کوفہ سے ہرات، خراسان و غزنی کی جانب ہجرت کر گئے تھے۔ یحییٰ بن زیدؒ کے ہمراہ 70 آدمی تھے انہوں نے بنی امیہ کے دس ہزار آدمیوں کو شکست فاش دی۔ عون بن علی اور زید بن علی کے مزارات تبریز کی پہاڑی پر ایک ساتھ ہیں۔ عون بن علی بن محمد حنفیہؒ بن حضرت علیؓ کی اولاد عرب میں علیؓ کی اولاد کی نسبت سے "علوی" اور عون کی وجہ سے "بنی عون" کہلائی اور برصغیر پاک و ہند میں بنی عون سے اعوان اور عون کے عرف قطب غازی کی شہرت کی وجہ سے قطب شاہی کہلائی۔ عون عرف قطب غازی (جد امجد قطب شاہی اعوان) کے سات پڑپوتوں میں سے پانچ عیسیٰ بن علی، حسین بن علی، حسن بن علی، محمد بن علی، احمد بن علی ابنان محمد اصغر (محمد آصف غازی) کی اولاد ہند میں آنا قدیم کتب انساب سے تصدیق ہوتا ہے اور گمان غالب ہے کہ علی بن علی و موسیٰ بن علی بھی اپنے دیگر بھائیوں کے ہمراہ جہاد ہند میں شریک ہوئے ہوں۔ جس طرح بنی عباس سے عباسی اور بنی ہاشم سے ہاشمی کہلاتے ہیں اسی طرح بنی عون بھی بنی عون کے بجائے اعوان مشہور ہوئے۔ واضح ہو کہ عون کی جمع اعوان ہے۔ "کتاب نسب قریش عربی (236-156 ہجری) کے ص 77 پر اور کتاب المنتخب فی نسب قریش و خیار العرب عربی (656ھ) کے صفحہ 26 پر درج ہے" وولد عون بن علی بن محمد بن علی بن ابی طالب: محمداً، ورقیہ؛ وعلیۃ بنی عون" یعنی عون کی اولاد "بنی عون" ہے۔ سالار مسعود غازی قطب شاہی علوی اعوان کا شجرہ نسب یوں درج ہے" سالار مسعود غازی بن سالار ساہو غازی [برادر سالار قطب حیدر غازی قطب شاہ ثانی و سالار سیف الدین غازی] بن عطاء اللہ غازی بن طاہر غازی بن طیب غازی بن شاہ محمد غازی بن شاہ علی غازی بن محمد آصف غازی [اصغر] بن عون عرف قطب غازی بن علی عبدالمنان بن حضرت محمد حنفیہؒ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ بن ابی طالب"۔ سلطنت غزنویہ کے دور کی کتاب تاریخ بیہقی (385-470ھ)، تہذیب الانساب عربی 449 ہجری، منتقلۃ الطالبیہ عربی 471ھ، لباب الانساب عربی 565ھ و منبع الانساب فارسی 830ھ کے مطابق عون بن علی ابن محمد حنفیہ کی اولاد کا ہند آنا، قطب شاہی کہلانا اور سلطنت غزنویہ سے منسلک ہونا درج ہے۔ تاریخ بیہقی جلد اول ص 57 پر درج عبارت "قاضی و رئیس و خطیب و نقیب علویان و سالار علویان و سالار غازیان" کا تذکرہ موجود ہے جس کے مطابق سلطنت غزنویہ کے ساتھ قاضی القضاۃ، رئیس، خطیب، نقیب و سالار سب کے سب علوی تھے۔ منبع الانساب فارسی کے مطابق عون عرف قطب غازی بن علی عبدالمنان بن محمد حنفیہ کی اولاد سے سالار مسعود غازی، سالار ساہو غازی کے بیٹے اور سلطان محمود غزنوی کے بھانجے تھے اور سلطان کی افواج میں بغرض جہاد ہند شمولیت اختیار کرتے ہوئے بھرپور مدد کی جس کا ذکر سفرنامہ ابن بطوطہ، تاریخ فیروز شاہی تالیف سید ضیاء الدین برنی، تاریخ فرشتہ، مرات مسعودی، مرات الاسرار، اخبار الاخیار، خزینۃ الاصفیاء وغیرہ میں بھی درج ہے۔ مندرجہ بالا کتب میں درج اصل عبارت کی عکسی نقول نیچے دی گئی ہیں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔ علاوہ ازیں تاریخ حیدری تالیف 1911ء، تحقیق الاعوان 1968، تاریخ علوی اعوان 1999ء، نسب الصالحین 2000ء، تحقیق الانساب جلد اول 2007ء، تاریخ قطب شاہی علوی اعوان 2015، تاریخ خلاصۃ الانساب 2017ء، اعوان شخصیات ہزارہ 2019ء، حضرت بابا سجاول علوی قادریؒ تاریخ کے آئینے میں 2019ء کے علاوہ درجنوں کتب اور مولوی ملنگ علی گفانوالہ چکوال شجرہ نویس علوی اعوان قبیلہ کے مطابق بھی اعوان حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فرزند محمد الاکبر المعروف محمد حنفیہؒ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد ہیں اور مندرجہ بالا شجرہ نسب صدیوں سے ان کے ریکارڈ میں موجود ہے۔ مندرجہ بالا کتب ادارہ تحقیق الاعوان پاکستان کی لائبریری اور ویب سائٹ www.alveeawan.com سے دستیاب ہیں۔
شاہ محمد غازی
طیب غازی
طاہر غازی
عطاء اللہ غازی
سالار ساہو غازی
سالار مسعود غازیؒ
سالار قطب حیدر غازی (قطب شاہ ثانی)
سالار سیف الدین غازی
مزمل علی کلگان
جہان شاہ
زمان علی کھوکھر
محمد علی
بہادر علی
نجف علی
عبداللہ گولڑہ
محمد شاہ کنڈان
فتح علی
نادر علی
کرم علی
منبع الانساب فارسی سید معین الحق جھونسوی 830ھ
منتقلۃ الطالبیہ عربی ابی اسماعیل 471ھ
لباب الانساب عربی ابی القاسم حسن 565ھ
کتاب نسب قریش عربی (234-156ھ)
کتاب نسب قریش
ذخائر العرب
لأبي عبد الله المصعب بن عبد الله بن المصعب الزبيري ١٥٦ — ٢٣٦
ولد عون بن علي بن محمد بن علي بن أبي طالب: محمداً؛ ورقية؛ وعلية
تہذیب الانساب عربی ابی جعفر 449ھ